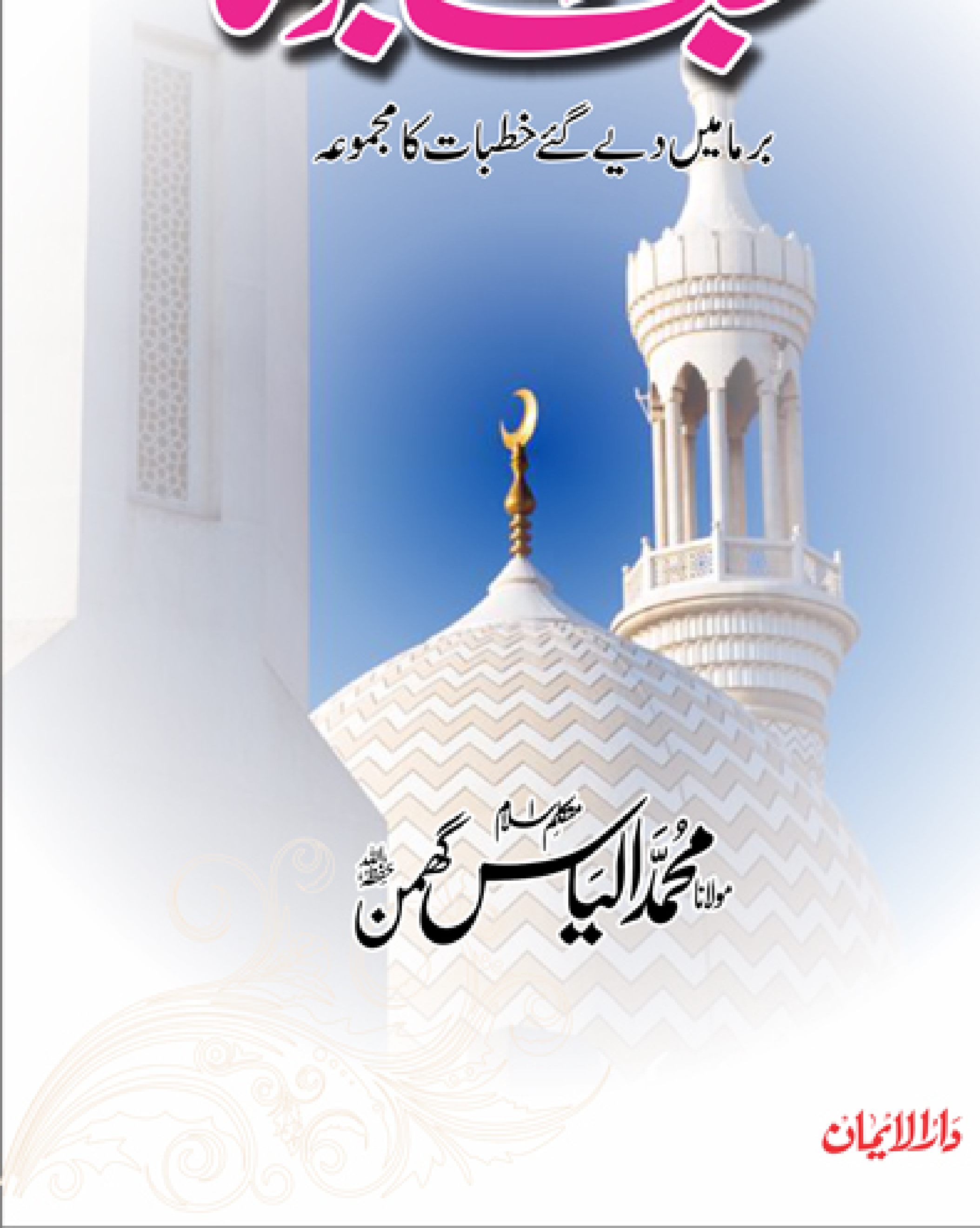

خطباتِ برما

برما میں دیے گئے خطبات کا مجموعہ

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

دارالایمان

خطباتِ برما

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناشر: دارالایمان 17-فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— **خطباتِ برما**
افادات ——— مولانا محمد الیاس گھمن
بار اشاعت اول ——— ستمبر 2013ء
تعداد ——— 1100
باہتمام ——— احناف میڈیا سروس

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540
دارالایمان 17-فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0423-7350016 ◆ 0321-4602218
دارالایمان دوکان نمبر 11 ماشاءاللہ مارکیٹ نزد تبلیغی مرکز
گیٹ 5 رائیونڈ 0335-7500510

For Download

فہرست

حدیث جبرائیل -- 13

بمقام: ینگون، برما

بتاریخ: 15-02-2013

خلاصہ قرآن ---------------------------------- 15
ضال اور مغضوب میں فرق ------------------------ 16
اللہ کا نام اور اللہ کی صفات --------------------------- 16
لفظ رب کا فلسفہ ---------------------------------- 17
دنیا برزخ اور آخرت -------------------------------- 18
دنیا اور برزخ کی وجہ تسمیہ ------------------------ 19
موت کو سمجھنے کے لیے نیند کو سمجھیں -------------- 19
قبر میں ایمان و اعمال کے متعلق سوال ------------- 20
موت اور نیند میں توافق صوری --------------------- 21
تعامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری سوچ -------- 21
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکمت --------- 23
مسائل بیان کرنے میں حجاب سے کام نہ لیں --- 25
کنومۃ العروس کیوں کہا؟------------------------------- 26

حالت نوم میں روح اور جسم کا تعلق ------------------- 27
مولانا محمد قاسم نانوتوی کا واقعہ ------------------------- 29
احوال جسم پر، احساس روح کو----------------------------- 31
احوال دنیا اور احوال برزخ میں فرق -------------------- 31
کیا دلیل، کیا مثال --------------------------------- 33
معیار ایمان کیا ہے؟ ----------------------------------- 34
سماع موتی پر اعتراض اور اس کا جواب------------------- 35
مفہوم برزخ سمجھنے کے لیے عام مشاہدے کی مثال ------ 35
کرامت کا امتیاز ------------------------------------- 37

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ------------------------ 39

بمقام: رونق مسجد، ینگون

بتاریخ: 17-02-2013

بحیثیت مسلمان دو ذمہ داریاں ------------------------- 41
عام مشاہدے کی مثال----------------------------------- 42
کسی کو سننا، کسی کے بارے میں سننا -------------------- 43
غیروں سے سنا تم نے ----------------------------------- 44
امام اعظم اور امام جعفر صادق کا دلچسپ مکالمہ ------- 44
ہمارا درد دل بھی سمجھو! --------------------------------- 47
ایمان پر لانے والی محنت، ایمان بچانے والی محنت ---------- 47
مسئلہ کی وضاحت بذریعہ مثال --------------------- 48

پوری شریعت کا خلاصہ دو لفظوں میں ------------- 49
دورانِ بیان کوئی سو جائے تو؟ ------------- 50
ہمارے بیان کو سمجھنے کے لیے ذوقِ سلیم چاہیے ------------- 51
ایک سوال اور اس کا جواب ------------- 53
مولانا اشرف علی تھانوی کا دلچسپ واقعہ ------------- 53
صحابہ جیسا ایمان کیونکر؟ ------------- 54
صحابہ کرام تنقید سے بالا تر ہیں ------------- 55
صاحب ہدایہ پر اعتراض اور اس کا جواب ------------- 57
صاحبِ ہدایہ اور حرم نبوی کا توافق ------------- 59
حدیث رسول ﷺ کی، معنی اصحابِ رسول کا ------------- 60
ہمارا نام اہل السنت والجماعت کیوں؟ ------------- 61
غیر مقلدین سے گفتگو کیسے کریں؟ ------------- 62
غیر مقلدین کو اہل حدیث کا نام کس نے دیا ------------- 63
غیر مقلدین کے اعتراض کا دندان شکن جواب ------------- 65
غیر مقلدین کا خوشنما دھوکہ ------------- 67
وہابی کی نسبت کی حقیقت ------------- 68
غیر مقلدین کے دلائل کی حقیقت ------------- 69
الزام ان کو دیتے تھے، قصور اپنا نکل آیا ------------- 71
اینٹ کا جواب پتھر ------------- 72
ایک نیا مسئلہ ------------- 73
غیر مقلدین کی دلیل اور ہمارا جواب ------------- 73

تعلیماً بلند آواز سے پڑھنے کی دو اور مثالیں ---------------- 75
آمدم بر سرِ مطلب -- 76
غیر مقلدین اور دیگر فِرَقِ باطلہ میں توافق اور تفاوت ----- 76

سوالات --78

اکابر پر اعتماد-- 82

فقہ کسے کہتے ہیں---87

بمقام: مدرسہ عمر بن خطاب، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

تمام شریعت کا خلاصہ -------------------------- 88
شریعت کا تقاضا اور ہماری کوتاہی ----------------------- 89
ہمارا اور غیر مقلدین کا اختلاف کیوں ہے؟ ---------------- 90
شوافع کا رفع الیدین درست، غیر مقلدین کا غلط کیوں------ 91
قرآن، حدیث اور فقہ کیا ہیں؟ ------------------- 92
غیر مقلدین کا غلط استدلال اور اس کا جواب --------- 93
مثال عام مشاہداتی زندگی سے ------------------------- 94
احادیث کی علت وحکمت فقیہ کے ذمے ------------ 95
آپ یوں سمجھیں------------------------------------- 97
جس کا کام اسی کو ساجھے------------------------------ 98
عقیدہ پر بات کرنے کی اہمیت -------------------------- 99

ذاتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ------------------------ 101

بمقام: رونق مسجد، ینگون

بتاریخ: 17-02-2013

ختمِ نبوت کا کام ضروری کیوں؟ ------------------------ 103
قرآن اور ذاتِ نبوت ------------------------ 104
اپنوں کو اپنے سے دور نہ کریں! ------------------------ 105
آمدم بر سرِ مطلب ------------------------ 107
اہل دیوبند اور قرآن ------------------------ 107
جتنی عقل اتنی بات ------------------------ 109
دجالِ قادیان کی ذات پہ تنقید کیوں؟ ------------------------ 109
ایک اشکال اور اس کا جواب ------------------------ 110
تخلیقِ پیغمبر ﷺ کس چیز سے ہوئی؟ ------------------------ 112
دلیل نمبر.1 ------------------------ 113
ایک دلچسپ سوال اور اس کا جواب ------------------------ 114
علمی دلیل ------------------------ 115
عقلی دلیل ------------------------ 115
غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب ------------------------ 116
اکابرِ دیوبند پر غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب 117
شیخ زکریا پر اعتراض اور اس کا جواب ------------------------ 118
وجودِ پیغمبر جنت والا، شواہد ------------------------ 119

نمبر 1: ---------- 120

نمبر 2: ---------- 120

نمبر 3: ---------- 121

نمبر 4: ---------- 122

تاریخ انسانی کا لمبا اور مختصر سفر ---------- 123

ایک اشکال اور اس کا جواب ---------- 125

مالک یوم الدین ---------- 127

بمقام: مدرسہ عمر بن خطاب

بتاریخ: 17-02-2013

دنیا دار العمل، آخرت دار الجزا ---------- 130

عمل بقدر استطاعت، جزا اللہ کی شان کے موافق - 130

ایک اشکال اور اس کا جواب ---------- 131

رؤیت باری تعالی کے بارے میں ہمارا مؤقف ---------- 131

غیر مقلدین کے اعتراض کا دندان شکن جواب ---------- 132

قیامت دو طرح کی ہے ---------- 134

مالک یوم الدین کا فلسفہ ---------- 136

مالک یوم الدین کی محسوس مبصر مثال ---------- 137

اللہ مالک کی حیثیت سے حساب فرمائیں گے ---------- 138

اللہ کے سامنے سفارش چلے گی، وکالت نہیں ---------- 140

دنیا میں کون سفارشی، کون وکیل ---------- 141

جہاں طب کی انتہاء، وہاں سے سفارش کی ابتداء ------- 142
کہاں وکیل کہاں سفارشی ---------------------------- 143
حافظِ قرآن کی فضیلت ---------------------------- 143
حافظ قرآن کی شفاعت کیونکر؟ ---------------------- 145
اللہ کی عدالت، دنیا کی عدالت ---------------------- 147
تقلید کی ضرورت واہمیت ---------------------------- 149

بمقام: دفتر جمعیت العلماء، ینگون

بتاریخ:16-02-2013

مسئلہ تقلید اساسی مسئلہ ہے ---------------------- 150
ملکی خانہ جنگی کیسے ختم ہو ---------------------- 151
کمسن بچے کا مناظرہ ---------------------------- 151
گفتگو کس موضوع پہ ہونی چاہیے -------------------- 152
تبلیغی اکابر کی بات کا مطلب ---------------------- 154
اپنوں کو کیسے جڑا رکھیں؟ ------------------------ 155
امام ابوحنیفہ کا انوکھا خواب اور تعبیر ------------------ 155
تعبیر کی حکمت -------------------------------- 157
فن، صاحب فن سے ------------------------------ 157
مناظرے کا بقیہ حصہ ---------------------------- 159
تقلید کا معنی و مفہوم ---------------------------- 159
شکوہ، جوابِ شکوہ ------------------------------ 161

فن مختلف، اصطلاحات مختلف ---- 162

امام بخاری نے قلادہ کا کیا معنی کیا ہے؟ ---- 163

وجہ تشبیہ ---- 164

غیر مقلدین کی چال اور مقلد کی وضاحت ---- 167

مسائل اجتہادی کی اقسام ---- 168

علاوہ تقلید کے کوئی چارہ نہیں ---- 169

تین طلاق، اور غیر مقلدین ---- 172

تکرار اور استیناف ---- 174

ایک اور اجتہادی مسئلہ ---- 175

نمبر 4: ---- 176

ڈاڑھی کی تعریف و تحدید ---- 177

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا علمی لطیفہ ---- 177

ڈاڑھی کی تحدید پر غیر مقلد کا اعتراض ---- 178

حضرت تھانوی کی عبارت پر اعتراض اور جواب 179

ایک غیر مقلد سے مکالمہ ---- 179

دوسرا مسئلہ ---- 180

تقلید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کی کیوں ---- 181

مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک اشکال ---- 183

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت ---- 187

فقہ کے مخالفین کے لیے چیلنج ---- 188

غیر مقلدین کا ایک اور حربہ ---- 189

اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ---------------- 191

دلیل اور ڈھکوسلہ ---------------------------------- 192

مذہب اور منزل ---------------------------------- 193

کون با ادب، کون بے ادب؟ -------------------------- 193

امام بخاری کہاں کے فیض یافتہ ہیں؟ ---------------- 194

فتنہ اٹھنے سے پہلے اس کا سد باب کریں ---------- 196

فقہ حنفی پر اعتراض اور جواب ------------------- 198

ایک غیر مقلد کا سوال ----------------------------- 200

حفاظتِ قرآن ------------------------------------ 201

بمقام: مدرسہ صادقیہ حفظ القرآن، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

قرآن کا محافظ اللہ تعالی -------------------------- 202

آیت پر اشکال اور اس کا جواب -------------------- 203

آیت پر یہود بے بہبود کا اعتراض اور جواب -------- 204

حفاظت قرآن اور تورات و انجیل ------------------ 204

حفاظ قرآن آسودہ حال کیوں نہیں؟ ---------------- 205

تربیتی نشست ------------------------------------ 207

بمقام: جامعہ عربیہ دار العلوم، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تین دعائیں ---------- 208
عمل صالح کیا ہے؟ ---------- 211
عافیت یا استقامت ---------- 211
بحث کے اصول ---------- 213
باباجی اور شکست خوردہ غیر مقلد ---------- 214
ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ ---------- 216
نمبر ایک ---------- 217
عقیدے کے موافق مثال ---------- 218
دلائل ---------- 219
غیر مقلدین کی دلیل اور اس کا جواب ---------- 220
عام فہم مثال ---------- 221
غیر مقلدین کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب ---------- 221
ایک اشکال اور اس کا جواب ---------- 222
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا جواب ---------- 223
قدرت باری تعالی سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ - 224
ہمارے معاشرے کی مثال ---------- 225
غیر مقلدین کی ایک اور دلیل ---------- 227
ایک اور دلیل کا جواب ---------- 227
غیر مقلدین کا اشکال اور جواب ---------- 228
اللہ کا وجود اتحاد یا حلول کے ساتھ ---------- 230
عام فہم مثال ---------- 230

حدیث جبرائیل

بمقام: ینگون، برما

بتاریخ: 15-02-2013

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولنا محمدا عبده ورسوله اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (1) الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (2) مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (3) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (4) اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (5) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (6)

الفاتحۃ

میرے نہایت واجب الاحترام ساتھیو! میرا چونکہ آپ کے شہر کا پہلا سفر ہے اور پہلے سفر کا پہلا بیان ہے۔ میں نے پہلے سفر اور پہلے بیان کی مناسبت سے ایک سورت اور ایک حدیث تلاوت کی ہے، اس سورۃ کو ام القرآن اور حدیث کو ام السنۃ کہتے ہیں۔ آج میں اس سورۃ اور اس حدیث پر بات کروں گا۔ سورۃ کا نام ام القرآن اور حدیث ام السنۃ ہے۔ ام کا معنی عربی زبان میں جس طرح ماں آتا ہے، اسی طرح خلاصہ بھی آتا ہے اور اسی طرح عربی زبان میں معنی "اثر" بھی آتا ہے۔ تو ام القرآن کا معنی ہے، پورے قرآن کا خلاصہ اور ام السنۃ کا معنی ہے، پوری سنت کا خلاصہ، یعنی پورے دین کا خلاصہ۔ سورۃ فاتحہ قرآن کا خلاصہ ہے اور حدیث جبرائیل تمام احادیث کا خلاصہ ہے۔ چونکہ خلاصہ کو ام کہتے ہیں، اسی لیے سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے اور حدیث جبرائیل ام السنۃ ہے۔ سورۃ فاتحہ کو ام القرآن اس لیے کہتے ہیں کہ

قرآن کریم کے جتنے مضامین، اللہ تعالیٰ نے الحمد سے لے کر والناس تک بیان فرمائے ہیں، وہ سارے مضامین، سورۃ فاتحہ میں اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔ مرد، عورت، پڑھا لکھا، ان پڑھ ہر بندے کے لیے پورے قرآن کریم کا خلاصہ یہی ہے۔ پورے قرآن مجید میں 6 مضامین ہیں:

1: توحید
2: رسالت
3: قیامت
4: احکام
5: ماننے والے
6: نہ ماننے والے

خلاصہ قرآن

سبق سمجھ کر سنیئے! الحمد سے لے کر والناس تک، اللہ تعالیٰ نے ان مضامین کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور سورۃ فاتحہ میں ان تمام مضامین کو اجمالاً بیان فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین، الرحمن الرحیم اس میں اللہ نے توحید کو بیان کیا ملك یوم الدین میں قیامت کو بیان کیا، ایاك نعبد وایاك نستعین اس میں احکام کو بیان کیا، اهدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیهم اس میں رسالت اور ماننے والوں کو بیان کیا اور غیر المغضوب اس میں نہ ماننے والے کو بیان کیا۔ جو 6 مضامین پورے قرآن میں تفصیل سے بیان فرمائے ہیں، انہی 6 مضامین کو سورۃ فاتحہ میں اختصار سے بیان فرمایا۔ اس لیے سورۃ فاتحہ کو ام القرآن کہتے ہیں کہ قرآن کے تمام مضامین کا خلاصہ اس میں ہے۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ جو چھ مضامین پورے

قرآن میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے، وہ چھ مضامین سورۃ فاتحہ میں اختصار کے ساتھ بیان فرمائے۔

ضال اور مغضوب میں فرق

ایک لفظ تو یہ سمجھیں کہ ماننے والے اور نہ ماننے والے میں فرق یہ ہے کہ جو ماننے والے تھے، ان کے لیے لفظ ایک بولا اور جو نہ ماننے والے تھے، ان کے لیے لفظ دو لے آئے مغضوب اور ضال اس لیے کہ پوری دنیا میں ماننے والوں کی ایک قسم ہیں اور نہ ماننے والوں کی دو قسمیں ہے۔ بعض لوگ اس وجہ سے نہیں مانتے کہ ان کے پاس جہالت ہے، علم نہیں اور بعض اس وجہ سے نہیں مانتے کہ ان کے پاس محبت نہیں ہے، بغض ہے۔ تو جو بندہ جہالت کی وجہ سے نہ مانے، اسے ضال کہتے ہیں اور جو ضد کی وجہ سے نہ مانے اسے مغضوب کہتے ہیں۔

بعض لوگوں کو مسئلے کا پتا ہوتا ہے، مگر ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ جو بندہ جہالت کی وجہ سے نہ مانے اسے ضال کہتے ہیں اور جو ضد کی وجہ سے نہ مانے اسے مغضوب کہا ہے ہیں۔ اللہ تعالی نے دونوں کا تذکرہ کیا، کہ نہ ماننا کبھی ضد کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جن میں جہالت نہ ہو، علم آجائے اور ضد ختم ہو کر محبت آجائے، تو اللہ پاک اس کو ماننے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لیے ماننے والوں کے لیے ایک لائن ہے اور نہ ماننے والوں کے لیے دو لائنیں ہیں۔

اللہ کا نام اور اللہ کی صفات

تو پہلی آیت الحمد للہ رب العالمین اس میں یہ سمجھیے کہ یہ اللہ کا نام ہے اور رب اللہ کی صفت ہے. اللہ تعالی کی صفات بہت بے شمار ہیں، لیکن جب اللہ تعالی نے قرآن مجید کا آغاز فرمایا ہے تو اپنی صفت رب سے شروع کیا ہے اور جب قرآن کو ختم

فرمایا ہے، تب بھی صفت رب لائے ہیں۔ قل اعوذ برب الناس تو قرآن مجید کا آغاز بھی صفت رب سے ہے اور اختتام بھی صفت رب پر ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ عالم ارواح میں بندوں سے جو سوال کیا، وہ بھی صفت رب سے کیا ہے الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اور دنیا میں بھی جب بندہ اللہ کو رب مانتا ہے، تو اس فرمان الٰہی کے مطابق ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا دنیا میں بھی اللہ کی رحمتیں اس پر پڑتی ہیں، جو ربنا اللہ کہتا ہے اور موت کے بعد بھی قبر میں فرشتے پوچھتے ہیں کہ من ربك؟

لفظ رب کا فلسفہ

عالم ارواح میں الست بربکم اور عالم دنیا میں ان الذین قالوا ربنا اللہ تو عالم ارواح میں بھی رب کی بات کی ہے، عالم دنیا میں بھی رب کی بات کی ہے اور عالم برزخ میں بھی رب کی بات فرمائی ہے۔ قرآن کا آغاز بھی رب سے ہے اور اختتام بھی رب پر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صفتِ رب، اللہ کی وہ صفت ہے، جو تمام صفات کو جامع ہے، کیوں؟ رب کا معنی ہے، آہستہ آہستہ تربیت کرتے ہوئے کامل بنانے والا اور رب ہوتا بھی وہی ہے، جو علیم ہو، رب ہوتا وہ ہے، جو قدیر ہو۔ اگر علم نہ ہو، قدرت نہ ہو، تو تربیت کرے گا کیسے؟

رب ہوتا وہ ہے کہ اگر یہ تربیت کے بعد اچھے کام کرے، تو رب جزا دے سکے، اگر تربیت کے بعد اچھے کام نہ کرے، تو سزا دے سکے۔ اللہ کی ساری صفتیں لفظ رب کے اندر آتی ہیں۔ اس لیے اللہ نے ساری صفات کے بجائے ایک صفت ذکر فرمائی، جسے رب کہتے ہیں۔ اس میں ساری صفات جمع فرمائیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ العالمین جمع ہے عالَم کی۔ عالَم کہتے ہیں،

جہان کو۔ ہمارے یہ چار جہان ہیں:

1: عالم ارواح

2: عالم دنیا

3: عالم برزخ

4: عالم آخرت

- عالم ارواح؛ جب روحیں تھیں تو جسم نہیں تھے۔
- عالم دنیا؛ جب جسم بھی ہیں اور روح بھی۔
- اور عالم برزخ کہ جس میں جسم کا بھی پتا نہیں چلتا اور روح کا بھی پتا نہیں چلتا اور جسم کوئی بندہ مانتا ہے کوئی نہیں مانتا صرف غائب ہونے کی وجہ سے۔
- عالم آخرت جس میں جسم بھی ہو گا، روح بھی ہو گی۔

تو بنیادی طور پر انسان کے اعتبار سے عالم چار ہیں: عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت۔ ہر عالم کے احکام الگ الگ ہیں۔ عالم ارواح کے احکام بالکل الگ ہیں۔ اس میں صرف توحید کا اقرار ہے۔ جیسا آیت کریمہ سے واضح ہے الست بربکم

دنیا برزخ اور آخرت

عالم دنیا میں عقائد بھی ہیں اور مسائل بھی ہیں اور عالم برزخ، جو قبر کی زندگی ہے، اس میں سوال اور جواب روح سے بھی ہیں اور جسم سے بھی۔ اگر جواب ٹھیک ہوں گے، تو ثواب جسم اور روح دونوں کو ہو گا۔ اگر جواب غلط ہو گیا، تو عذاب جسم اور روح دونوں کو ہو گا، کیسے ہو گا؟ اس پر میں بات نہیں کرتا، اس پر کھلا وقت چاہیے، جس میں میں پوری بحث کرتا کہ برزخ میں عذاب کیسے ہوتا ہے، برزخ کی حقیقت کیا ہے، عالم برزخ کہتے کسے ہیں؟ ہم جس قبر میں میت کو چھوڑ کر آتے ہیں، اس میں عذاب

ثواب (ان شاء اللہ وقت ہوا) تو اس پر گفتگو کریں گے۔

دنیا اور برزخ کی وجہ تسمیہ

اب عالم آخرت کا معنی آخری عالم۔ تو عالم ارواح کا معنی کہ جہاں روحیں ہیں، جسم نہیں۔ اس دنیا کو عالم دنیا کہتے ہیں دو وجہ سے۔ علماء تو سمجھتے ہیں کہ دنیا دنو سے ہے۔ دنو کا معنی ہوتا ہے، قریب ہونا۔ یہ عالم قریب اور اگلا بعید ہے، اس لیے اس کو عالم دنیا کہتے ہیں۔

یا عالم دنیا کو دنیا اس لیے کہتے ہیں کہ دنیا دناءۃ سے ہے۔ اس کا معنی ہوتا ہے گھٹیا پن۔ یہ چونکہ گھٹیا ہے اور آخرت اعلیٰ ہے، اس لیے اس کو عالم دنیا کہتے ہیں۔

برزخ کا معنی ہوتا ہے پردہ۔ عالم برزخ میں سب کچھ ہے لیکن پردے ہوتے ہیں۔ ہر بندے کو سمجھ نہیں آتا، اس لیے میں اس پر تھوڑی سی بات کرتا ہوں۔ عالم آخرت کا معنی بعد والا، چونکہ یہ پہلے ہے، وہ بعد میں ہے، اس لیے اس کو عالم آخرت کہتے ہیں۔ عالم برزخ کو تھوڑا سا سمجھیں۔

برزخ کا معنی ہے پردہ۔ یہ میں بات اس لیے سمجھاتا ہوں کہ ہمارے ہاں جب تک فتنہ پیدا نہیں ہوتا، لوگ فتنہ کا رد سنتے نہیں ہیں۔ جب فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کا علاج کرتے ہیں، تو علاج ہوتا نہیں ہے۔ جب تک فتنہ پیدا نہ ہو، تو اس کا علاج نہیں کرتے اور جب فتنہ آجائے تو پھر علاج کی کوشش کرتے ہیں۔ علاج ہوتا نہیں ہے۔ اس لیے فتنے کی آمد سے پہلے پہلے فتنے کا علاج کیا کریں، تاکہ باہر آکر کوئی فتنہ ڈالنے کی کوشش کرے، تو ہمیں پہلے سے پتا ہو کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

موت کو سمجھنے کے لیے نیند کو سمجھیں

برزخ کا معنی ہے پردہ۔ موت کے بعد کیا ہوتا اور کیسے ہوتا ہے؟ اگر اس کو

سمجھنا ہو، تو اس کے لیے نیند کو سمجھیں، اگر نیند سمجھ آئے، تو موت کے بعد کی زندگی سمجھ آتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند پر موت کا لفظ بولا ہے، نیند پر موت کا لفظ بولا ہے، جب رات سونے لگتے ہیں تو دعا مانگتے ہیں اللھم باسمك اموت واحیی اب آپ مرنے لگے ہیں یا سونے لگے ہیں؟ [سونے لگے ہیں، سامعین]

پھر دعا میں اموت کیوں کہتے ہو؟ انام کہو ناں۔ سونے لگے ہو اور کہتے ہو اموت۔ جب صبح اٹھتے ہو تو کہتے ہو الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا حالانکہ کہنا چاہیے الحمد للہ الذی ایقظنا بعد ما انامنا اللہ رات آپ نے سلایا تھا تو اب جگا دیا، لیکن کہتے ہیں رات آپ نے مارا تھا اب زندہ کر دیا۔ اتنی بات سمجھ آگئی؟ اس سے پتا چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند پر موت کا لفظ بولا ہے۔ بات سمجھنا! جس طرح نیند پر موت کا لفظ بولا ہے، اسی طرح موت پر نیند کا لفظ بھی بولا ہے۔ حدیث مبارک میں مذکور ہے، لفظ بتانے لگا ہوں کہ موت پر نیند کا لفظ کہاں بولا گیا ہے۔

قبر میں ایمان واعمال کے متعلق سوال

حدیث مبارک میں ہے کہ جب بندے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، اس کے بعد اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے اٹھاتے ہیں، اور اس سے سوال کرتے ہیں: من ربك، من نبيك، ما دينك؟ یعنی تیرا رب کون ہے، تیرا نبی کون ہے، تیرا دین کیا ہے؟ بندہ اس سوال کا یہ جواب دیتا ہے ربی اللہ میرا رب اللہ تعالی ہے۔ نبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے۔ حدیث میں ہے فینادی مناد من السماء پھر فرشتہ کہتا ہے نم کنومة العروس۔ کیا کہتا ہے؟ نم کنومة العروس ایسے سو جا جیسے پہلی رات دلہن سوتی ہے۔

موت اور نیند میں توافق صوری

سو جایا مر جا؟ قبر سونے کی جگہ ہے یا مرنے کی جگہ ہے؟ فرشتہ کیا کہتا ہے؟ تو سو جا۔ اور بستر پر رات سونے لگتے ہیں تو کہتے ہیں اللھم باسمك اموت واحیی حالانکہ سونے لگے ہیں کہتے ہیں اموت قبر میں ہے لیکن کہتے ہیں نم سو جا، تو جس طرح نیند کے لیے موت کا لفظ استعمال ہوا ہے، اسی طرح موت کے لیے نیند کا لفظ بھی آیا ہے، میں اس پر دلائل پیش کر رہا تھا اگر موت کے بعد کی زندگی سمجھنی ہے تو نیند سمجھیں۔ نیند سمجھ آئے گی، تو موت کے بعد کی زندگی سمجھ آئے گی۔ اگر نیند سمجھ نہ آئے، تو موت کے بعد کی زندگی بھی سمجھ نہیں آئے گی۔

چلیں میں ایک نکتہ پیش کرتا ہوں، فرشتہ پوچھتا ہے من ربك؟ تیرا رب کون ہے؟ من نبیك؟ تیرا نبی کون ہے؟ مادینك؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو جواب دیتا ہے ربی اللہ، نبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دینی الاسلام تو فرشتہ کہتا ہے نم کنومة العروس ایسے سو جا جیسے پہلی رات کی دلہن سوتی ہے۔ ایک نکتہ پیش کرنے لگا ہوں، اس کو اتنا کہہ دیتا تو سو جا، یہ دلہن کی بات کیوں کی ہے؟ میں لطیفے نہیں سناتا، میرا ہنسانا مزاج ہی نہیں ہے، آپ نے مجھے بہت دفعہ سنا ہے، میں ہنسانے والا مولوی تو نہیں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلہن کی طرح سو جا، نبوت کے الفاظ ہیں، میرے آپ کے تو نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مبارک بغیر حکمت کے ہوتا ہی نہیں، اتنا فرماتے نم سو جا، یہ کیوں فرمایا؟ کنومة العروس کہ دلہن کی طرح سو جا۔ یہ نومة علماء سمجھتے ہیں فعلة کا وزن ہے۔ فعلة کئی معنوں میں آتا ہے۔

تعامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری سوچ

میں ایک مرتبہ بیان میں عروس کا لفظ سمجھا رہا تھا۔ مجھے ایک طالب علم نے

چٹ دی، استاد جی! پہلی رات دلہن سوتی بھی ہے؟ میں ایک بات بڑے افسوس سے کہتا ہوں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر کبھی تعجب اس لیے ہوتا ہے کہ ہم گناہوں پر بہت جری ہوتے ہیں، بے حیائی کے ماحول میں رہتے ہیں، جنسیت کے ماحول میں رہتے ہیں، شہوت کے ماحول میں رہتے ہیں، گناہوں کی آلودگی میں پھنسے ہیں، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ اس ماحول میں سمجھتے ہیں، تو کیسے سمجھیں؟

اچھی طرح میری بات سمجھیں، جب ہم یہ حدیث مبارک پیش کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں کی محبت اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں) **النساء والطیب وجعل قرۃ عینی فی الصلاۃ**

سنن النسائی، رقم الحدیث:9339

خوشبو اور عورت اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ جب خوشبو کی بات کریں، تعجب نہیں ہوتا، عورت کی بات کریں، تو بندہ تعجب سے دیکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اور ماحول میں بات کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماحول میں بات فرماتے ہیں۔ جس نگاہ سے رسول اللہ نے بات فرمائی ہے، جس زاویے سے حضور نے فرمایا، وہ زاویہ ہمارے دماغ میں نہیں ہے، کیونکہ ہمارے دماغ میں عورت کا خاص مفہوم ہے، اس مفہوم سے ہٹ کر ہم سوچنے کے لیے تیار نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرافت، حیا اور عفت کے پیکر ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بات فرمائیں، جب تک حضور کی بات نہ سمجھیں، یہ حدیث سمجھ آ سکتی ہی نہیں۔

اچھی طرح بات سمجھیں! آدمی اگر آپ سے کہتا ہے میں پاکستان سے آیا ہوں، دیکھو مجھے بیٹی بہت یاد آتی ہے، تو آپ کو تعجب تو نہیں ہوگا، کیوں؟ بیٹی ہے، باپ

کو بیٹی یاد آتی ہے، پوری کائنات انسانی کی عورتیں حضور کی کیا لگتی ہیں؟ [جی بیٹیاں، سامعین] تو باپ کے دل میں بیٹی کا خیال آنا، کوئی عجیب بات ہے؟ اب اگر کوئی بیان کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے دل میں عورت کی محبت ہے، چونکہ ہم محبت کا معنی اور سمجھتے ہیں، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر کان کھڑے ہوتے ہیں کہ حضور نے کیسی بات فرمائی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکمت

اچھا مرد طاقتور ہے، عورت کمزور ہے اور کمزور پر آدمی شفقت کرتا ہے اور یہ اس دور کی بات ہے، جب عورتوں کو زندہ در گور کیا جاتا تھا، لوگ اس کو گھٹیا اور گندی نگاہوں سے دیکھتے تھے، معاشرے کا سب سے گندا فرد عورت شمار ہوتی تھی۔ اس دور میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں خدا نے اس کی شفقت ڈالی ہے۔ اگر اس کمزور کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قدر نہ آتی تو اس کے قدموں میں جنت کے فیصلے کون کرتا؟

اب دیکھیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس زاویے سے بات فرمارہے ہیں اور ہم اس ماحول میں رہ کر کس زاویے سے بات کو سمجھتے ہیں، تو اپنی اصلاح کرانی چاہیے ناں! اپنا تزکیہ کرانا چاہیے، اپنی آنکھ کو صاف کرنا چاہیے، اپنے دل کو پاک کرنا چاہیے، نبوت کے الفاظ میں تعجب ہو تو ایمان کا خطرہ ہو گا۔ میں یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آپ حضرات کا تعجب ختم ہو۔ ویسے جب بات کریں تو بندے کو بہت زیادہ تعجب ہوتا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ حکمت اور بلاغت و فصاحت سے خالی نہیں ہیں۔ اتنا فرماتے نم سوجا کنومة العروس دلہن کی طرح سوجا، یہ دلہن کا

لفظ کیوں لائے؟ وہ تو میں نے ویسے آپ کو سمجھایا کہ ایک طالب علم نے چٹ دی کہ استاد جی! پہلی رات دلہن سوتی بھی ہے؟ وہ سمجھتا ہے کہ نہیں سوتی، بہت ساری باتیں آدمی کو بہت دیر بعد سمجھ آتی ہیں۔ ہم جب بچپن میں تھے، ہمارے گاؤں میں کسی لڑکی کی شادی ہوتی، تو وہ شادی کے موقع پر رو پڑتی، تو ہم سمجھتے، مکار ہے۔ دیکھو! ایسے آنسو بہا رہی ہے، خوشی کا دن ہے، رونے کا دن تھوڑا ہی ہے، ہم یہ سمجھتے تھے، اس لیے کہ ہمارے خیال میں شادی کا معنی خوشی ہے۔

لیکن جب بیٹی کے باپ ہوئے، اب پتا چلا کہ لڑکی کیوں روتی ہے، اس وقت نہیں سمجھ آتی، اب سمجھ آتی ہے، کیوں روتی ہے، مجھے اپنا یاد ہے، میری بیٹی کا نکاح جب ہوا، میں اتنا رویا، مجھ سے گھر سے باہر بیٹی دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ اچھا رخصتی پر رونا نہیں آیا، جب میں نے اپنی بیٹی کی منگنی کی تو میں رو پڑا، اور منگنی دوسرے شہر میں نہیں، اپنے ہی گاؤں میں ایک محلے سے دوسرے محلہ میں تھی، صرف میں بیوی کو گھر بتانے کے لیے گیا کہ فلاں بندے آئے ہیں، میں نے بیٹی کے لیے ہاں کی، میں اپنی زبان سے ہاں نہ کہہ سکا اور رو پڑا، یہ میری کیفیت ہے، جِسے لوگ پتھر دل سمجھتے ہیں۔ اچھا، تو جو بیٹی ہمیشہ کے لیے باپ کو چھوڑ رہی ہے، وہ روئے گی نہیں تو کیا کرے گی؟ جو ہمیشہ ماں کو چھوڑ رہی ہے، وہ روئے گی نہ تو کیا کرے گی؟ آپ تو خوش ہوئے ہیں، آپ کے گھر بندہ آیا ہے۔ باپ اپنے بیٹے سے کہہ دے، ہمیشہ کے لیے گھر سے نکل جا، بیٹے کو دکھ ہوتا ہے کہ نہیں؟ میں اس لیے کہتا ہوں، بہت ساری باتیں بہت دیر بعد سمجھ آتی ہیں، جلدی سمجھ نہیں آتیں۔ اس طالب علم نے تعجب سے پوچھا کہ استاد جی! دلہن پہلی رات سوتی ہے؟ میں نے کہا ہاں سوتی ہے۔ فرشتہ کہتا ہے من ربك، من نبيك، مادينك یہ کہتا ہے ربي الله، نبيي محمد صلى الله عليه وسلم، ديني الاسلام اپنا

کام پورا ہو گیا۔ اب سوجا، کام پورا ہو گیا، جو کام تیرے ذمہ تھا تو نے کر دیا، اب سوجا، اب سکون سے سو۔

مسائل کے بیان کرنے میں حجاب سے کام نہ لیا جائے

یہ تو میں نے اس کے سوال کا جواب دیا ہے، تاکہ حدیث سمجھ آئے۔ یہ جواب نہیں دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اعتراض پیدا ہو گا۔ اگر اس اعتراض کو ہم نے صاف نہ کیا، کوئی اور بندہ حدیث پر اعتراض کرے گا اور آپ سے حدیث کا انکار کرادے گا۔ اگر ان اعتراضات کی ہم صفائی نہیں کریں گے کہ لوگ محسوس کریں گے، عورتیں محسوس کریں گی، بندے کیا کہیں گے، تو ہماری یہ نسل منکر حدیث ہو جائے گی۔

یہ اعتراض جب منکر حدیث کرے گا، پہلی رات دلہن سوتی ہے کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سوجا، تو آپ کو حدیث پر شک ہو گا یا نہیں؟ [شک ہو گا، سامعین] جب جواب دیں گے، اب شک ہو گا؟ اب نہیں ہو گا، کیوں؟ ہم نے جواب جو دے دیا ہے، پہلے پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے، نبی کون ہے، دین کیا ہے؟ یہ جواب دیتا ہے، اس نے سب کام مکمل کیا تو کہتا ہے اب سوجا، تو اسی طرح جو دلہن کے ذمہ کام ہے، وہ کرنے کے بعد سوتی ہے۔

اعتراض اور سوال کا جواب پورا دیں، اس میں جھجک سے کام نہ لیں، آپ جھجک سے کام لیں، اور کوئی منکر حدیث ہو گیا، تو جہنم میں جائے گا۔ ایسے موقع پر شرمانا کفر کو جنم دیتا ہے۔ ہر موقع پر حجاب سے کام نہیں لیتے، مسائل کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ اگر آپ مسائل کھول کر بیان نہیں کریں گے تو امت کفر کے اندر چلی جائے گی۔

کنومۃ العروس کیوں کہا؟

چلیں اب سمجھ آگئی بات؟ انکار حدیث کا بہت بڑا فتنہ ہے، ایسے شبہات پیدا کرکے امت کو حدیث کے انکار پر لگاتے ہیں۔ میں نکتہ پیش کرنے لگا ہوں، فرشتہ کہتا ہے نم کنومۃ العروس یہ دلہن کا لفظ نہ کہتا، ویسے کہہ دیتا سو جا۔ یہ کیوں کہا دلہن کی طرح سو جا؟ اچھی طرح سمجھ لیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، میں صرف ایک وجہ پیش کرتا ہوں۔ ایک عورت کو آپ دل میں جگہ دیتے ہیں، لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتے، خدا سے بھی ڈرتے ہیں، معاشرہ سے بھی ڈرتے ہیں۔ بات سمجھنا! ایک عورت آپ کے دل میں جگہ پاتی ہے، آپ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، خدا سے بھی ڈرتے ہیں، معاشرہ سے بھی۔ ٹیلی فون نہیں کرتے۔ خدا سے بھی ڈرتے ہیں، معاشرہ سے بھی۔ میسج نہیں کرتے، خدا سے بھی ڈرتے ہیں، معاشرہ سے بھی۔ اس کے قریب نہیں جاتے، خدا سے بھی ڈرتے ہیں، معاشرہ سے بھی۔ ماں کا ڈر ہے، باپ کا ڈر ہے، خاندان سے بھی ڈرتے ہیں، ان کے محلے والوں کا ڈر ہے، چاہتے ہیں، لیکن ڈرتے ہیں۔

وہی عورت اگر کلمہ نکاح کے ساتھ آجائے۔ وہی باپ ہے، وہی ماں ہے، وہی خاندان ہے، اب کوئی ڈر نہیں، قبر کا خلوت کا گھر ہے، ڈر لگتا ہے۔ ظلمت کا گھر ہے، ڈر لگتا ہے۔ قبر کیڑوں کا گھر ہے، ڈر لگتا ہے۔ جب کلمہ ایمان کے ساتھ جاؤ، اب کوئی ڈر نہیں، جس طرح عورت کو دیکھنے سے ڈر لگتا تھا، کلمہ نکاح کے ساتھ آئے، اب کوئی ڈر نہیں۔ قبر سے ڈر لگتا تھا، کلمہ ایمان کے ساتھ آجاؤ، کوئی ڈر نہیں۔ اب سمجھ آیا؟ دلہن کی بات کیوں فرمائی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی مثال دی ہے، ایسی مثال ہم دے سکتے ہیں؟ ایسی عجیب بات سمجھائی ہے۔

اس مثال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا، اس کو عام بندہ نہیں

سمجھا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا؟ ایسے سو جا جیسے پہلی رات کی دلہن سوتی ہے۔ سمجھ آگئی ہے؟ دیکھیں! میں اور آپ سب اس معاشرہ کے فرد ہیں، کسی خاتون کو اگر چاہیں تو ڈر لگتا ہے کہ نہیں خدا تعالیٰ، خاندان والے، محلے والے، گورنمنٹ والے سب سے ڈر لگتا ہے اور اگر کلمہ نکاح کے ساتھ آجائے، وہی پولیس ہے، وہی قانون ہے، وہی خاندان ہے، اب ڈر نہیں ہے۔ اسی طرح قبر میں جانے سے ڈر لگتا ہے لیکن کلمہ ایمان کے ساتھ جاؤ، تو کوئی ڈر نہیں، جیسے تجھے وہاں ڈر کلمہ نکاح کی وجہ سے نہیں، ایسے ہی تجھے یہاں ڈر کلمہ ایمان کی وجہ سے نہیں ہے۔

حالتِ نوم میں روح اور جسم کا تعلق

میں اصل بات یہ سمجھانا چاہ رہا تھا کہ عالم برزخ تب سمجھ آتا ہے کہ جب عالم موت سمجھ آئے، عنوان ذہن میں ہے؟ عالم برزخ سمجھ آتا ہے جب عالم موت سمجھ آئے۔ عالم موت سمجھ آتا ہے، جب عالم نیند سمجھ آئے۔ نیند سمجھ آئے تو برزخ سمجھ آتی ہے۔ نیند میں کیا ہوتا ہے؟ ذرا نیند سمجھیں! نیند میں ہوتا ہے کہ ایک آدمی آپ کے ہاں اسی شہر میں سویا ہوا ہے، کیا نام ہے شہر کا؟ [ینگون، سامعین] اچھا بات سمجھیں! اب یہاں ینگون میں ساتھی آپ کا سویا ہوا ہے، اٹھ کر کہتا ہے، مجھے خواب آیا ہے اور میں نے خواب میں دیکھا ہے، میں مکہ مکرمہ گیا ہوں، عمرہ کیا ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں، جب میں حجر اسود کے قریب گیا بوسہ لینے کے لیے، ایک بندہ آیا اور اس نے مجھے دھکے دے کر دور کر دیا حجر اسود سے، میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ اس سے کہیں گے کہ تو یہاں سویا ہوا تھا، تو جھوٹ بولتا ہے، تو وہاں گیا ہی نہیں ہے، کیوں؟ ہم میں سے ہر بندہ سمجھتا ہے، یہ رنگون میں ہے، اس کا جسم طواف نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کی روح کر رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے ناں! آدمی کا جسم

رنگون میں ہے اور روح اس کی مکہ پہنچ گئی ہے، جو طواف کر رہی ہے۔

یہ معاملہ روح کے ساتھ آیا ہے، جسم کے ساتھ پیش نہیں آیا لیکن جسم اس کو محسوس کر رہا ہے۔ اس لیے پریشان ہو کر اٹھا اور اٹھ کر خواب کی تعبیر پوچھی۔ تو اس طرح نیند میں جسم کہیں ہوتا ہے روح کہیں ہوتی ہے۔ حالات روح پر آتے ہیں جسم محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جسم قبر میں ہوتا ہے، روح علیین یا سجین میں ہوتی ہے، حالات روح پر آتے ہیں، تو جسم محسوس کرتا ہے۔ ایک آدمی یہاں آپ کے پاس سویا ہوتا ہے اور اٹھ جاتا ہے، آپ اس سے پوچھتے ہیں کیا ہوا؟ کہتا ہے مجھے سانپ نے ڈسا ہے، حالانکہ کوئی سانپ نہیں ہوتا، وہ ڈر رہا ہوتا ہے، اس کے جسم پر خوف ہوتا ہے، اس کے جسم پر کبھی پسینہ آجاتا ہے، کبھی جسم کانپ جاتا ہے، مجھے سانپ نے ڈسا ہے، حالانکہ سانپ تو کوئی نہیں ہوتا۔ وہ سانپ کس کو ڈستا ہے، روح کو۔ اور محسوس کون کرتا ہے؟ [جسم، سامعین] تو جس طرح عالم نوم (عالم نیند) میں احوال روح پر آتے ہیں جسم محسوس کرتا ہے۔

اسی طرح عالم برزخ، عالم موت، عالم قبر میں حالات روح پر آتے ہیں اور جسم محسوس کرتا ہے، سمجھ آگیا؟ میں اتنی مثالیں آپ کو دے رہا ہوں۔ میرے پاس مثالوں کا ذخیرہ ہے، یہ صرف سمجھانے کے لیے آپ کو دے رہا ہوں۔

آدمی کو خواب آتا ہے، جب کبھی خواب آئے، تو ہر کسی کو نہ بتائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر کسی کو خواب نہ بتائیں۔ صرف حبیب اور لبیب یعنی عقل مند اور دوست سے۔ اس لیے کہ خواب آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا ہوتا ہے۔ خواب دینے والا جس طرح خواب کی تعبیر دیتا ہے، اسی طرح اللہ اس خواب کو صادق فرمادیتے ہیں۔ اس لیے بندہ ہر کسی کو خواب نہ بتائے،

اس کا بڑا خیال رکھیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کا واقعہ

میں نے درمیان میں مسئلہ عرض کر دیا، چلو اس پر میں ایک چھوٹا سا واقعہ پیش کرتا ہوں بانی دارالعلوم دیوبند، قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے قریبی عزیز تھے مولانا مظہر نانوتوی رحمہ اللہ۔ ان کو خواب آیا۔ خواب یہ آیا کہ ہندوستان میں ایک شہر ہے بریلی، اس شہر سے کچھ بطخیں اڑیں۔ بطخ سمجھتے ہو؟ جو مرغی کی طرح ہوتی ہے، بطخ اڑی اور ان کے گھر میں آکر گری۔ انہوں نے اس خواب کی تعبیر مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے پوچھی۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ تم نے سرکار کو ملازمت کے لیے درخواست دی ہے، تمہاری درخواست منظور ہوگئی ہے اور بریلی شہر سے تمہیں تار آئے گا تمہاری نوکری پکی ہوگئی، اگر ہمیں مٹھائی کھلاؤ تو تمہیں بیس روپے ماہانہ کی ملازمت ملے گی اور اگر مٹھائی نہ کھلاؤ تو گیارہ روپے ماہانہ کی تنخواہ کی ملازمت متعین ہوگی۔ مٹھائی کھلاؤ تو بیس روپے ماہانہ اور نہ کھلاؤ تو گیارہ روپے ماہانہ۔

انہوں نے کہا جی میں مٹھائی کھلاؤں گا۔ فرمایا پھر آپ کو وہاں سے بیس روپے ماہانہ کا تار وصول ہو جائے گا۔ یہ حضرت نے از راہ محبت فرمایا تھا اور مٹھائی کیوں کھانی ہوتی، کوئی چھوٹا بچہ آپ سے کہتا ہے استاد جی ہمارے گھر آئیں، استاد جی کہتے ہیں مچھلی کھلاؤ گے تو آؤں گا۔ یہ تو محبت کر رہا ہے، مچھلی شاگردوں سے کیا کھانی ہوتی ہے، پیار سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔

تو کچھ دنوں بعد وہاں سے تار آگئی اور بیس روپے ماہانہ میں ملازمت مل گئی۔ مولانا مظہر نانوتوی رحمہ اللہ نے پوچھا کہ حضرت آپ نے خواب کی تعبیر بالکل ٹھیک

بتائی ہے اور بیس روپے ماہانہ پر مجھے ملازمت مل گئی ہے، لیکن یہ تعبیر آپ نے بتائی کیسے ہے؟ اور ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مٹھائی کھلاؤ گے تو بیس نہ کھلاؤ گے تو گیارہ۔

فرمانے لگے آپ نے بطخ دیکھی ہے؟ بطخ کو عربی زبان میں بطّ کہتے ہیں۔ با اور ط مشدد میں دو ط ہیں اور اسی بط کو فارسی زبان میں بط کہتے ہیں با اور ط ایک ہے، مخفف بط ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر معبّر کی تعبیر کے مطابق ہوتی ہے، جیسی معبر تعبیر دے گا، ویسی ہی تعبیر ہو گی۔ اب میرے اوپر ہے کہ میں فارسی والی بط دوں یا عربی والی بط۔ ابجد کے اعتبار سے ب کے عدد دو ہیں اور ط کے نو آتے ہیں۔ اگر فارسی والی بطخ لیتا ہوں، تو ب اور ط ایک ہے، نو اور دو گیارہ۔ اگر عربی والی لیتا ہوں تو ط مشدد ہے، ب اور ط دو ہیں، نو اور دو گیارہ، گیارہ اور نو بیس۔ تو میری مرضی ہے، فارسی والی بطخ لوں یا عربی والی۔ تم نے کہا مٹھائی کھلاؤں گا۔ ہم نے عربی والی کہہ دی، تم نہ کھلاتے تو ہم فارسی والی کہہ دیتے۔

میں اسی لیے کہتا ہوں کسی کو خواب آئے، تو مٹھائی لے کر آئے۔ اور میں تعبیر بتاتا ہوں لیکن ہر کسی کو نہیں۔ ہر کسی کو اسی لیے نہیں بتاتا کہ اگر تعبیر بتاؤں گا تو لوگ خواب پوچھتے ہیں، مسائل نہیں پوچھتے۔ اور ہماری خواہش ہوتی ہے مسائل پوچھیں، اس لیے میں تعبیر بتاتا نہیں۔ ہمارے حضرت کی برکت ہے، بحمد اللہ ہماری تعبیر بڑی درست ثابت ہوتی ہے، ہاں جو خاص ساتھی ہو یا سلسلے میں جڑا ہو ان کو بتاتا ہوں۔ پاکستان میں تو میرا مزاج ہے، بیعت لوں گا تو تعبیر بتاؤں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پھر ان کو چسکا لگ جاتا ہے۔ پھر ہر روز ایک خواب آیا، پھر سوتے ہیں پھر خواب آیا۔ یہ روزانہ خواب ہی پوچھتے ہیں، ان کو تعبیروں پر نہیں لگانا چاہیے، مسائل پر لگانا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین ایک عالم ارواح، ایک عالم دنیا، ایک عالم برزخ

اور ایک عالم آخرت۔ عالم برزخ میں سمجھا رہا تھا کہ عالم برزخ کیا ہے۔ میں نے کہا عالم برزخ کو سمجھنا ہے تو عالم نیند کو سمجھو اور جب نیند سمجھ نہیں آئے گی تو برزخ سمجھ نہیں آئے گی۔ دنیا میں احوال جسم پر آتے ہیں، روح محسوس کرتی ہے۔ برزخ میں احوال روح پر آتے ہیں اور جسم محسوس کرتا ہے۔ اچھی طرح بات سمجھیں! دنیا میں احوال جسم پر آتے ہیں اور روح محسوس کرتی ہے۔

احوال جسم پر، احساس روح کو

آپ قرآن کریم کان سے سنتے ہیں یا روح سے؟ [کان سے، سامعین] مزہ کون لیتا ہے؟ [روح، سامعین] کہتے ہیں تو نے میری روح کو خوش کر دیا ماشاء اللہ! قران سنایا روح خوش ہو گئی۔ تو یہ روح سن رہی ہے یا کان سن رہا ہے؟ دیکھو حالات سننے کے کان پر آرہے ہیں اور مزہ کس کو آرہا ہے؟ [روح کو، سامعین] شربت جسم پی رہا ہے اور مزہ؟ [روح کو، سامعین] تو یہ شربت کا نام جسم افزاء نہیں ہے، روح افزاء ہے۔ بتاؤ جسم پی رہا ہے یا روح پی رہی ہے؟ [جسم، سامعین] تو کیا نام ہونا چاہیے؟ جسم افزا۔ کہتے کیا ہیں؟ روح افزا پیا جسم نے ہے، مزہ روح نے لیا ہے۔ تو جس طرح دنیا میں جسم پر حالات آتے ہیں اور روح محسوس کرتی ہے۔ برزخ میں روح پر حالات آتے ہیں اور جسم محسوس کرتا ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ اور یہ سمجھ کیسے آئے گا، اس کے لیے نیند کو سمجھیں۔ نیند میں حالات روح پر آتے ہیں اور محسوس جسم کرتا ہے۔

احوالِ دنیا اور احوال برزخ میں فرق

برزخ میں حالات روح پر آتے ہیں اور محسوس بدن کرتا ہے۔ فرق کیا ہے؟ کہ دنیا میں جسم پر جو آثار محسوس ہوتے ہیں وہ نظر آتے ہیں اور قبر میں جسم جو محسوس کرتا ہے وہ نظر نہیں آتا۔ اس لیے دنیا میں کوئی جسم کے آثار کا انکار کر دیں تو لوگ

کہتے ہیں تو اندھا ہے، یہ نہیں کہتے بے ایمان ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ اب دیکھو آدمی سویا ہوا ہے اور روح نکل گئی ہے، عمرہ کے لیے گئی ہے، روح مکہ مکرمہ دیکھ رہی ہے، روح طواف کر رہی ہے، لیکن جسم بھی زندہ ہے کہ نہیں؟ بولو کیسے زندہ ہے آنکھ سے نظر آیا ہے، پیٹ اوپر ہو رہا ہے، نیچے ہو رہا ہے۔ پتا چل رہا ہے، اس کی نبض چل رہی ہے، ہاتھ لگاؤ تو پتا چلتا ہے، جیسے ہی سانس نکل کر گیا ہے، اس کو زندہ مانا۔ یہ قرآن میں نہیں لکھا ہوا، نظر آرہا ہے۔ بات سمجھتے ہیں؟

جب آدمی سویا ہوتا ہے، روح جسم میں نہ بھی ہو، سیر کے لیے چلی جائے، زندہ مانتے ہو ناں! کیوں مانتے ہو؟ نظر آرہا ہے۔ اگر کوئی بندہ کہے زندہ نہیں ہے کیا کہو گے؟ بے ایمان کہیں گے؟ یا کہیں گے اندھا ہے؟ تجھے نظر نہیں آرہا؟ بات سمجھ آرہی ہے؟ دنیا میں اگر کوئی سویا ہوا ہو، کوئی بندہ کہے زندہ نہیں ہے، تو کیا کہو گے؟ بولو ناں! یہ تو نہیں کہتے کہ بے ایمان ہے، کہتے ہیں تو اندھا ہے، تجھے نظر نہیں آرہا، دیکھ سانس لے رہا ہے، تجھے نظر نہیں آرہا، دیکھ اس کی نبض چل رہی ہے، اندھا کہیں گے۔

لیکن جو قبر میں زندہ ہے اس کو زندہ نہ مانیں تو پھر اس کو نہیں کہیں گے تو اندھا ہے، کیوں نظر نہیں آرہا؟ اس لیے کہ وہ آنکھ سے نظر نہیں آرہا بلکہ وہ نظر آرہا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے۔ جس چیز کا پتا آنکھ سے چلے اس کو نہ مانے تو اندھا کہتے ہیں اور جس کا پتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے چلے اس کو نہ مانے اس کو بے ایمان کہتے ہیں۔ تو ہم نے سونے والے کو زندہ مانا ہے آنکھ کی وجہ سے اور مرنے والے کو زندہ مانا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے۔ آنکھ دھوکہ کھا سکتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان دھوکہ نہیں کھا سکتی۔ آنکھ دھوکہ کھا سکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان؟ [دھوکہ نہیں کھا سکتی، سامعین]

کیا دلیل، کیا مثال

توجہ رکھنا! میں ایک مثال دینے لگا ہوں۔ میری عادت ہے، میں دلیل کے ساتھ مثال چلاتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم دلیل سے قائل ہو گا، غیر عالم مثال سے قائل ہوتا ہے۔ یہ ضابطہ یاد رکھیں! عالم دلیل سے قائل ہوتا ہے اور غیر عالم؟ میں جاہل نہیں کہہ رہا آپ میں سے بہت سارے ناراض ہونے لگیں گے، میں جاہل تھا؟ میں نے ایف اے کیا ہے، بی اے کیا، مجھے جاہل کہہ دیا۔ جاہل میں نہیں کہہ رہا میں کہہ رہا ہوں غیر عالم۔ غیر عالم کہنے میں تو بے ادبی نہیں ہے ناں؟ انجینئر ہے، غیر عالم ہے، جاہل نہیں لیکن عالم تو نہیں ہے ناں؟ اس لیے عالم کو قائل کرتے ہیں، دلیل سے اور غیر عالم کو قائل کرتے ہیں مثال سے۔

میں مثال دینے لگا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان دھوکہ نہیں کھاتی۔ آنکھ دھوکہ کھاتی ہے۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، میرے سر پر سفید پگڑی ہے، آپ نے دیکھا میں نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب پگڑی پہنتے ہیں، اب کل آپ کسی بندے کو دیکھیں کہ کسی گاڑی پر جارہا ہے۔ تین بندے ساتھ ہیں اور سفید پگڑی پہنی ہے۔ ایک لڑکا موٹر سائیکل دوڑا کر پیچھے سے آتا ہے۔ ایسے دیکھتا ہوا، کیا ہوا؟ کہتا ہے اوہ۔۔ مجھے غلط فہمی ہوگئی ہے، میں نے سمجھا مولانا صاحب ہیں، یہ تو کوئی اور ہے۔ آنکھ دھوکہ کھاتی ہے کہ نہیں؟ ایسے کئی بار ہوتا ہے آپ فون سنتے ہیں، السلام علیکم! بشیر بھائی کیا حال ہے؟ وہ کہتا ہے نہیں نہیں میں تو خلیل ہوں۔ اوہو۔۔ میں بھول گیا ہوں۔ خلیل بھائی کیا حال ہے؟ کہتے ہیں ناں؟ دیکھو کان کو دھوکہ لگ گیا، کان دھوکہ کھاتا ہے، آنکھ دھوکہ کھاتی ہے، اس لیے اللہ نے کان اور آنکھ پر ایمان کا مدار نہیں رکھا۔

معیارِ ایمان کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان دھوکہ نہیں کھاتی، خدا نے ایمان کا معیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر رکھا ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے ناں؟ برزخ کو سمجھنا ہے تو نیند کو سمجھ لو۔ نیند سمجھ آگئی تو برزخ سمجھ آگئی۔ مردہ بدن پاس پڑا ہوا ہے، سوال جواب ہو رہا ہے، حساب کتاب چل رہا ہے، اگر نیک ہے تو جنت کے مزے لے رہا ہے، اگر برا ہے تو ٹھکائی ہو رہی ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آرہی، سویا ہوا ہو، اس کے حالات تجھے سمجھ نہیں آتے تو موئے کے حالات کیسے سمجھ آئیں گے؟ بات سمجھ آگئی ناں؟ سونے والے کے حالات تجھے سمجھ نہیں آتے۔ تو جو مرا ہے اس کے حالات تجھے کس طرح سمجھ آئیں گے؟

تو سونے والے کے حالات بھی نہیں سمجھتا، مرنے والے کے حالات بھی نہیں سمجھتا، حالات اس پر بھی ہیں، پتا نہیں چلتا۔ حالات اس پر بھی ہیں، پتا نہیں چلتا۔ یہ محسوس ہوتے ہیں، آنکھ کی وجہ سے۔ وہ محسوس ہوتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے۔ اس لیے ہم عالم دنیا بھی مانتے ہیں، عالم برزخ بھی مانتے ہیں، میں آخری بات کہتا ہوں، آخری اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے اچانک خیال آیا کہ خواتین بھی بیٹھی ہیں اور آپ حضرات بھی کہیں تھک نہ جائیں، ان شاء اللہ پھر سہی۔

میں ایک آخری بات سمجھانے لگا ہوں، لفظ برزخ کو سمجھیں، برزخ کا معنی ہے پردہ۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کو جو بندہ دنیا میں پہچانتا تھا جب قبر پر آکر سلام کہتا ہے تو قبر میں میت اس آنے والے کو پہچان لیتی ہے۔

مسند احمد بن حنبل

سماعِ موتی پر اعتراض اور اس کا جواب

اس پر لوگ جو سوال کرتے ہیں، وہ سمجھنا! جب ہم قبر پہ جا کے میت کو کہتے ہیں السلام علیکم یا اھل القبور ہم نے سلام کیا اور میت نے سن لیا۔ اگر میت نے جواب دیا تو ہم نے نہیں سنا۔ لوگ کہتے ہیں کہ میت نے بھی نہیں سنا، دلیل کیا ہے، اگر وہ جواب دیں، تو ہم نے نہیں سنا، تو جب ہم نہیں سنتے تو اس نے کیسے سنا؟ بات سمجھ آ رہی ہے؟ اچھا اگر آدمی قبر پر آیا ہے اور قبر میں میت نے پہچان لیا ہے ہم نہیں مانتے، کیوں؟ ہمیں نہیں پتا چلا کہ اس کے اندر کیا ہوا ہے، اس کو کیسے پتا چلا؟ اچھی طرح بات سمجھیں! اس پر میں جواب دینے لگا ہوں، اس عالم کا نام برزخ ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَمِنۡ وَرَآئِهِمۡ بَرۡزَخٌ إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ

المؤمنون:100

مفہوم برزخ سمجھنے کے لیے عام مشاہدے کی مثال

جو بندہ فوت ہو کے قبر میں چلا جاتا ہے، اس کے پیچھے پردہ ہے، برزخ کا معنی ہے پردہ، اس کے پیچھے پردہ ہے، آپ بازار میں جائیں، امی جان آپ کے ساتھ ہیں، آپ والدہ کو لے کر بازار میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے دوا لینے کے لیے، امی نے پردہ کیا ہوا ہے، اب بتائیں، والدہ آپ کے ساتھ ہے، اس کے چہرے پر پردہ ہے، تو ڈاکٹر آپ کی والدہ کا چہرہ دیکھتا ہے یا دیکھ سکتا ہے؟ [نہیں۔ سامعین] اور امی جان ڈاکٹر کا چہرہ دیکھ رہی ہے، کیوں؟ بات سمجھیں! والدہ کا چہرہ ڈاکٹر کیوں نہیں دیکھ رہا کہ یہ پردے میں ہے اور ڈاکٹر کا چہرہ والدہ کیوں دیکھ رہی ہے کہ ڈاکٹر پردے میں نہیں ہے۔ تو پتا چلا کہ جو پردے میں ہو اس کے حالات کا پتا نہیں چلتا اور جو پردے میں ہے، وہ باہر کے

حالات معلوم کرلے، تو برزخ کے خلاف نہیں ہے۔ سمجھ آگئی بات؟ والدہ پردے میں ہے، دوکاندار ان کو نہ دیکھے، تو ٹھیک ہے اور والدہ کو پردے میں سے دوکاندار نظر آئے تو یہ خلاف نہیں ہے کیونکہ والدہ پردے میں ہے، دوکاندار نہیں۔

پردے میں میت ہے، ہم پردے میں نہیں ہیں۔ میت کے پیچھے پردہ ہے، امی کے آگے پردہ ہے، اس لیے آگے والا اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ اس کو دیکھتی ہے، میت کے پیچھے پردہ ہے، میت پردہ میں ہے، ہم پردے میں نہیں ہیں، ہم نے سلام کیا اور میت نے سن لیا، کیوں؟ ہمارا السلام علیکم کہنا پردہ میں نہیں ہے، وہ جواب دے، ہم نہ سنیں کیونکہ میت پردے میں ہے، اس کا جواب دینا پردے میں ہے، ہم قبر پر جائیں، اس کو پتا چل جائے تو ہو سکتا ہے اس لیے کہ ہمارا جانا پردے میں نہیں ہے، وہ سن لے، ہمیں پتا نہ چلے تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ پردے میں ہے۔ صحیح بخاری میں روایت موجود ہے:

الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1338، باب المیت یسمع خفق النعال

جب میت کو دفن کیا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس آنے لگتے ہیں تو میت ان کے چلتے ہوئے جوتوں کی آواز کو سنتی ہے۔ کیوں؟ ہمارے جوتوں کی آواز پردے میں نہیں ہے وہ میت پردے میں ہے، اس لیے میت محسوس کرتی ہے لیکن ہمیں پتا نہیں چلتا، اقعداہ میت کو بٹھا دیتے ہیں، میت بیٹھتی ہے، ہمیں پتا نہیں چلتا، اس کا بیٹھنا پردے میں ہے، سوال وجواب پردے میں ہے۔ ہمارے بیٹھنے کا پتا اس کو چلے تو

ہو سکتا ہے۔

امام بخاری باب کلام المیت باب قائم کرتے ہیں، اس میں دوسری حدیث لاتے ہیں:

إِذَا وُضِعَتْ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1380

اس حدیث میں ہے فان کانت صالحۃ اگر میت نیک ہے تو کہتی ہے قدمونی قدمونی مجھے جلدی لے جاؤ، اور اگر بری ہے تو کہتی ہے مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ رکو۔ یہ بول رہا ہے لیکن ہمیں پتا نہیں چلتا، اس کا بولنا بھی پردے میں ہے، اس کا سننا بھی پردے میں ہے، عالم برزخ کا معنی پردے والا عالم۔ وہ پردے میں ہے ہم پردے میں نہیں ہیں۔ ہمارے احوال کا میت کو پتا چل جائے یہ برزخ کے خلاف نہیں ہے اور میت کے احوال کا ہمیں پتا چلے، یہ برزخ کے خلاف ہے۔ اس لیے برزخ والوں کے حالات باہر والوں کو نہیں پتا چلتے، باہر والوں کے حالات کا پتا چل جائے تو برزخ کے خلاف نہیں۔

کرامت کا امتیاز

آپ کہیں گے کہ کبھی کبھی پتا چل جاتا ہے، کبھی کسی کو ولی کو پتا چلے، تو اس کو خرق عادت کہتے ہیں، جو کرامت ہوتی ہے، یہ عادت کے مطابق نہیں۔ کرامت کو کرامت تک محدود رکھتے ہیں، اس کو آگے نہیں چلائیں گے۔ توجہ رکھنا! آدمی سویا ہوا ہو، آپ پاس بیٹھے ہیں، اعتکاف میں بیٹھے ہیں اور وہ اٹھ کر کہتا ہے کہ آج میں نے خواب میں سورہ یٰس کی تلاوت کی ہے، آپ نے سنی؟ وہ کہتا ہے آپ نہیں سنتے اور اگر

آپ سورہ یٰس کی تلاوت کریں، وہ آواز سنے اور اٹھ جائے، یہ ہو سکتا ہے۔ آپ بولیں اور وہ سنے اور اٹھ جائے۔ ایسا ہوتا ہے۔ وہ بولے اور آپ نہ سنیں، ایسا ہوتا ہے۔ تو اس لیے سونے والا تلاوت کرتا ہے، پاس بیٹھنے والے کو پتا نہیں چلتا اور بیٹھنے والا تلاوت کرتا ہے، وہ سنتا ہے اور اٹھ جاتا ہے۔ اس لیے نیند کے حالات سمجھ آئیں تو موت کے احوال سمجھ آتے ہیں۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں اگر آج یہ باتیں نہیں سمجھیں گے کل کو منکر حدیث آکر آپ کے عقیدے پر اعتراض کرے گا، حدیثوں پر اعتراض کرے گا پھر امت میں بگاڑ پیدا ہو گا۔ ہماری محنت کا اصل میدان عقائد ہیں اس لیے ہم عقائد پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کے عقائد کی اصلاح فرمائے۔

میں نے الحمد للہ رب العالمین کے متعلق تھوڑی سے گزارش پیش کی ہے، اللہ ہم سب کی اصلاح فرمائے۔ باقی پھر ان شاء اللہ چلیں گے عشاء کے بعد۔ کل بھی بیان ہے، پرسوں بھی بیان ہے، مزید ان شاء اللہ باتیں آتی رہیں گی۔ ہماری خواہش ہو گی کہ عقائد کے حوالے سے گفتگو بھی کریں اور جو اشکالات ہیں ان کو بھی صاف کریں۔ میں ان شاء اللہ اگلی مجلس میں سورۃ الفاتحہ کے مضمون بھی بیان کروں گا اور سورۃ الفاتحہ پر مسئلہ بھی تفصیل سے بیان کروں گا کہ جب امام قراءۃ کرے، تو مقتدی کو کرنی چاہیے کہ نہیں؟ اس پر بھی بات کروں گا۔ قرآن بھی پیش کروں گا، حدیث بھی پیش کروں گا اور عقلی دلائل سے بھی ثابت کروں گا کہ امام کے پیچھے قراءۃ کرنا عقل کے بھی خلاف ہے، نقل کے بھی خلاف ہے، دونوں کے خلاف ہے۔ ان شاء اللہ بات چلے گی۔ اللہ مجھے اور آپ کو شریعت کو سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ ہم سب کو بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بمقام: رونق مسجد، ینگون

بتاریخ: 17-02-2013

الحمد للہ وحدہ لا شریك له والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالی: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

سورۃ المائدۃ:119

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

الجامع الصحیح للسنن والمسانید

اللھم صلی علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید

جا زندگی مدینہ سے جھونکے ہوا کے لا
شاید کہ حضور خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکر سے آئینے عشق و وفا کے لا
دنیا مسلماں پہ بہت ہی تنگ ہوگئی
فاروق اعظم کے دور کے وہ نقشے اٹھا کے لا
جن سے گناہ نے ہمیں محروم کردیا
عثمان سے وہ زاویے شرم وحیا کے لا
مغرب کی گلیوں میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم!
دروازہ علم سے خیرات جا کے لا

بحیثیت مسلمان دو ذمہ داریاں

ہمارے ذمہ بحیثیت مسلمان دو کام ہیں :

1: امت کو ایمان اور اعمال پہ لانا

2: امت کا ایمان اور اعمال بچانا

جس طرح دنیوی زندگی کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں :

1: اموال کو جمع کرنا

2: جمع شدہ اموال کو محفوظ کرنا

اگر مال جمع نہ کریں، تو کام چلتا نہیں ہے اور جمع کیا ہوا مال محفوظ نہ کیا جائے، تو کام بنتا نہیں ہے۔ اس لیے دوکاندار مال جمع بھی کرتے ہیں اور جو مال صبح سے شام تک جمع کیا ہے، اس کو محفوظ بھی کرتے ہیں۔ اموال کو جمع کرنے کا طریقہ اور ہوتا ہے جمع شدہ اموال کو محفوظ کرنے کا طریقہ اور ہوتا ہے۔ امت کو ایمان اور اعمال پہ لانے کا طریقہ اور ہوتا ہے اور جب آجائے تو ان کے ایمان اور اعمال کو بچاتے ہیں، دلائل سے۔

ادۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ

النحل:125

یہ ایمان پہ لانے کی بات ہے وَجَادِلۡهُم بِالَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ یہ ایمان بچانے کی بات ہے۔ قرآن کریم نے ایمان پہ لانے کی بات بھی کی ہے اور بچانے کی بات بھی کی ہے۔ ہمارے بعض کم علم حضرت جن کے پاس علم نہیں ہوتا مگر علم پہ ناز بہت کرتے ہیں، ان کو لانے کا طریقہ تو معلوم ہوتا ہے، بچانے کا نہیں ہوتا۔ اس لیے جب کوئی آدمی بچانے کی بات کرے تو کہتے ہیں بچانا غلط ہے۔ حالانکہ لانا بھی ضروری ہے اور بچانا بھی ضروری ہے۔

عام مشاہدے کی مثال

آپ بازار جاتے ہیں، کپڑا خرید کر لاتے ہیں پہننے کے لیے۔ لیکن آپ بعد میں کپڑے کو گندا ہونے سے بچاتے بھی ہیں۔ اگر گندا ہو جائے تو اس کو صاف بھی کرتے ہیں۔ تو جس طرح نیا کپڑا لاتے ہیں اس کپڑے سے داغ دھبے دور بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ طبیب یہ بھی بتاتا ہے کہ تم نے کیا کھانا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ کیا نہیں کھانا ہے۔ اگر کوئی بندہ صرف یہ کہے کیا نہیں کھانا، تو لوگ کہیں گے بہت غلط آدمی ہے، یہ بتاتا ہے "کیا نہیں کھانا" مگر کھانا کیا ہے، وہ نہیں بتاتا۔ تو جو کھانا ہو، وہ بھی بتانا ضروری ہے اور جس سے بچنا ہو، وہ بتانا بھی ضروری ہے۔

امت میں فتنے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب امت کے مقتدا ایک چیز کو اختیار کر کے دوسری چیز کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لانے والی محنت تو کرتے ہیں اور بچانے والی نہیں کرتے۔ اس سے پھر امت میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ آپ ایک اچھے سے اچھا بنگلہ، اچھی سے اچھی کوٹھی، اچھے سے اچھا مکان بنا دیں۔ تو آپ ایمان کے ساتھ بتائیں اگر اس مکان میں ہوا کی وجہ سے گندگی لگے، مٹی اور مچھر پیدا ہوں تو اس کو ختم کرنے کی بھی ترکیب سوچتے ہیں کہ نہیں؟ اور جب آپ نے مکان بنایا ہے، قالین بچھائے ہیں، پردے لگائے ہیں، فانوس لگائے ہیں، اس میں خوشبو چھڑکی ہے، مکان زبردست ہُوا ہے۔ لیکن اگر گرمی کے موسم میں مچھر آئیں، تو ان مچھروں کو ختم کرنے کے لیے آپ اسپرے بھی کرتے ہیں۔

جب اسپرے استعمال کیا ہے تو کچھ نہ کچھ بو تو آئی ہے لیکن آپ اس کی وجہ سے اسپرے کی افادیت کا انکار نہیں کرتے، اس لیے کہ پھر مچھر داخل ہوں گے۔ اور آپ کے ہوتے ہوئے آپ کے گھر میں موت آنا شروع ہو جائے گی، امراض پیدا ہوں

گے۔ تو جب فتنوں کے تحفظ کے لیے چھڑکاؤ کریں تو کچھ نہ کچھ بو کا ماحول پیدا ہوتا ہے، اس ماحول کو دو چار دن کے لیے برداشت کریں تو پھر ہمیشہ کے لیے فتنے اپنا وجود ختم کر دیتے ہیں۔ ہمارے بہت سارے احباب جن پر ہمیں بہت تعجب ہوتا ہے ان باتوں کو سمجھتے نہیں ہیں اور اعتراضات کر دیتے ہیں۔

کسی کو سننا، کسی کے بارے میں سننا

میں جب بھی کسی علاقے میں جاؤں اور میرا پہلا سفر ہو، تو میری سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے کہ میری گفتگو کو وہاں کے علماء اور مشائخ سنیں۔ عوام کو بعد میں لائیں، پہلے مشائخ اور علماء سنیں۔ کیوں؟ ہوتا یہ ہے کہ میری گفتگو عوام سنتی ہے، مشائخ اس میں آتے نہیں، عوام سنتی ہے، علماء سنتے نہیں ہیں اور میرے جانے کے بعد پھر وہی کہتے ہیں کہ اس کی کیا ضرورت تھی؟ اگر انہوں نے بات سنی ہوتی، تو پھر کبھی بھی اعتراض نہ ہوتا، جب سنیں گے نہیں تو اعتراضات تو ہوں گے۔ اس کو میں دوسرے لفظوں میں یوں کہتا ہوں کہ بہت سارے احباب دنیا بھر میں ایسے ہیں کہ جنہوں نے میرے بارے میں بہت کچھ سنا ہوتا ہے، لیکن مجھے نہیں سنا ہوتا۔

دو لفظوں میں فرق کریں۔ میرے بارے میں سنا ہوتا ہے، مجھے نہیں سنا ہوتا۔ جب آدمی کسی کے بارے میں سنے، تو ذہن اور ہوتا ہے اور جب کسی کو سنے تو ذہن اور ہوتا ہے۔ میں اس پر بھی دلیل پیش کرتا ہوں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، میرے ڈیڑھ گھنٹے کے بیان میں آپ ایک جملہ بھی ایسا ثابت نہیں کریں گے کہ جس پر دلیل نہ ہو۔ میں نے صبح بیان کیا، آپ اس کو دوبارہ سنیں، ابھی آپ کو نہیں مزا آئے گا، ابھی تو بیان سارا سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کی نذر ہو جاتا ہے۔ آپ اس کی کیسٹیں کروائیں، اور پھر بعد میں خلوت میں بیٹھ کے سنیں، پھر آپ کو پتا چلے گا کہ بیان

کتنا مدلّل ہوتا ہے۔ ایک ایک جملے پر میں دلیل لاتا ہوں، ایک ایک لطیفے پر دلیل، ایک ایک مثال پہ دلیل لاتا ہوں، بغیر دلیل کے ایک جملہ بھی میں نہیں کہتا۔ تو میں یہ بات کہہ رہا تھا آدمی جب کسی کو سنے، تو ذہن اور ہوتا ہے اور جب کسی کے بارے میں سنے، تو ذہن اور ہوتا ہے۔

غیروں سے سنا تم نے

اس پر میں دلیل پیش کرنے لگا ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ہیں، ایک بوڑھی عورت مکہ مکرمہ سے جا رہی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامان کی گٹھڑی اپنی سر پر اٹھائی، فرمایا: اماں جان! کہاں جانا ہے؟ فلاں جگہ جانا ہے۔ سامان اٹھایا، اماں جان کو وہاں پہنچادیا، جب چھوڑ کر آنے لگے تو اماں جی نے نصیحت کی بیٹے! مکہ میں جاؤ تو محمد سے بچ کے رہنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جس کا ترجمہ میں اپنے لفظوں میں کر رہا ہوں، {عوامی زبان میں} کہ اماں جان آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے یا محمد کے بارے میں سنا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے محمد کو تو نہیں سنا، ان کے بارے میں سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بارے میں سنا، وہ میں ہی ہوں، اگر اجازت ہو تو کچھ مجھے بھی آپ سن لیں تو جب بوڑھی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا، مکہ چھوڑ کے جا رہی تھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، تو مکہ واپسی آرہی تھی۔ کسی کے بارے میں سنیں تو ذہن اور ہوتا ہے اور جب کسی کو سنیں تو ذہن اور ہوتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام جعفر صادق رحمہما اللہ کا دلچسپ مکالمہ

ایک اور مثال سنیں! امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ہمارے

امام ہیں، کوفہ سے مکہ مکرمہ گئے، وہاں حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، تو ان کو امام صاحب نے سلام کیا، حضرت امام رحمہ اللہ نے سلام کا جواب صحیح طرح نہیں دیا، ایسے جیسے بندہ ناراض ہوتا ہے۔ کبھی آپ مدرسے میں جائیں، استاذ ناراض ہو اور آپ سلام کریں پتا ہے استاذ کیسے جواب دیتے ہیں؟ اسی طرح انہوں نے امام صاحب کو جواب دیا جیسا کہ ناراض استاد شاگرد کو جواب دیتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کچھ خفا سے معلوم ہوتے ہیں، خیر تو ہے؟ فرمایا تیرے بارے میں ہم نے سنا ہے کہ جب حدیث آتی ہے، ادھر تیرا قیاس ہوتا ہے، تو قیاس کے مقابلے میں حدیث کو چھوڑ دیتا ہے اور قیاس کو لے لیتا ہے، اس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت امام صاحب نے فرمایا، جس کا ترجمہ میں اپنی زبان میں کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے سنا ہے یا میرے بارے میں سنا ہے؟ انہوں نے کہا تجھے نہیں سنا، تیرے بارے میں سنا ہے ۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا پھر آپ ذرا مجھے سنیں! میں آپ سے پوچھتا ہوں، مجھے ایک بات بتائیں، عورت کو جب ماہواری کا خون آتا ہے، حالت حیض میں، ان دنوں میں عورت نماز نہیں پڑھتی، میں سارے لفظوں کو کھول کے بتاتا ہوں، پھر بعد میں الجھن نہیں ہوتی تاکہ مسئلہ سمجھ میں آئے، مسائل بیان کرنے میں حجاب سے کام نہ لیا جائے۔

آپ یہ بتائیں! ان دنوں میں عورت نماز بھی نہیں پڑھتی، روزہ بھی نہیں رکھتی اور بعد میں روزے کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی۔ میرا قیاس کہتا ہے کہ روزے کی قضا نہ کرے اور نماز کی قضا کرے، کیوں؟ اس لیے کہ نماز اہم ہے بنسبت روزے کے۔ یہ نماز کی قضا کرے روزے کی قضا نہ کرے، یہ میرا قیاس کہتا ہے۔ لیکن میں نے اپنے قیاس کو چھوڑ دیا، آپ کے نانا جی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشاد کی وجہ سے۔ چونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ روزے کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے، تو میں نے قیاس کو چھوڑا ہے، حدیث کی وجہ سے۔

مجھے آپ یہ مسئلہ بتائیں کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کا وارث بیٹا بھی ہو اور بیٹی بھی ہو، میرا قیاس کہتا ہے کہ بیٹی کو دوگنا مال ملے اور ایک گنا بیٹے کو، کیونکہ بیٹا طاقتور ہے، باہر جا کر کما لے گا، لڑکی کمزور ہے، یہ کہاں جائے گی؟ تو طاقتور کو تھوڑا دو اور کمزور کو زیادہ پیسہ دو۔ لیکن آپ کے ناناجی کے قرآن اور حدیث نے بتا دیا کہ نہیں نہیں، مرد کو دوگنا دو، عورت کو ایک گنا دو، تو میں نے قیاس کو چھوڑا ہے آپ کے ناناجی کے فرمان کی وجہ سے۔

اچھا آپ مجھے مسئلہ بتائیں۔ ایک طرف چھوٹا پیشاب ہے اور ایک طرف مادہ منویہ ہے، ان میں نجاست کی غلاظت کس میں زیادہ ہے؟ انہوں نے کہا جی پیشاب میں، اچھا پھر قیاس کہتا ہے کہ جب پیشاب کرے تو اس کی وجہ سے آدمی غسل کرے اور منی کی وجہ سے غسل نہ کرے، کیونکہ اِس میں خفت ہے اور اُس میں غلاظت زیادہ ہے، لیکن آپ کے ناناجی ﷺ نے فرمایا کہ منی کی وجہ سے غسل ہوتا ہے اور پیشاب کی وجہ سے استنجا اور وضو ہے۔ تو میں نے قیاس کو چھوڑا آپ کے ناناجی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ اٹھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ماتھا چوم لیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ابو حنیفہ سچ کہتا ہے، میں نے تیرے بارے میں سنا ہے، تجھے نہیں سنا۔ تو میں بھی کہتا ہوں رنگون والو! آپ نے میرے بارے میں سنا ہے، مجھے نہیں سنا۔ جب تک آدمی کسی کو نہ سنے، شبہات کا شکار ہوتا ہے، جب سنے تو شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔

ہمارا دردِ دل بھی سمجھو!

اس لیے میں جب کسی علاقے میں جاؤں تو میری خواہش ہوتی ہے کہ اس علاقے کے علماء اور مشائخ کی خدمت میں حاضری دوں تاکہ ان کے سامنے بات رکھوں کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں اور ہمارا مسئلہ کیا ہے؟ ہمیں کون سی تکلیف ہے ہمیں کون سا درد ہے جو پوری دنیا میں پھرتے ہیں۔ ہمارا درد بھی تو سمجھو۔ شوق سے تو کوئی آدمی بھی گھر سے بے گھر نہیں پھرتا، شوق سے کوئی آدمی چوبیس گھنٹے سفر نہیں کرتا۔

اس دور میں ہر بندہ مشغول ہے، آپ کے مدارس ہیں، میرا بھی مستقل مدرسہ ہے "مرکز اہل السنت والجماعت" کے نام سے۔ میری مستقل خانقاہ ہے، میری مستقل زمین اور میرا کاروبار ہے۔ سب کچھ میں چھوڑتا ہوں، تمہاری ایک بیوی ہے، میری تین ہیں اور میں سب کچھ چھوڑ کے دوڑتا ہوں تو میں پاگل تو نہیں ہوں کہ میں گھر سے بے گھر پھرتا ہوں۔ آخر کوئی درد تو ہے جو ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ ہمارے اس درد کو سمجھو، پھر اگر ہماری بات غلط ہو تو ہمیں سمجھاؤ کہ ہم اپنے آپ کی اصلاح کرلیں اور ہم اپنے آپ کو ٹھیک رخ پہ لے کر چلیں۔ خیر اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں جو عنوان سمجھانا چاہ رہا تھا کہ امت کو ایمان پہ لانا اور امت کا ایمان بچانا، یہ دونوں کام ہمارے ذمے ہیں۔

ایمان پر لانے والی محنت، ایمان بچانے والی محنت

لانے والی محنت کو اُدۡعُ اور بچانے والی محنت کو جادل۔ اُدۡعُ بھی ضروری ہے اور جادل بھی ضروری ہے۔ فرق کیا ہے؟ بعض لوگ ہمیں نصیحت کرتے ہیں اور کہتے ہیں مولانا صاحب! آپ جادل تو پڑھتے ہیں بِالَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ بھی تو پڑھیں۔ میں نے کہا آپ اُدۡعُ تو پڑھتے ہیں بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ بھی تو پڑھیں، تو

جس طرح مجادلہ جبلۃ احسن کے ساتھ مشروط ہے تو اُدْعُ بھی بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کے ساتھ مشروط ہے۔ اُدھر شرط نہیں ہوگی تو حکم ختم ہو جائے گا، ادھر شرط نہیں ہوگی تو یہاں بھی حکم بدل جائے گا۔ تو ہمارا جو خاص کام ہے وہ امت کو بچانے والا ہے۔ تبلیغ کا کام لانے والا ہے، مدارس کا کام لانے والا ہے اور ہمارا کام بچانے والا ہے۔

مسئلہ کی وضاحت بذریعہ مثال

جیسا میں سمجھانے کے لیے بات کہتا ہوں، ایک آدمی مٹھائی کی دوکان پر جاتا ہے، مٹھائی کھانے کے لیے۔ فروٹ کی دوکان پر جاتا ہے، پھل کھانے کے لیے۔ لیکن اگر مٹھائی کھا کر بدہضمی ہو جائے یا فروٹ کھائے اور اسی آدمی کے معدے میں خرابی پیدا ہو جائے تو پھر کلینک پہ جاتا ہے انجکشن لگوانے۔ تو یہ مدارس اور خانقاہیں اور دعوت و تبلیغ فروٹ اور پھلوں کی دوکان ہیں، یہ مٹھائیوں کی دوکانیں ہیں۔ جب کسی کو مٹھائی اور پھل ہضم نہ ہوں، پھر اس کو ہمارے کلینک میں بھیج دو! اس کو دو چار انجکشن لگائیں گے، ٹھیک ہو جائے گا۔ انجکشن بھی ضروری ہے اور مٹھائی کھلانا بھی ضروری ہے۔

دنیا میں کوئی آدمی کلینک کا انکار تو نہیں کرتا ہے اور ڈاکٹر کو یہ نہیں کہتا کہ تمہاری دوکان پر پھل نہیں ہیں، تم ہمیشہ ٹیکے لگاتے ہو۔ وہ کہے گا ہمارا کام ہی انجکشن ہے، ہم ہر وقت ٹیکے ہی لگائیں گے۔ اس لیے اگر دو چار انجکشن لگیں اور انجکشن سے تھوڑی سی درد ہو تو مریض "سی" کرتا ہے اس سی کی وجہ سے ہمیں کچھ نہ کہو، اسے کہو اور تسلی دو کہ بیٹا ایک انجکشن اور لگے گا، تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اگر انجکشن سے کوئی "سی" کرے تو ڈاکٹر کو کچھ نہیں کہتے، مریض کو تسلی دیتے ہیں۔ آپ لوگ مریض کو تسلی دیتے ہیں اور ڈاکٹر کو کچھ نہیں کہتے۔

جب مسائل کی بات آتی ہے تو آپ لوگ مریض کو تسلی نہیں دیتے، ہمیں برا کہتے ہیں کہ تم انجکشن کیوں لگاتے ہو؟ بھائی! جب ہم انجکشن لگائیں گے تو "سی" تو ساتھ کرے گا، تو جب "سی" ہو جائے تو اس کو تسلی دو کہ ایک دوا انجکشن اور لگوالو، کورس پورا کرو۔ انشاء اللہ تم ٹھیک ہو جاؤ گے، چلیں! میں نے تھوڑا سا اپنا کام سمجھا دیا۔

میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آج کے اعتبار سے تین موضوع تھے:

1: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

2: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات

3: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت

آج کی ہماری مجلس میں جو بات ہو گی، یہ پیغمبر کی جماعت کے عنوان پر ہو گی۔ پیغمبر ﷺ کی جماعت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

پہلے یہ سمجھیں کہ جماعت صحابہ کی حیثیت کیا ہے؟ اس پر قرآن کریم کی دو آیات بنیادی طور پر ذہن میں رکھیں

نمبر1: فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا

البقرة:136

نمبر2: وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

التوبة:100

پوری شریعت کا خلاصہ دو لفظوں میں

میں نے دو آیتیں کیوں پڑھی ہیں؟ اس لیے کہ شریعت دو چیزوں کا نام ہے

نمبر1: عقیدہ

نمبر2: عمل

دو چیزوں کا نام شریعت ہے، اگر کوئی بندہ یہ اشکال لے کر اٹھ کھڑا ہو کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو پانچ لکھی ہیں، میں کہتا ہوں وہ میرے خلاف نہیں ہے۔ اس لیے کہ میں نے خلاصہ بیان کیا ہے۔ اخلاق، اعمال، معاشرت، آداب یہ سارے اعمال کی قسمیں ہیں، میں نے صرف بنیادی طور پر بات کی ہے کہ عقائد و اعمال دو چیزیں ہیں جو خلاصہ ہے شریعت کا۔

عقائد اور اعمال میں معیار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم، کیوں؟ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا اس آیت میں بتایا کہ عقائد میں صحابہ حجت ہیں وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اس میں بتایا کہ اعمال میں صحابہ حجت ہیں، عقائد میں بھی حجت ہیں، اعمال میں بھی حجت ہیں، عقیدہ صحابی رضی اللہ عنہ جیسا ہو تو قبول ہے، نہ ہو تو نا قابل قبول ہے، عمل صحابی رضی اللہ عنہ جیسا ہو قابل قبول ہے۔ عقائد میں بھی حجت، اعمال میں بھی حجت۔ بات سمجھ آ رہی ہے؟ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا

دورانِ بیان کوئی سو جائے تو؟

اگر بیان کے دوران کوئی سو جائے تو اسے ڈانٹا نہ کریں۔ اچھی طرح سمجھیں! آپ چونکہ علماء ہیں، کل آپ نے کام کرنا ہے، اگر آپ کے بیان کے دوران کوئی سو جائے تو اسے ڈانٹا نہ کریں۔ کیوں؟ ہمارے شیخ حکیم اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمی مجلس کی مثال ماں کی گود کی طرح ہے، بچہ گلیوں میں کھیلتا ہے۔ نہیں سوتا، ماں کی گود میں آئے تو فوراً سو جاتا ہے، ماں کبھی نہیں ڈانٹتی کہ تو کھیلتے ہوئے نہیں سویا ہے، میری گود میں آ کر کیوں سویا ہے؟ ماں سمجھتی ہے کہ کھیل میں سکون نہیں ہے میری گود میں سکون ہے۔ کاش مولانا بھی سمجھیں کہ دکان میں سکون نہیں، میرے بیان میں

سکون ہے، جب سکون آئے گا تو پھر سوئیں گے نا؟ بات سمجھ آگئی یا نہیں؟

اگلا جملہ سمجھو یہ تو ہمارے شیخ کی بات ہے، اب ہمارا حاشیہ سنو! میں کراچی حضرت کی خدمت میں گیا، تو میں نے کہا حضرت! میں نے آپ کے متن پر حاشیہ چڑھایا ہے، بڑے متن لکھتے ہیں، چھوٹے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا سناؤ! میں نے کہا جب ماں کی گود میں بچہ سوئے، ماں ڈانٹتی تو نہیں، کہتی ہے تو گلی میں کھیلتا کیوں نہیں سوتا؟ میری گود میں سوتا ہے۔ ماں بچے کو ایک جملہ کہتی ہے کہ بیٹا دودھ پی لو، پھر سو جانا۔ میں نے کہا ہمارے بیان میں کوئی سو جائے، ہم ڈانٹتے تو نہیں ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ بھائی اٹھ جاؤ! تھوڑا سا دودھ پی لو، پھر سو جانا۔

ہمارے بیان کو سمجھنے کے لیے ذوقِ سلیم چاہیے

اس سے اگلا جملہ سنو! ہم دیہاتی لوگ ہیں، دیہات والوں کا دودھ بہت خالص ہوتا ہے، اس لیے ہمارا علم بھی خالص ہے۔ اگر علم چاہیے تو رب زدنی علما اور اگر دودھ چاہیے تو اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه۔ جو دعا علم کے لیے ہے وہی دعا دودھ کے لیے ہے۔ اگر خواب میں دودھ پیا ہے تو اس کی تعبیر علم ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں، اب اٹھ جاؤ تھوڑا سا دودھ پیو، اس کا کیا مطلب ہے؟ تھوڑا سا علم لے لو، ہمارا علم بہت خالص ہے۔

جس آدمی نے کبھی خالص دودھ نہ پیا ہو اور پہلی دفعہ خالص دودھ پیے تو اس کے پیٹ میں گڑ گڑ ہوتی ہے اور جس آدمی نے خالص مسئلہ کبھی نہ سنا ہو، پہلی بار میں اس کے منہ میں گڑ گڑ ہوتی ہے۔ اس لیے جب کوئی خالص دودھ پیے اور اس کے پیٹ میں گڑ گڑ ہو تو اسے کہتے ہیں دو چار مرتبہ پی لیں پیٹ ٹھیک ہو جائے گا، ہمارے بیان کے بعد کوئی گڑ گڑ کرے تو کہیں دو چار بیان اور سنیں انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے

آپ۔ تو خالص دودھ پینے کے بعد اگر پینے والے کے پیٹ میں گڑ گڑ ہو تو دودھ کا قصور ہے یا اس کے پیٹ کا قصور ہے؟ ہمارے بیان کے بعد اگر کوئی گڑ گڑ کرے تو ہمارے بیان کا قصور ہے یا اس کے منہ کا قصور ہے؟ آپ مجھے کہہ دیں گے دوبارہ برما نہ آنا۔ کیوں؟ تمہارے بیان پر دو چار نے گڑ گڑ کی ہے۔ بتائیں آپ مجھے روکیں گے یا ان کو سمجھائیں گے؟ بولتے نہیں، اب تم چپ ہو جاتے ہو، جھجکتے ہو نا تم؟ تم جھجکتے ہو۔ ہم بڑی کھلی کھلی بات کرتے ہیں، چونکہ ہمارے تم سے مفادات وابستہ نہیں ہیں، خالص اللہ کے لیے آئے ہیں۔ آپ ہمارے میزبانوں بھائی سلیم وغیرہ سے پوچھیں! خالص اللہ کے لیے آئے ہیں، ایک ٹکے کا نہ ہم نے اب آپ سے تقاضا رکھا ہے، نہ زندگی بھر آپ سے رکھیں گے انشاء اللہ۔ یہ تقاضوں کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے، ہمارے تو مفادات نہیں ہیں۔

ہم تو اس درد کو لے کر آئے ہیں کہ برما رنگون کے علماء ان مسائل کو سیکھیں اور حلوے سے آسان ان مسائل کو لیں، اب اگر کوئی سونا بھی چاہے، سو بھی جائے تو ہم انہیں پیار سے اٹھائیں گے، کوئی ساتھی آپ کا سوئے تو کیا کہو گے؟ اٹھو بھائی تھوڑا سا دودھ پی لو، تو وہ ناراض نہیں ہوتا میں آپ کو وہ طریقہ بتا رہا ہوں جسے آپ عوام میں بیان بھی کریں اور عوام پریشان بھی نہ ہو، عوام الجھن کا شکار بھی نہ ہو۔ آپ عوام کو جگا بھی دیں تو بھی عوام برا محسوس نہ کرے۔ یہ خدا کی نعمت ہے، اللہ کسی کسی کو عطا فرماتے ہیں۔ تو صحابہ کرام عقائد میں بھی حجت ہیں اور اعمال میں بھی حجت ہیں۔ عنوان آ گیا ذہن میں؟

عقائد اور اعمال دو چیزوں کا نام دین ہے۔ عقائد میں حجت آیت فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا عقائد میں صحابہ جیسا عقیدہ ہو گا تو تم کامیاب

ہوں گے۔ اٰمنوا کا ترجمہ کیا کیا؟ صحابہ جیسا عقیدہ ہو گا تو تم کامیاب ہو گے، ناکام نہیں ہو گے۔ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ان جیسے اعمال ہوں گے تو قبول ہوں گے، اگر ان جیسے اعمال نہ ہوں تو تم برباد ہو گے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اب ایک سوال اور اس کا جواب سمجھیں۔ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا اگر ایمان صحابہ جیسا ہو گا، تو تم کامیاب ہو گے۔ صحابہ جیسا ایمان ممکن ہے؟ صحابہ جیسا ایمان ہو سکتا ہے؟ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ صحابہ جیسا ایمان کہاں سے لاؤ گے؟ ان جیسا ایمان تو ممکن ہی نہیں، تو صحابہ جیسا ایمان جب ممکن ہی نہیں، تو اللہ رب العزت نے کیوں فرمایا کہ صحابہ جیسا ایمان ہو گا پھر قبول ہو گا؟ یہ تو تعلق بالمحال ہے کہ اگر صحابہ جیسا ایمان ہو تو کامیاب۔ اگر یہ کامیابی کا مدار ہے تو یہ تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے، ہم کیسے کریں گے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہماری کامیابی تو ممکن ہی نہیں ہے۔ سوال سمجھ آ گیا؟ بعض لفظ نہ بھی سمجھ آئیں تو پریشان نہ ہوں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا دلچسپ واقعہ

میں نے بتایا تھا آپ کو، حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشاد کے متعلق، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا، بیان علمی تھا، بیان عوام کو سمجھ نہیں آیا تو بعد میں ایک مولوی صاحب نے حکیم الامت تھانوی صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ نے اتنا مشکل بیان کیا جو عوام کو سمجھ نہیں آیا، اس بیان کی کیا ضرورت تھی؟ وہ بھی تو حکیم الامت تھے ناں! حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرمانے لگے مولوی

صاحب! اگر ان کو میرا بیان سمجھ میں آ گیا تو اچھا، اگر نہیں آیا تو بہت اچھا۔ اس مولوی صاحب نے کہا حضرت! ہمیں تو آپ کا یہ جملہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ بیان سمجھ آ گیا تو اچھا، نہیں آیا تو بہت اچھا۔

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا جملہ سمجھنا۔ حکیم الامت کے جملے کی وضاحت انہوں نے خود فرمائی، فرمانے لگے اگر ان کو بیان سمجھ آ گیا تو اچھا، جو مسئلہ میں سمجھانا چاہتا تھا، سمجھ آ گیا، نہیں سمجھ آیا تو بہت اچھا، یہ گمراہ اس لیے ہوتے ہیں جب یہ سمجھتے ہیں کہ مانا ہم مولوی نہیں ہیں، لیکن کچھ نہ کچھ ہم نے بھی پڑھا ہے، مانا ہم عالم نہیں ہیں، لیکن ہمارا مطالعہ بھی کم نہیں ہے۔ آج ان کو پتا چلا ان کا علم کتنا ہے اور میرے علم کی سطح کیا ہے۔

اب ان کو مسئلہ سمجھ تو نہیں آیا لیکن ذہن میں آیا کہ اشرف علی تھانوی کا علم بڑا ہے، اب یہ گمراہ نہیں ہوں گے اب یہ مجھ سے ٹکر نہیں لیں گے، کبھی گمراہ نہیں ہوں گے، اگر مسئلہ سمجھ آ گیا تو اچھا ہوا، مسئلہ سمجھ آیا۔ اگر سمجھ نہیں آیا، چلو یہ تو سمجھ آ گیا کہ اشرف علی تھانوی کا علم کیسا ہے، اب ہم سے ٹکرائیں گے نہیں، اور یہ کبھی گمراہ بھی نہیں ہوں گے۔ اس لیے سمجھ آیا تو اچھا، نہ سمجھ آیا تو بہت اچھا۔ آپ یہ تو کہیں گے کہ مولانا الیاس گھمن ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آتیں، یہ تو نہیں کہیں گے جاہل آدمی ہے، اس کو بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو نہیں کہیں گے ناں! یہی کہیں گے اس کو نہ بلاؤ، فائدہ نہیں ہوتا، لیکن یہ نہیں کہیں گے جاہل ہے۔ اس کو آتا کچھ نہیں۔

صحابہ جیسا ایمان کیونکر؟

تو میں کہہ رہا تھا فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا اب ذرا

سوال کا جواب سمجھنا! مثل دو قسم کا ہوتا ہے:

1: مثل کیفیت

2: مثل کمیت

ایک ہوتی ہے مقدار حجم یعنی کمیت اور ایک ہوتی ہے کیفیت۔ جب یہ فرمایا صحابہ جیسا ایمان، اس سے مراد کیفیت نہیں ہے، اس سے مراد کمیت ہے۔ صحابہ کے ایمان کی کیفیت تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے ہے۔ اس کیفیت کا آنا ناممکن ہے لیکن کمیت وہی ہو گی جو صحابہ کرام کی ہے کمیت کا معنی؛ جن جن چیزوں پر صحابہ ایمان لائے ہیں، ان ان چیزوں پر ایمان لاؤ تو پھر کامیاب ہو گے، ان میں ایک چیز بھی چھوڑ دو گے تو تم ناکام ہو جاؤ گے۔ سوال حل ہو گیا وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ میں نے کہا میں بڑی مختصر بات کہہ رہا ہوں، ایک ایک جملہ پر میں نہیں جا رہا۔ آیت میں اللہ نے صحابہ کرام کو اعمال میں معیار بتایا ہے۔

صحابہ کرام تنقید سے بالاتر ہیں

اب ذرا ایک عقیدہ سننا! پھر دیوبند کے اس عقیدے کی ذرا وجہ سننا! ہمارا ایک نظریہ ہے کہ صحابہ معیار حق ہیں اور تنقید سے بالاتر ہیں، ان پر تنقید نہیں کر سکتے، لوگ کہتے ہیں کیوں نہیں کر سکتے؟ آپ حضرات میں سے دورہ حدیث کے طلباء بھی ہوں گے یا جنہوں نے اصول حدیث پڑھا ہے وہ بھی ہوں گے اور مشائخ علماء تو سمجھتے ہیں کہ جب بھی ہم کسی سند پہ بات کرتے ہیں اور صحابی آجاتا ہے تو اس پر جرح نہیں کر سکتے، وہ جرح اور تنقید سے بالاتر ہیں۔ میری بات سمجھ میں آگئی؟

وبه قال حدثنا احمد بن اشكاب قال حدثنا محمد بن هذيل عن

عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ چار پر بحث کر سکتے ہیں، پانچویں پر نہیں۔ کیوں؟ چار بعد کے ہیں، پانچواں صحابی ہے۔

الصحابۃ کلھم عدول

الموطا، باب الرجل یتزوج المراۃ

صحابہ عادل ہیں، تنقید سے بالاتر ہیں۔ ذرا اس کی وجہ سمجھنا! وجہ کیا ہے؟ بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ صحابہ تنقید سے بالاتر نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک شخص ہے ابوالاعلی مودودی ان کی تنظیم کا نام ہے جماعت اسلامی۔ ان کا نظریہ ہے کہ صحابہ تنقید سے بالاتر نہیں، کیوں نہیں ہیں؟ دیکھو فلاں موقع پر غلطی ہے، فلاں غلطی ہے، فلاں غلطی ہے۔ بات اچھی طرح سمجھنا! صحابہ تنقید سے بالاتر کیوں ہے؟ اس لیے ہم نے ان کو جو صحابی مانا ہے، عقیدے کی بنیاد پر۔ اگر صحابی کا عقیدہ ٹھیک نہیں، وہ صحابی ہے ہی نہیں۔

صحابی کون ہوتا ہے؟ جسے حالت ایمان میں صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ ایمان وہ نہیں ہے جس کا عقیدہ غلط ہو، ایمان وہ ہے جس کا عقیدہ ٹھیک ہو۔ اگر عقیدہ ٹھیک نہیں تو صحابی ہے ہی نہیں اور اگر عمل میں فرق ہو تو صحابیت میں فرق آتا ہی نہیں۔ نہیں سمجھے؟ اگر عقیدہ ٹھیک نہیں ہے تو صحابی نہیں ہے۔ صحابی کون ہے؟ عقیدہ ٹھیک ہو اور صحبت پیغمبر ملے۔ اگر عمل میں کوتاہی ہے تو ہم نے عمل کی بنیاد پر صحابی مانا ہی نہیں۔ صحابی مانا کہ عقیدہ ٹھیک ہو اور صحبت پیغمبر ہو۔ اگر عقیدہ ٹھیک نہیں تو صحابی ہی نہیں۔

اگر عمل میں کوتاہی ہے تو ہم نے عمل کی بنیاد پر صحابی مانا ہی نہیں، اس پر تنقید نہیں ہو سکتی۔ نہ عقیدے پر نہ عمل پر۔ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ

وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

صاحب ہدایہ پر اعتراض اور اس کا جواب

ذرا ایک سوال اور اس کا جواب سنیں! ایک شخص نے میرے اوپر سوال کیا کہ صاحب ہدایہ گستاخ صحابہ ہے۔ کیوں؟ کہ اگر صحابی ہو اسے کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ اور اگر صحابی کے بعد کا کوئی ولی ہو، تابعی، تبع تابعی وغیرہ، اور وفات پا جائے، اسے کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ، علیہ الرحمۃ، مرحوم صحابی ہو تو رضی اللہ عنہ اگر غیر صحابی ہو تو رحمہ اللہ۔ آپ نے سنا ہے؟ اسی طرح کہتے ہیں؟ اور صاحب ہدایہ کہتے ہیں عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ یہ گستاخ صحابہ ہے، کیوں؟ جو رضی اللہ عنہ صحابہ کے لیے تھا، وہ رضی اللہ عنہ ابو حنیفہ کے لیے کہتا ہے۔ تو یہ گستاخ صحابہ ہے۔ حضرت ابو حنیفہ کو صحابہ کے برابر کھڑا کر دیا۔ سوال سمجھ آ گیا؟ سوال سمجھو، تو پھر جواب سمجھ آئے گا۔

میں نے کہا اگر غیر صحابی کو رضی اللہ عنہ کہنا گستاخی ہے تو پھر صاحب ہدایہ کو گستاخ صحابہ نہ کہو، خود اللہ کو گستاخ صحابہ کہو (معاذ اللہ) ۔ نہیں سمجھے؟ خود اللہ کو گستاخ صحابہ کہو۔ اس نے کہا، کیوں؟ میں نے کہا غیر صحابی کو رضی اللہ عنہ اللہ نے فرمایا ہے وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ میں نے کہا یہ تو ہدایہ نہیں، قرآن میں ہے، تو پھر کہہ دو گے، قرآن غلط ہے اور اللہ پاک جو صاحب قرآن ہے، اللہ پاک نے غلط فرمایا، گستاخی کی ہے۔ کہتے ہیں نہیں، یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ میں نے کہا پھر ہدایہ پر کیوں اعتراض کرتے ہو؟ پھنس گیا ناں! ہم نے پہلے پھنسالیا، پہلے ان کے علم کا جائزہ لیا، ابھی جواب تو شروع ہونا ہے، یہ تو ہم نے الزامی جواب اس کے اوپر مارا ہے تا کہ اس

کے دانت کھٹے کر سکیں، اس کو یہ پتا چلے کہ اس کی علمی صلاحیت کیا ہے، جو کچھ ہدایہ میں لکھا ہے وہ تو قرآن میں لکھا ہے، اگر اس بنیاد پر ہدایہ پر اعتراض ہے، میں نے کہا قرآن پر اعتراض کرو۔ پھر چپ۔۔۔! کہتا ہے پھر یہ اصطلاح غلط ہے صحابی کو رضی اللہ عنہ اور غیر صحابی کو رحمۃ اللہ علیہ میں نے کہا اصطلاح بھی ٹھیک ہے۔ اب سمجھنا! میں نے کہا اصطلاح بھی ٹھیک ہے۔ تو پھر قرآن میں غلطی ہے، میں نے کہا قرآن میں بھی ٹھیک ہے۔ دونوں کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں؟ رضی اللہ عنہ صحابی کو کہنا ہے اور رحمۃ اللہ علیہ غیر صحابی کو۔ اور قرآن نے رضی اللہ عنہ غیر صحابی کو بھی کہا ہے، اگر اصطلاح ٹھیک ہے تو پھر قرآن میں غلط ہے۔ میں نے کہا دونوں ٹھیک ہیں، اس نے کہا، دونوں کیسے ٹھیک ہیں؟

میں نے کہا آپ کو یہ پتا نہیں کہ اس ضابطہ کو بنایا کیوں گیا ہے۔ اگر ضابطے کی وجہ سمجھ آجائے، تو اشکال ختم ہو جائے۔ اس نے کہا کیا مطلب؟ میں نے کہا یہ ضابطہ اس لیے بنایا گیا ہے کہ اگر رضی اللہ عنہ لکھ دو گے، پتا چلے گا صحابی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ لکھیں گے تو پتا چلے گا غیر صحابی ہے۔ تو یہ صحابی اور غیر صحابی میں فرق کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر کتاب میں لکھا ہو حضرت محمد نے فرمایا، اب پتا نہیں یہ محمد نبی ہے، صحابی ہے، غیر صحابی ہے، کون ہے۔ اور اگر لکھا ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پتا چلا کہ نبی ہے۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا پتا چلا کہ محمد بن حنیفہ صحابی ہے۔ اگر لکھا ہو کہ حضرت محمد رحمہ اللہ نے فرمایا تو پتا چلا محمد بن حسن شیبانی ہے، یہ بعد کا آدمی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم سے پتا چلا نبی ہے، رضی اللہ عنہ سے پتا چلا صحابی ہے، رحمۃ اللہ علیہ سے پتا چلا یہ بعد والے ہیں۔ یعنی کہ یہ اصطلاح صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ عنہ، رحمہ اللہ فرق بیان

کرنے کے لیے ہے۔ اور اگر کسی بندے کا نام اتنا معروف ہو کہ اس کے فرق کرنے کے لیے رحمہ اللہ نہ لکھنا پڑھے اور پھر بھی فرق ہو جائے رضی اللہ عنہ نہ لکھے تب بھی فرق ہو جائے تو وہاں رحمہ اللہ بھی ٹھیک ہے، رضی اللہ عنہ بھی ٹھیک ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بڑے آدمی ہیں، ان کا نام اتنا معروف ہے کہ تواتر کے درجہ کی شہرت ان کے نام کو ملی ہے اور دنیا جانتی ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صحابی نہیں، بلکہ بعد کے ہیں۔ یہ قاعدہ تو بنا تھا فرق کرنے کے لیے، خود ان کا نام بھی فرق کرتا ہے کہ یہ صحابی نہیں، بعد کا بندہ ہے۔ رحمہ اللہ کہہ دو تب بھی ٹھیک ہے، رضی اللہ عنہ کہہ دو تب بھی ٹھیک ہے، دونوں ٹھیک ہیں۔

صاحبِ ہدایہ اور حرم نبوی کا توافق

میں نے کہا کہ اگر تمہارے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے تو پھر سعودی عرب کے خلاف بات کرو، کیوں؟ مسجد نبوی میں لکھا ہوا ہے نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ میں نے کہا ان کو کہو، گستاخ صحابی ہے، تاکہ تمہارے ریال بند ہوں، ان کو کبھی نہیں کہو گے۔ بھئی اگر ہدایہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے، تو مدینہ منورہ میں بھی لکھا ہے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ لیکن آپ کو پتا نہیں لکھا ہوا کہاں پر ہے؟ علم میں ہو تو پھر مسئلہ حل ہوتا ہے۔ ہم تو محض عمرہ کر کے واپس آ جاتے ہیں۔

مجھے ایک ساتھی کہنے لگا کہ آپ عمرے کے لیے جاتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا مکہ۔ عمرے کے لیے نہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ مجھے کہا، کیوں جاتے ہیں؟ میں نے کہا کام کرنے کے لیے۔ عمرہ؟ میں نے کہا، وہ بھی کرتے ہیں۔ کہتا ہے کہ میں سمجھا نہیں۔ میں نے کہا عمرہ کے لیے جائیں تو ثواب تھوڑا ہے، کام کے لیے جائیں اور عمرہ کریں تو ثواب زیادہ ہے۔ اللہ کرے، یہ فرق آپ

کو سمجھ آجائے۔ میں نے کہا تبلیغ والے کہتے ہیں، میں سال لگانے کے لیے گیا تھا حج بھی کر آیا۔ میں نے کہا ہم کام کے لیے گئے تھے، ساتھ عمرہ بھی کر آئے۔ بات سمجھ گئے؟ ایک ہے عمرہ کے لیے جانا اور ایک ہے دین کی دعوت کے لیے جانا اور عمرہ بھی کرنا، دونوں میں کتنا فرق ہے؟ اللہ ہمیں دین کی باتیں سمجھ آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، معنی اصحابِ رسول کا

صحابہ کرام عقائد میں بھی حجت اور اعمال میں بھی حجت۔ میں جماعت صحابہ کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ مسائل تو بعد کا کی بات ہے۔ اگلی بات سمجھیں! میں نے ایک حدیث مبارک پڑھی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنن ابن ماجہ میں روایت ہے فرمایا:

سیأتی علی أمتی ما أتی علی بنی إسرائیل مثل بمثل حذو النعل بالنعل حتی لو کان فیھم من نکح أمه علانیة کان فی أمتی مثله إن بنی إسرائیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملة وستفترق أمتی علی ثلاث وسبعین ملة کلھا فی النار غیر واحدة قیل وما تلك الواحدة قال ما أنا علیه الیوم وأصحابی

(جامع الاحادیث، رقم الحدیث:13180)

میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ میری امت بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چلے گی۔ میں پھر بھی یہ بات کہتا ہوں طلباء سے، ترجمہ کرنا سیکھو۔ حذو النعل بالنعل کا ترجمہ کیا کرینگے؟ نقش قدم پر چلے گی۔ حتی لو کان فیھم من نکح أمه علانیة کان فی أمتی مثله اگر بنی اسرائیل میں کوئی ایسا بدبخت گزرا ہے، جس نے اپنے ماں سے منہ کالا کیا، میری امت میں بھی ایسے گندے لوگ آئیں گے، جو اپنی ماں سے منہ کالا کریں گے۔ ترجمہ ایسا کرو کہ لفظ بھی پورا ادا ہو اور لوگ آپ کے ترجمہ

کرنے سے کراہت بھی محسوس نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إن بني إسرائيل تفرقوا على ثنتين وسبعين ملة وستفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلها في النار غير واحدة بنی اسرائیل میں 72 فرقے بنے تھے، میری امت میں 73 فرقے بنیں گے، سب جہنم میں جائیں گے، مگر ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ قيل وما تلك الواحدة قال ما أنا عليه اليوم وأصحابي

پوچھا، یارسول اللہ! وہ جنت میں جانے والا کون ہو گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما انا علیہ واصحابی اس کا ترجمہ کیا کریں گے؟ میں ترجمہ کرنے لگا ہوں۔ یہ خطیبانہ ترجمہ نہیں ہے، یہ وکیلانہ ترجمہ ہے۔ خطیبانہ ترجمہ پر سوال ہوتے ہیں، وکیل کو پتا ہوتا ہے، میرے اس ترجمے پر کیا جرح ہونی ہے۔ وہ ترجمہ ایسا کرتا ہے کہ جرح سے بچ جائے۔ ترجمہ سمجھنا ماانا علیہ واصحابی صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ جنت میں جانے والی جماعت کون سی ہو گی؟ فرمایا: ماانا علیہ واصحابی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو حدیث مجھ سے لے، معنی میرے صحابی سے لے۔ سمجھ آگئی؟ کہ حدیث مجھ سے لے اور معنی میرے صحابہ سے لے۔

اچھی طرح بات سمجھنا! ماانا علیہ واصحابی کا مطلب کیا ہے؟ حدیث کس کی ہو؟ نبی کی اور معنی کس کا ہو؟ صحابی کا۔ یہ جنتی ہے۔ یہ بنیاد ہے آج کے دور میں جھگڑے کی، غیر مقلدین کا جو ہم سے جھگڑا ہے ناں، اس کی بات کر رہا ہوں۔ یہ اس جھگڑے کی بنیاد ہے۔

ہمارا نام اہل السنت والجماعت کیوں؟

بہت سارے لوگ اس لیے اس فتنے کے خلاف کام نہیں کرتے کہ سمجھتے نہیں کہ فتنہ ہے کتنا بڑا؟ فتنہ کا اندازہ نہیں، فتنہ کتنا بڑا ہے۔ میں ذرا اس پر بات شروع

کرتا ہوں، اچھی طرح بات سمجھنا! ہمارا نام کیا ہے؟ اہل السنت والجماعت اور یہ نام کس نے دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیا ہے۔ الدر المنثور تفسیر اٹھا لیں **يَوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسۡوَدُّ وُجُوهٌ** آیت کریمہ دیکھیں، اس کے تحت موجود ہے۔

صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ کون ہیں؟ فرمایا:

تبيض وجوه أهل السنة والجماعة وتسود وجوه أهل البدع والضلالة

(تفسیر الدرّ المنثور، آل عمران:106)

جن کے چہرے سیاہ ہیں، وہ کون ہیں؟ فرمایا **هم اهل البدع والضلالة** تو ہمارا نام اہل السنت والجماعت اللہ کے رسول صلی علیہ وسلم نے خود رکھا ہے۔ اب اس کا مطلب کیا ہے کہ سنت پیغمبر کی، سمجھے پیغمبر کے صحابہ سے۔ حدیث پیغمبر کی ہو اور معنی جماعت صحابہ بیان کرے، بس یہ ہے اہل السنت والجماعت کا مؤقف۔ تو ہمارا نام کیا ہے؟ اہل السنت والجماعت۔ ہمارے مد مقابل کا نام کیا ہے؟ اہل حدیث۔ اس پہ ایک چھوٹا سا سوال سمجھیں۔

غیر مقلدین سے گفتگو کیسے کریں؟

کبھی آپ کو غیر مقلد ملے، آپ اس سے پوچھیں، تم کون ہو؟ وہ کہے گا اہل حدیث۔ اس سے پوچھو، اصلی یا نقلی؟ وہ کہے گا، اصلی ہوتے ہیں نقلی تو نہیں۔ میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو، اصلی یا نقلی؟ اگلی بات پھر بعد میں کریں گے۔ وہ آپ کو کہے گا، اصلی۔ اس سے کہو اچھا یہ بتاؤ حدیث کی اقسام کتنی ہیں؟ اس کو نہیں پتا ہے اس سے پوچھو، محدثین کے طبقات کتنے ہیں؟ اس کو نہیں پتا۔ (12 ہیں) بات سمجھتے ہو! اس کو نہیں پتا، اس سے پوچھو، احادیث کی تعداد کتنی ہے؟ اس کو نہیں پتا۔ امام

سیوطی کے قول کے مطابق 50 ہزار متون ہیں۔

اس سے پوچھو صحیح بخاری میں حدیث کی تعداد کتنی ہے؟ اس کو نہیں پتا۔ کہو، آپ تو اہل حدیث ہیں ہی نہیں۔ ہمیں نہیں پتا تو کیا ہوا؟ سوال تو اس پر ہے، ہمارے اوپر تھوڑا ہے۔ اس سے پوچھو اصلی ہو یا نقلی؟ وہ کہے گا اصلی۔ تو پھر وہی سوالات کرو، جو میں نے کیے۔ وہ نہیں بتا سکتا۔ اس سے کہنا پھر تو مان لے ناں! کہ تو اصلی نہیں ہے، نقلی ہے۔ کیوں؟ اصلی اور نقلی میں کیا فرق ہوتا ہے؟ اصلی اہل حدیث اسے کہتے ہیں جو حدیث میں ماہر ہو، محدث ہو اور خود کو اہل حدیث کہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی اہل حدیث ہیں۔ کیوں؟ ماہر فی الحدیث ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالی، امام مسلم رحمہ اللہ اہل حدیث ہیں، کیوں؟ محدث ہیں، حدیث میں ماہر ہیں۔ حدیث میں ماہر کو اہل حدیث کہنا یہ اصلی ہے، حدیث میں ماہر نہ ہو، اس کو اہل حدیث کہے، یہ نقلی ہے۔ تو اس سے پوچھو تُو اصلی ہے یا نقلی؟ وہ کہے گا اصلی۔ یہ سوال کرو اب جواب نہیں آئے گا۔

غیر مقلدین کو اہل حدیث کا نام کس نے دیا

غیر مقلدین کو اہل حدیث کا نام کہاں سے ملا؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دیا نہیں، البتہ انگریز نے دیا ہے اور ہم تمہاری کتابوں سے ثابت کر دیں گے کہ تمہیں یہ نام انگریز نے دیا ہے، تو یہ بات مان لو کہ ہمیں یہ نام اہل السنت والجماعت، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، تمہیں اہل حدیث کا نام سرکار برطانیہ نے دیا ہے۔ تمہیں برطانیہ کی سرکار مبارک، ہمیں مدینہ کی سرکار مبارک، تمہیں تاج برطانیہ چاہیے، ہمیں تاج مدینہ چاہیے۔

اچھی طرح بات سمجھنا! میں ایک جملہ سمجھانے لگا ہوں، میں نے پوچھا اہل حدیث اصلی یا نقلی؟ کہے گا اصلی تو پھنس گیا ناں! اب اس نے بھی سوال کرنا ہے، ہم نے کہا اصلی اہل حدیث وہ ہوتا ہے جو حدیث میں ماہر ہو، یہ اصلی اہل حدیث ہے۔ میں نے ایک مرتبہ ٹنڈو الہ یار سندھ میں بیان کیا، تو ایک ساتھی نے مجھ سے یہ سوال کیا، کہ مولانا! ہمیں یہ بات صحیح سمجھ میں نہیں آئی کہ اصلی اہل حدیث ماہر فی الحدیث ہوتا ہے، اگر نہ ہو تو نقلی ہوتا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا تمہاری قوم کیا ہے؟ مجھے کہتے ہیں بھٹی آپ کے ہاں بھٹی نہیں ہو گی، کوئی بھی قوم ہو گی۔ میں نے پوچھا تمہاری قوم کیا ہے؟ کہنے لگا بھٹی میں نے کہا تمہاری بیوی دھوبن ہے؟ دھوبن سمجھتے ہو، کسے کہتے ہیں؟ جو کپڑے دھوتی ہے میں نے کہا تمہاری بیوی دھوبن ہے؟ تو تم نے بھٹی ہو کر دھوبن سے شادی کیوں کی ہے؟ کہنے لگا نہیں، دھوبن نہیں، بھٹی ہے۔ میں نے کہا تمہاری بیوی تمہاری کپڑے نہیں دھوتی؟ کہتے ہیں دھوتی ہے میں نے کہا تو پھر دھوبن ہوئی ناں! کہتے ہیں نہیں میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مولانا صاحب! جو کپڑے دھوئے، اسے دھوبی نہیں کہتے، جس کا کپڑے دھونا پیشہ ہو، اسے دھوبی کہتے ہیں۔ میں نے کہا جسے دو حدیثیں رفع یدین کی یاد ہوں، اسے اہل حدیث نہیں کہتے۔ حدیث میں ماہر ہو، اسے اہل حدیث کہتے ہیں۔ میں نے کہا اب سمجھ آئی؟ کہنے لگا جی آ گئی۔ میں نے اس لیے کہا میں ساتھ مثالیں دیتا ہوں تاکہ بات پوری سمجھ میں آ جائے، سمجھ آ گئی ہے؟

اب اگر ہمارے ہاں کوئی ساتھی تبلیغی جماعت میں چلا جائے، چار ماہ لگا کر آ جائے، کوئی ساتھی خانقاہ میں جائے اور چھ ماہ لگا کر آ جائے، اب چہرے پہ ڈاڑھی ہے، سر پہ ٹوپی اور پگڑی ہے، لمبا کرتہ پہنا ہوا ہے، یہ رونق امام مسجد میں نہیں ہے۔ تو ہم نے کہا بھئی آپ مغرب کی نماز پڑھا دو، کہتے ہیں میں تو نہیں پڑھاتا، ہم نے کہا

کیوں؟ کہنے لگا میں قاری نہیں ہوں، تو میں نے کہا تم کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا میں چار ماہ جماعت میں لگا کر آیا ہوں، میں نے کہا کتنی سورتیں یاد کی ہیں جماعت میں؟ کہتا ہے دس۔ دس کیوں، سورت فاتحہ سورت نہیں ہے؟ آپ ڈرتے ہیں، کہیں گیارہویں ثابت نہ ہو جائے! میں نے کہا تم نے تو گیارہ سورتیں یاد کی ہیں تو قاری نہیں ہے؟ یہ کون ہے؟ دیانت والا، بددیانت نہیں۔ کہتے ہیں میں قاری نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ تو نے تو گیارہ سورتیں یاد کی ہیں؟ وہ کہتے ہیں گیارہ سورتیں یاد کرنے سے قاری نہیں بنتا، قرآن کا ماہر ہو تو قاری بنتا ہے، میں قاری نہیں۔ میں نے کہا وہ گیارہ سورتیں یاد کر کے خود کو قاری نہیں کہتا اور تو ایک حدیث یاد کر کے خود کو اہل حدیث کہتا ہے۔ تو بد دیانت ہے اور یہ دیانت والا ہے۔

غیر مقلدین کے اعتراض کا دندان شکن جواب

اب وہ جو آپ کے اوپر سوال کرے گا وہ ذرا سمجھیں! سوال کیا ہو گا؟ اگر اہل حدیث کا معنی حدیث میں ماہر ہونا ہے، تو اہل السنت کا معنی سنت میں ماہر ہونا ہے۔ اچھا آپ بتاؤ کہ اہل السنت اصلی ہو کہ نقلی؟ اگر وہ آپ سے پوچھ لے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ بات سمجھ میں آگئی؟ اگر اہل حدیث کا معنی حدیث میں ماہر ہونا ہے، اہل تاریخ کا معنی تاریخ میں ماہر ہے، اہل تفسیر کا معنی تفسیر میں ماہر ہے، تو اہل السنت کا معنی سنت میں ماہر ہونا ہے، آپ سنت کے ماہر ہیں جو اہل السنۃ کہلاتے ہیں؟ آپ کیا جواب دیں گے؟ ذرا جواب سمجھیں! ہمارے پاس دو جواب ہیں: الزامی بھی ہے، تحقیقی بھی ہے۔

میں کہتا ہوں، قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ جس طرح اہل تاریخ مؤرخ کو کہتے ہیں، اہل تفسیر مفسّر کو کہتے ہیں، اہل حدیث محدّث کو کہتے ہیں اور اہل السنت، سنت

میں ماہر کو کہتے ہیں۔ قیاس کا تقاضا یہی تھا، لیکن ہم نے قیاس کو چھوڑ دیا ہے، کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے۔ اللہ کے نبی سے پوچھا گیا یوم تبیض وجوہ جن کے چہرے قیامت کے دن سفید ہوں گے، وہ کون ہیں؟ تو جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھم اھل السنۃ والجماعۃ جنت میں جانے والا سنت کا ماہر ہونا ضروری نہیں ہے، جنت میں جانے والا سنت کا ماننے والا اور سنت کا عامل ہونا ضروری ہے۔

قیاس کہتا تھا کہ سنت کا ماہر اہل السنت ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنت کا ماہر نہیں، سنت کا عامل اہل السنت کہلاتا ہے۔ ہم نے قیاس کو چھوڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے۔ ہمارے پاس حوالہ بھی ہے، غیر مقلدین کی کتاب ہے عبد اللہ دامانوی نے کتاب لکھی ہے۔ اس پر مقدمہ زبیر علی زئی کا ہے۔ اس کے مقدمے میں لکھا ہے کہ حدیث کے ماہر کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ تاریخ کے ماہر کو اہل تاریخ کہتے ہیں اور تفسیر کے ماہر کو اہل تفسیر کہتے ہیں اور سنت پر عمل کرنے والوں کو اہل السنت کہتے ہیں۔ میں نے کہا جو معنی ہم نے کیا، وہ تم لوگوں نے بھی کیا ہے۔ اس لیے ہمارے اوپر کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔

اب ذرا بات سمجھیں جو میں سمجھانے لگا ہوں۔ میں نے کہا تھا ما انا علیہ واصحابی اس کا ترجمہ کیا کریں گے، حدیث مجھ سے لے اور معنیٰ میرے صحابی سے۔ یہ ما انا علیہ واصحابی کا معنی اب ہوا۔ میں اس پر تھوڑی سی بات کہنے لگا ہوں۔ بعض لوگوں کو بات سمجھ نہیں آتی، ذرا وہ سمجھیں! ایک شخص کہتا ہے: بتائیں! آپ میں اور غیر مقلدین میں کیا فرق ہے؟ ہم نے کہا ہم سے بعد میں پوچھو، پہلے ان سے پوچھو کہ تم میں اور ان میں کیا فرق ہے؟ پہلے ان سے پوچھو، پھر ہم سے پوچھو۔ ان سے پوچھو

گے پھر ہم سے پوچھو گے تو مسئلہ جلدی سمجھ آئے گا، کیوں؟ **تعرف الاشیاء باضدادھا** کہنے لگا، ہم نے ان سے پوچھا ہے۔ میں نے کہا، وہ کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگا کہ وہ کہتے ہیں کہ سرگودھا جاؤ، حنفیوں کے پاس امام ملے گا، ہمارے پاس آؤ، نبی ملے گا۔ ان کے پاس جاؤ، فقہ ملے گی، ہمارے پاس آؤ، حدیث ملے گی۔

غیر مقلدین کا خوشنما دھوکہ

یہ فرق بتاتے ہیں کہ ہمارے پاس آؤ تو حدیث، ادھر جاؤ تو فقہ، ہمارے پاس آؤ تو نبی، ان کے پاس جاو تو امام۔ وہ امام والے، ہم نبی والے، وہ فقہ والے، ہم حدیث والے ہیں۔ میں نے کہا جی جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جی صحیح کیا ہے؟ میں نے کہا صحیح یہ ہے، ادھر جاؤ تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے پاس آؤ تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ادھر جاؤ تب بھی حدیث، اِدھر آؤ تب بھی حدیث۔ اب بات سمجھنا! اُدھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اِدھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُدھر بھی حدیث، اِدھر بھی حدیث۔ کہا جی پھر اختلاف کیا ہے؟

میں نے کہا اختلاف سمجھنا! ہم اور وہ دونوں کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کے الفاظ صحابی سے ملتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی نہ ہو، حدیث کے الفاظ امتی کو مل ہی نہیں سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان کون واسطہ ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

توجہ رکھنا! حدیث کے الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے علاوہ مل ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا ہم بھی کہتے ہیں، حدیث کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے علاوہ مل ہی نہیں سکتے۔ اگلا جھگڑا، اب اختلاف شروع ہونے لگا ہے۔ ہم کہتے ہیں حدیث کے الفاظ پیغمبر کا صحابی دے گا اور حدیث کے الفاظ کا معنی بھی پیغمبر کا

صحابی دے گا۔ وہ کہتے ہیں نہیں، حدیث کے الفاظ پیغمبر کے صحابی دیں گے اور حدیث کا معنی ہمارا وہابی دے گا۔ لفظ صحابی سے لو، معنی وہابی سے لو، مسلک غیر مقلد بنتا ہے۔ فرق سمجھ آگیا؟ یہ ہے اختلاف، ہم کہتے ہیں لفظ صحابی سے تو معنی بھی صحابی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ صحابی سے تو معنی وہابی سے۔ وہ خود کو کہتے ہیں وہابی۔ وہ خود کو کیا کہتے ہیں؟ وہابی۔ ہم تو خود کو وہابی نہیں کہتے۔ ہم تو خود کو سنّی کہتے ہیں۔

وہابی کی نسبت کی حقیقت

آپ پریشان نہ ہوا کریں کہ وہاب اللہ کا نام ہے، بات نیت کی ہے۔ مرزائی خود کو کیا کہتے ہیں؟ احمدی کہتے ہیں نا! تب بھی وہ کافر ہیں۔ یہ خود کو وہابی کہنے سے، اہل السنت کیسے بن جاتے ہیں؟ احمد کی نسبت اُن کی طرف غلط ہے، وہاب کی نسبت اِن کی طرف غلط ہے۔ صرف نسبت کا نام رکھنے سے آپ پریشان نہ ہو جایا کریں۔ جو منکر حدیث ہیں، وہ خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، تو کتنا اچھا نام رکھا ہوا ہے۔

ہم اچھے نام رکھنے سے ان کے کرتوت بتلانا چھوڑ دیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بدعتی خود اپنے آپ کو صوفی کہتے ہیں، تو اچھا نام رکھنے سے ہم ان کے بدعات کا رد کرنا چھوڑ دیں؟ بات سمجھ آرہی ہے؟ الیاس قادری کی جماعت خود کو دعوت اسلامی کہہ رہی ہے۔ ہم نام کو دیکھ کے ان کے کرتوت بیان کرنا چھوڑ دیں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہماری کتابیں آرہی ہیں، دعوت اسلامی پر کتاب آخری مراحل میں ہے۔

توجہ رکھیں! میں یہ بات سمجھانے لگا ہوں ان کا مؤقف ہے: لفظ صحابی سے اور معنی وہابی سے۔ ہم کہتے ہیں لفظ صحابی سے اور معنی بھی صحابی سے۔ اب ذرا دو چار مثالیں سمجھیں تاکہ پوری بات کھل کے سامنے آجائے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جب انسان ڈاڑھی رکھ لے تو ڈاڑھی ایک مٹھی رکھنی چاہیے۔ غیر مقلدین کا مؤقف یہ ہے

کہ جب انسان ڈاڑھی رکھے تو جہاں تک جاتی ہے اسے جانے دینا چاہیے۔ روکنا نہیں چاہیے۔ ہمارا مؤقف؟ ڈاڑھی مٹھی۔ ان کا مؤقف؟ ناف اور ناف سے نیچے جہاں تک جاتی ہے، جانے دو۔ غیر مقلد سے پوچھو، اتنی لمبی ڈاڑھی جو رکھتے ہو اس پر دلیل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں ہمارے پاس دلیل صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ہمارے بہت سارے حضرات صحیح البخاری کا نام سن کر کافی پریشان ہو جاتے ہیں۔ روایت کون سی ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَيةَ وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5892، باب تقلیم الاظفار)

مشرکین کی مخالفت کرو اپنی ڈاڑھی بڑھاؤ اور اپنی مونچھیں کٹاؤ۔

دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وفروا اللحية

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 5062)

کہ مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھی کو بڑھایا کرو اور چھوڑ دیا کرو۔ جب اللہ تعالی کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ، ڈاڑھی چھوڑ دو۔ ہم بھی ڈاڑھی چھوڑتے ہیں اور بڑھاتے ہیں، جہاں تک جائے، چلی جائے۔ اللہ تعالی کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مبارک ارشاد پر ہم عمل کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔

غیر مقلدین کے دلائل کی حقیقت

میں نے کہا اب ذرا بات سمجھنا! اس حدیث مبارک کے راوی کون ہیں؟

کہا جی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس حدیث کا معنی کیا بیان کیا ہے؟ ذرا وہ معنی بھی بیان کر دو۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری، جلد نمبر 2، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار میں اسی روایت کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحيَة وَأحفُوا الشَّوَارِبَ مشرکین کی مخالفت کرو، اپنی ڈاڑھی بڑھاؤ اور اپنی مونچھیں کٹاؤ۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ عبد اللہ بن عمر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جاتے، حج یا عمرہ کرتے، جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے، اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لیتے جو مٹھی سے بڑھ جاتی اس کو تراش لیتے۔ میں نے کہا ہم نے صحابی سے لفظ لیا ہے تو معنی بھی صحابی سے لیا ہے، تم نے لفظ صحابی سے لیا ہے اور معنی وہابی سے لیا ہے۔ لفظ صحابی سے لو، معنی بھی صحابی سے لو تو ڈاڑھی مٹھی بھر رہ جاتی ہے۔ لفظ صحابی سے لو اور معنی وہابی سے لو، تو ڈاڑھی نیچے تک چلتی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے شاگرد ابو زرعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا فَضَلَ عَنِ الْقُبْضَةِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 25992، باب ما قالوا في الأخذ من اللحیۃ)

حضرت ابو ہریرہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لیتے، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا فَضَلَ عَنِ الْقُبْضَةِ جو ڈاڑھی مٹھی سے بڑھ جاتی، اس کو تراش لیتے۔ تو جو تم نے دو روایتیں پیش کی ہیں، دونوں میں ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور خود راویانِ حدیث مٹھی تک رکھتے تھے۔ تو ہمارا مسلک یہ ہے کہ لفظ صحابی سے لو، تو معنی بھی صحابی سے لو۔

الزام ان کو دیتے تھے، قصور اپنا نکل آیا

مجھے مٹھی بھر ڈاڑھی اور لمبی ڈاڑھی پر ایک بات یاد آگئی ہے، اسے بھی ذہن نشین فرمالیں۔ ایک غیر مقلد مولانا صاحب تقریر فرمارہے تھے، احناف پر تنقید کر رہے تھے، تقریر کیا تھی کہ دیکھو ہم ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں اور حنفی ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے ہیں۔ سینہ پاک ہے اور زیر ناف جگہ ناپاک ہے۔ پاک جگہ پر ہاتھ باندھو، مسلک اہل حدیث بنتا ہے، ناپاک جگہ پر ہاتھ باندھو تو مسلک احناف بنتا ہے۔ دلیل سمجھ آئی؟ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جب فتنہ سامنے آئے اور جواب نہیں بنتا، تب آپ سمجھیں گے کہ ہمارا کام کتنا اہم ہے۔ ہم کہتے ہیں فتنہ آنے سے پہلے اس کو روکو۔ سوال سمجھ آگیا؟ سینہ پاک ہے اور زیر ناف جگہ ناپاک ہے، یہ ان کی بات کہہ رہا ہوں، پاک جگہ پہ ہاتھ باندھو تو مسلک اہل حدیث، ناپاک جگہ پر ہاتھ باندھو تو مسلک احناف۔ ہم پاک ہیں، مسئلہ بھی پاک ہے، حنفی ناپاک ہیں، ان کے مسئلے بھی ناپاک ہیں۔ اب استغفر اللہ کہیں گے تو جواب تو نہیں بنے گا۔ میں نے کہا، جواب سنو! بھائی مسئلہ یہ ہے کہ اگر سینے پر ہاتھ باندھو، تو دایاں اوپر اور بایاں نیچے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ پر کوئی اختلاف نہیں ہے دایاں تو بائیں کے اوپر ہے ناف کے نیچے ہو تب بھی، سینہ پر ہو، تب بھی دایاں اوپر ہی رہتا ہے، اختلاف بائیں ہاتھ میں ہے ہم نے کہا ناف کے نیچے رکھو، تم نے کہا سینہ کے اوپر رکھو، تو اختلاف بائیں پہ ہے یا دائیں پہ؟ بائیں پہ ہے، الٹے ہاتھ پہ۔

میں نے کہا تم یہ کہتے ہو کہ سینہ پاک ہے اور زیر ناف جگہ ناپاک ہے، تو مجھے بتاؤ یہ بایاں ہاتھ پاک جگہ کے لیے ہے یا ناپاک جگہ کے لیے؟ یہ استنجا کرنے کے لیے ہے یا کلی کرنے کے لیے؟ تو میں نے کہا یہ سوال تو تھا ہی تمہارے اوپر کہ بایاں ہاتھ تھا

ناپاک جگہ والا۔ ناپاک جگہ پہ رکھو تو مسلک احناف ہے، ناپاک جگہ والا ہاتھ پاک جگہ پر رکھو تو مسلک اہل حدیث ہے۔ اب جواب دو! بات سمجھ آ گئی؟

اینٹ کا جواب پتھر

میں نے کہا اگر تم اس طرح دلیل دو گے، تو ہم بھی اس طرح دلیل دیں گے، ہم دلیل دیں گے نہیں، ہم دلیل ماریں گے اور تمہیں بہت تکلیف ہو گی۔ کہنے لگے، کون سی دلیل؟ میں نے کہا پھر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ زیر ناف جگہ ناپاک ہے اور سینہ پاک ہے، پاک جگہ تک ڈاڑھی رکھو تو مسلک احناف بنتا ہے، ناپاک جگہ تک ڈاڑھی لے جاؤ تو مسلک اہل حدیث بنتا ہے۔ ہم بھی تو کہہ سکتے ہیں ناں! لیکن ہم نہیں کہتے، ہم ایسے الفاظ استعمال نہیں کرتے، کہہ تو ہم بھی سکتے ہیں۔

ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ناپاک جگہ پر جو بال ہوں انہیں صاف کرو اور تم پاک بال بھی وہاں لے جاتے ہو۔ تو اس کا کیا جواب دو گے؟ کوئی جواب نہیں بنتا، ابھی تو ہماری بات آپ کو عجیب لگے گی، جب کوئی فتنہ سامنے آ جائے گا، تب تمہیں مزہ آ جائے گا، مقابل نہ ہو تو پھر بندے کو صحیح مزا نہیں آتا، مقابل ہو تو پھر بندہ دلیل پیش کرتا ہے۔ یہ کورس نہیں ہے، جب کورس ہو گا تو پھر میں آپ کو مستقل نسخے دوں گا۔

اگر کوئی غیر مقلد مل جائے، تو آپ کون سا نسخہ استعمال کریں۔ نسخہ نمبر 1، 2، 3، 4، 5---

تو کوئی نہ کوئی نسخہ ان شاء اللہ شفا ضرور دے گا۔ جی ہم آپ کو ایسا نسخہ دیں گے کہ آپ نسخہ لے کر پھریں گے، غیر مقلد بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گا۔ بات سمجھ آ گئی ہے؟ تو میں نے کہا لفظ صحابی سے اور معنی صحابی سے تو مسلک احناف۔ لفظ صحابی سے اور معنی وہابی سے تو مسلک غیر مقلدین۔ خلاصہ صرف یہ ہے کہ ہم اہل

السنت والجماعت ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں حدیث کے الفاظ بھی صحابی سے اور حدیث کے الفاظ کا معنی بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ہو۔ میں نے اس پر کئی مثالیں اکٹھی کی ہیں مسائل سمجھانے کے لیے کہ فلاں مسئلہ کیسے سمجھنا ہے۔

ایک نیا مسئلہ

میں ایک مسئلہ اور پیش کرتا ہوں صرف سمجھانے کے لیے۔ ہمارے ہاں مسئلہ چلتا ہے آمین کا۔ آمین اونچی آواز سے کہیں یا آمین آہستہ کہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی ہم میں سے حج اور عمرے والے اونچی آواز سے آمین شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کی مسجد میں کوئی اونچی آواز سے آمین کہے، حوصلہ شکنی کیا کریں اور سمجھایا کریں، بھائی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ حرم کا نام لے کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، حرم کا نام استعمال کرتے ہیں، حرم والا مسلک دو رنگا نہیں ہوتا۔ دلیل کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں آمین آہستہ، غیر مقلد کہتے ہیں کہ آمین اونچی آواز سے۔

غیر مقلدین کی دلیل اور ہمارا جواب

غیر مقلدین کی دلیل ہے سنن دار قطنی میں، اور بھی کئی ایک کتابوں کے اندر ہے۔ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

صليت خلف رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: فلما قال ولا الضالين قال آمين مد بها صوته

(سنن دار قطنی، باب التأمين في الصلاة بعد فاتحة الكتاب والجهر بها)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، جب حضور ﷺ نے ولا الضالین کہا، تو آمین کہی، مد کا ایک معنی ہے جہر اونچی آواز سے آمین، دوسرا معنیٰ کھینچ کے آمین پڑھی، اونچی آواز سے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی

ہے تو آپ اس کو کیوں نہیں پڑھتے؟ ہم نے کہا یہ جو آپ نے حدیث لی ہے، پیغمبر ﷺ کے صحابی سے لی ہے تو معنی خود نہ کریں، معنی بھی پیغمبر ﷺ کے صحابی سے لے لیں۔ یہی وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم حین فرغ من الصلاۃ حتی رأیت خده من هذا الجانب ومن هذا الجانب وقرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال آمین یمد بها صوته ما أراه إلا یعلمنا

(الکنی والاسماء، رقم الحدیث:1090)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور میں نے خود دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں جانب سلام پھیرا ہے، پھر بائیں جانب، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیهم ولاالضالین پڑھا، پھر حضور نے آمین بھی فرمائی، آگے ایک عجیب بات فرمائی یمد بها صوته اونچی اواز سے آمین پڑھی ماارا ہ الا یعلمنا اب صحابی حدیث کا معنی بتارہے ہیں۔

سنیں! کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونچی آواز سے آمین پڑھی تھی ناں! یہ نبی پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معمول نہیں تھا، بلکہ اونچی آواز سے آمین پڑھی تھی ہمیں تعلیم دینے کے لیے کہ اس موقع پر تم نے آمین پڑھنی ہے۔ اور کبھی کبھار تعلیماً اونچی آواز سے کہنے سے آمین اونچا پڑھنے کا دوام ثابت نہیں ہوتا، تو لفظ صحابی نے دیا ہے تو معنی بھی صحابی سے لو اور جب لفظ صحابی سے لو اور معنی وہابی سے لو، آمین اونچی بنتی ہے۔ لفظ صحابی سے اور معنی بھی صحابی سے تو آمین آہستہ بنتی ہے۔ ہم کہتے ہیں لفظ صحابی دے اور معنی بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی دے، یہی ہمارا مسلک ہے۔

تعلیماً بلند آواز سے پڑھنے کی دو اور مثالیں

اس پر صرف دو مثالیں ذہن میں رکھ لیں۔ ایک صحیح مسلم میں ہے اور بڑی معروف روایت ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بنا فيقرأ في الظهر والعصر في الركعتين الأوليين بفاتحة الكتاب وسورتين ويسمعنا الآية أحيانا

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:451)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتے، پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ بھی پڑھتے، ساتھ دو سورتیں اور بھی پڑھتے، آگے فرماتے ہیں ويسمعنا الآية أحيانا کبھی کبھی ظہر کی نماز میں اونچی آواز سے تلاوت کرتے تھے ایک آدھ آیت کی۔ یہاں ظہر کی نماز میں اونچی آواز سے تلاوت کرنا کسی کے ہاں سنت نہیں ہے، یہ کبھی کبھی کیوں ہوتا تھا؟ امت کو بتانے کے لیے کہ اس موقع پر تم نے یہ تلاوت کرنی ہے جیسے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں اونچی آواز سے پڑھتے، جو تعلیماً تھا تو تعلیماً سے تو دوام ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت عبدۃ فرماتے ہیں:

أن عمر بن الخطاب كان يجهر بهؤلاء الكلمات يقول سبحانك اللهم وبحمدك تبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:399)

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کبھی نماز جنازہ پڑھتے، تو یہ کلمات اونچی آواز سے پڑھتے، حالانکہ کوئی بھی یہ اونچی آواز سے نہیں پڑھتا۔ کبھی کبھی کیوں پڑھتے؟ تعلیماً پڑھنے سے جہر کا دوام ثابت نہیں ہوتا، تو لفظ صحابی سے لو اور معنی بھی صحابی سے تو یہ مسلک اہل السنت والجماعت احناف دیوبند بنتا ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب

میں نے آپ کی خدمت میں صرف یہ تین باتیں عرض کی ہیں سمجھانے کے لیے:

1: پیغمبر کی ذات

2: پیغمبر کی بات

3: پیغمبر کی جماعت

پیغمبر کی جماعت کو جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، جو عقیدے میں بھی حجت ہیں فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد هتدوا اور اعمال میں بھی حجت ہیں والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنه

صحابہ تنقید سے بالاتر اور معیار حق ہیں۔ تنقید سے بالاتر کیوں ہیں؟ اس لیے کہ اگر عقیدے میں خلل ہو صحابی بنتا ہی نہیں ہے۔ اگر عمل میں فرق آئے، صحابیت میں فرق پڑتا ہی نہیں ہے ہم نے صحابی عمل کی وجہ سے نہیں مانا، عقیدے کی وجہ سے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے مانا ہے۔

ہم نے عرض کیا حدیث جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے لیں گے، معنی بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے لیں گے۔ اگر حدیث صحابی سے اور معنی وہابی سے، مسلک غیر مقلد بنتا ہے اور جب لفظ صحابی سے لیں معنی بھی صحابی سے لیں گے تو مسلک اہل السنت والجماعت احناف دیوبند بنتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غیر مقلدین اور دیگر فِرَقِ باطلہ میں توافق اور تفاوت

ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بھی مانتے ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی مانتے ہیں۔

کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں مانتا، کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتا اور کوئی پیغمبر کی جماعت نہیں مانتا۔ اچھی طرح سمجھنا! قادیانیوں کو دیکھو یہ پیغمبر کی ذات نہیں مانتے اور منکر حدیث کو دیکھو، یہ پیغمبر کی بات نہیں مانتا، کوئی پیغمبر کی بات کو نہیں مانتے خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، رافضیوں کو دیکھیں! پیغمبر کی جماعت کو نہیں مانتے۔ فرق کیا ہے شیعہ صحابہ کو نہیں مانتا، غیر مقلد صحابہ کی نہیں مانتا۔ وہ صحابہ کی ذات نہیں مانتا، یہ صحابہ کی بات نہیں مانتا۔ وہ صحابہ کا ایمان نہیں مانتا، یہ صحابہ کو دلیل نہیں مانتا۔ وہ بڑا رافضی ہے، یہ چھوٹا رافضی ہے۔

دونوں میں فرق اچھی طرح سمجھیں! شیعہ ایمان کو نہیں مانتا، یہ صحابہ کو دلیل نہیں مانتا۔ وہ صحابہ کی ذات نہیں مانتا، یہ صحابہ کی بات کو نہیں مانتا۔ وہ صحابہ کو نہیں مانتا، یہ صحابہ کی نہیں مانتا۔ ہم دیوبند والے صحابہ کا ایمان بھی مانتے ہیں، صحابہ کو دلیل بھی مانتے ہیں، صحابہ کی ذات بھی مانتے ہیں، صحابہ کی بات بھی مانتے ہیں، صحابہ کو بھی مانتے ہیں، صحابہ کی بھی مانتے ہیں،

بات سمجھ آگئی؟ ایک ہے ذاتِ پیغمبر، مرزائی پیغمبر کی ذات کے بعد ایک دوسری ذات مانتے ہیں، اور منکرین حدیث پیغمبر کی ذات کو مانتے ہیں، پیغمبر کی بات کو نہیں مانتے اور روافض وغیر مقلدین جماعت صحابہ کو نہیں مانتے، ہم حضور کی ذات کو بھی مانتے ہیں بات کو بھی مانتے ہیں اور جماعت کو بھی مانتے ہیں۔ اللہ مجھے اور آپ سب کو سب چیزوں کو ماننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

سوالات

سوال 1: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم برزخی ہے یا دنیوی؟

جواب: برزخی بھی ہے دنیوی بھی ہے۔ کیا مطلب؟ حضور ﷺ کی حیات برزخ میں ہے، اس لیے برزخی ہے اور دنیا والے جسم کی حیات ہے اس لیے دنیوی کہتے ہیں۔ دنیوی سے مراد کیا ہے؟ دنیا والا جسم۔ برزخی سے مراد عالم برزخ۔

سوال 2: ڈاکٹر ذاکر نائیک غیر مقلد ہے یا نہیں؟

جواب: نیم غیر مقلد ہے۔ کھلا کھلا غیر مقلد نہیں ہے۔ نیم غیر مقلد ہے۔ کبھی کبھی ائمہ کا نام لیتا ہے۔ گستاخ ذاکر نائیک کے بیانات سننا جائز نہیں ہے۔ اس کے بیانات سے بچنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ وہ محقق بھی نہیں ہے اور وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرتا ہے۔ بہت سارے مسائل غلط بیان کرتا ہے۔ چونکہ آپ کے علم میں نہیں ہے۔ آپ اس میں پھنس جائیں گے۔ پھر آپ کہیں گے ہم نے سنا کیا تھا، نکلا کیا ہے۔ چونکہ مولوی تو ہے نہیں، ڈاکٹر ہے اور ذاکر بھی ہے اور نائیک بھی ہے۔ اس لیے اس کے بیانات سے بچنا ضروری ہے۔ صحیح ہے ناں؟

لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ذاکر نائیک کیا ہے؟ تو ہم کہتے ہیں ڈاکٹر ہے اور ذاکر ہے اور نائیک ہے۔ اس لیے جو ڈاکٹر بھی ہو، ذاکر بھی ہو، نائیک بھی ہو اس سے تو بچنا چاہیے۔ علماء کی بات سنا کریں، باقی ذاکر نائیک اور علماء حق میں کیا فرق ہے؟ بات توجہ سے سمجھیں! جدہ میرا بیان تھا، شاہین عزیزیہ میں۔ تو ایک ساتھی نے مجھے چٹ دی کہ علماء حق اور ذاکر نائیک میں کیا فرق ہے؟ میں نے اس سے عرض کیا کہ جو سرچ اور ریسرچ میں فرق ہے، وہ علماء حق اور ذاکر نائیک میں فرق ہے مجھے کہتے ہیں جی ہم سمجھے نہیں۔ میں نے کہا تم سمجھتے تو ذاکر نائیک کو سنتے کیوں؟

میں نے کہا یہاں عزیزیہ میں ایک بہت بڑا اسٹیڈیم ہے اتحاد کے نام پہ، جس میں سعودی عرب کی ٹیمیں فٹ بال کھیلتی ہیں، میں نے کہا جب اس گراونڈ میں فٹ بال کھیلی جاتی ہے تو رات کو بہت بڑی بڑی لائٹیں لگاتے ہیں، تاکہ رات کو دن کا سماں اور منظر بن جائے، ان بڑی بڑی لائٹوں کو کیا کہتے ہیں؟ سرچ لائٹ۔ میں نے کہا جب یہ سرچ لائٹ جل رہی ہو اور کھلاڑی گیند کے ساتھ کھیلیں، ادھر سے فٹ بال دوڑتے دوڑتے لے آئے اور جب گول کرنے لگے، ایک ساتھی لائٹ کو آف کردے اور پھر آن کرے، تو میں نے کہا اس سے کھلاڑی کو شاباش دوگے؟ کہتے ہیں نہیں۔ میں نے کہا دیکھنے والے خوش ہونگے؟ کہتے ہیں، نہیں۔ میں نے کہا کھیل اچھا ہوگا؟ کہا، نہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے، اس لیے کہ اس نے لائٹ کو آف کرکے آن کیا ہے، اگر یہ آن ہی رہتی تو بہتر تھا آف کرنے سے پورا کھیل خراب ہوجائے گا۔

میں نے کہا جو سرچ لائٹ تھی، اس کو آف کیا پھر آن کیا اس کو کیا کہتے ہیں؟ ریسرچ، تو پتا یہ چلا جب کھیل چل رہا ہوں تو سرچ لائٹ کو ری سرچ کرنے سے کھیل خراب ہوجاتا ہے، تو جس مسئلہ کو چودہ سو سال فقہاء نے سرچ کیا ہے اس کو ریسرچ کرنے سے شریعت کے مسائل برباد ہوجاتے ہیں۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ تو جس پہ سرچ ہوچکی ہو اس پہ ری سرچ کرنے سے مسائل خراب ہوجاتے ہیں، جس مسئلہ کی صحابہ نے تحقیق کی ہے، اب اس مسئلہ پر ریسرچ کرنا ہماری عقل سے باہر ہے، اس لیے علماء حق سرچ والے ہیں اور ڈاکٹر صاحب ریسرچ والا ہے اور یہ ڈاکٹر ایم بی بی ایس ہے، پی ایچ ڈی ڈاکٹر نہیں ہے، پی ایچ ڈی ڈاکٹر تحقیق کرتا ہے، ایم بی بی ایس ڈاکٹر پیشاب، پاخانہ، مثانہ چیک کرتا ہے۔

کبھی آپ نے مسئلہ چیک کرانا ہو آپ لکھیں اور دار العلوم میں بھجوادیں اور پیشاب چیک کرانا ہو، تھیلی میں بند کرلیں، بمبئی ڈاکر نائیک کو بھجوادیں۔ ہمارے ذمے

مسائل چیک کرنا ہے، ان کے ذمے پیشاب چیک کرنا ہے۔ تو جس کا جو کام ہے اس کا کام اس سے لیں، آپ اس سے ہمارا والا کام لیتے ہیں، مولوی دوائی دے، تمہاری جان برباد ہو جائے گی اور ڈاکٹر مسئلے بتائے، تمہارا ایمان تباہ ہو جائے گا، جان ان کو چیک کرائیں، ایمان ہمیں چیک کرائیں۔

سوال 3: ہمارے برما کے مسلمان اس کے بڑے معتقد ہیں، اس کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں؟

جواب: کیا وضاحت؟ میں نے بتا دیا، برما کیا، پوری دنیا میں میڈیا کا جادو ہے، اور جادو کے بل وہ ناچتا ہے اللہ کریں کہ ہمارا بھی اس طرح کے میڈیا کا سلسلہ بن جائے، تو پھر آپ کے سامنے آ جائے گا۔ ہم نے تو خیر اپنی کوشش جاری رکھی ہے، انشاء اللہ اسباب کی صوت پیدا ہوئی تو ہم شروع کر دیں گے چینل۔ ہم تو لگے ہوئے ہیں۔ سٹوڈیو ہمارا زیر تعمیر ہے۔ تین منزلیں مکمل ہو گئی ہیں۔ ریکارڈنگ کا سسٹم شروع ہونے والا ہے۔ اور دبئی اور پاکستان میں ہماری بات جاری ہے جب یہ بن گیا، آپ برما میں بیٹھے رہو گے اور مسائل سنتے رہو گے، ان کے معتقد ہونے کے بجائے علماء حق کے پاس آؤ گے۔

ہم علماء حق کو ان معاملات پہ توجہ دینی چاہیے، توجہ نہیں دیں گے تو بہت نقصان ہو گا۔ آج نہیں تو کل یہ نقصان ہونا ہی ہونا ہے۔ میں یہاں آپ کے برما میں آیا ہوں تو بغیر پاسپورٹ یا پاسپورٹ کے ساتھ آیا ہوں؟ پاسپورٹ پہ تصویر نہیں ہے؟ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ آپ میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ یہ ناجائز ہے۔ اس لیے کہ آپ کو تصویر کھنچوانی پڑے گی، جو حرام ہے۔ میں نے جو تصویر کھنچوائی ہے، کیوں کھنچوائی ہے؟ کوئی فلم دیکھنے کے لیے آیا ہوں؟ کوئی بزنس کے لیے آیا ہوں؟ کیوں آیا ہوں؟ بتاؤ کیوں آیا ہوں؟ بیان کے لیے آیا ہوں ناں! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ میری تصویر کی گنجائش نکالتے ہیں۔

ہم جو چینل کی بات کرتے ہیں، کس لیے؟ اس پہ کوئی بزنس کرنا ہے؟ کیا کریں گے اس پر؟ یہی دین ہو گا اس پر۔ ہم نہیں آئیں گے تو ذاکر نائیک آئے گا، ہم نہیں آئیں گے تو جاوید غامدی آئے گا، ہم نہیں آئیں گے تو طاہر القادری آئے گا، ہم نہیں آئیں گے فرحت ہاشمی آئے گی، ہم نہیں آئیں گے گمراہ آئیں گے۔ بات تو صرف اتنی ہے، ہم سنت اور واجب جائز اور ناجائز کی بحث نہیں کرتے ہیں، اس کو اچھی طرح سمجھو! میرے اوپر فتویٰ نہ لگا دینا، کہ مولانا الیاس گھمن صاحب آئے تھے، اس کو جائز کر کے چلے گئے۔

اچھی طرح سمجھنا! اس کو جائز، سنت اور واجب میرے کھاتے میں نہ ڈالنا۔ میرے بارے میں غلط بات ساتھی اڑا دیتے ہیں، مجھے بلاوجہ تکلیف ہوتی ہے۔ جائز چیز جائز ہوتی ہے، ناجائز ناجائز ہوتا ہے۔ ایک معاملہ ہوتا ہے جواز، عدم جواز کا اور ایک ہے ضرورت، عدم ضرورت کا۔ جواز کا مسئلہ اور ہوتا ہے ضرورت کا مسئلہ اور ہوتا ہے۔

میں باہر گیا ہوں ناں! مجھے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہے۔ آپ یقین فرمائیں! آپ سوچ نہیں سکتے، کتنی بڑی دنیا اپنے ایمان کو برباد کر رہی ہے، ان گمراہ قسم کے ڈاکٹروں کی وجہ سے۔ یا تو ہمت کر کے نکلیں، بسم اللہ پڑھیں، گلی گلی جائیں، چوراہوں پر جائیں، دوکانوں پر جائیں، نکلیں، بھرپور ایمان کی محنت کریں اور اگر نہیں نکل سکتے، تو پھر جو حضرات اس موضوع پر کام کر سکتے ہیں، ان کے بارے میں تھوڑی سی نرمی پیدا کریں۔ میں آپ کو نہیں کہہ رہا کہ آپ تصویریں بنائیں، آپ کو نہیں کہہ رہا کہ آپ چینل بنائیں، میں کہتا ہوں جو لگے ہوئے ہیں، ان کے بارے میں آپ تھوڑا سا خود کو خاموش رکھیں اور ان کی نیت پہ شک نہ کریں۔

دارالعلوم کراچی میں اجلاس ہوا، اور کافی عرصہ اجلاس جاری رہا، پھر البلاغ

نے باقاعدہ اس کا خلاصہ جاری کیا، خلاصہ کیا تھا کہ بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ لہذا جو قائلین جواز ہیں وہ اپنا کام کریں اور جو قائلین عدم جواز ہیں، وہ قائلین جواز کی نیت پر شک نہ کریں، ان پہ اعتراض نہ کریں۔ بات سمجھ آگئی؟ اب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے بڑھ کر تو میں نہیں ہوں، مفتی رفیع عثمانی سے بڑا تو نہیں ہوں کہ میں ان کے اوپر تنقید کروں۔ مجھے کیا حق ہے؟ چھوٹوں کو چھوٹا رہنا چاہیے اور بڑوں کو بڑا رہنا چاہیے۔ ہمارے مشائخ میں جن کی وہ رائے ہے ہم ان کی رائے کو بھی سلام پیش کرتے ہیں اور جن کی یہ رائے ہے ان کو بھی ہم سلام پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی بڑے ہیں، یہ بھی ہمارے بڑے ہیں۔

اکابر پر اعتماد

ہم چھوٹوں کو بڑوں کے کاموں میں فتویٰ بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس سے امت میں توڑ پیدا ہوتا ہے، جوڑ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھیں، اس لیے میں اور کچھ نہیں کہتا، میں آپ کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں، میرے بس میں ہوتا اللہ کی قسم میں آپ کے پاؤں بھی پکڑ لیتا، علماء اکابر کی رائے میں آپ نے دخل نہیں دینا، سکوت اختیار کریں، اس میں عافیت ہے، اس میں ایمان کی حفاظت ہے، میری بات سمجھے ہیں؟ اب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب دونوں بڑے ہیں، دونوں بڑوں کی رائے ہے۔ ہمیں کیا ضرورت ہے دخل دینے کی؟ بس وہ بھی بڑے ہیں، یہ بھی بڑے ہیں، بڑے اس میں علمی بات کریں، آپ کو جن کی رائے پسند ہو، لے لیں، ہم اپنے مشائخ میں سے کسی کو گمراہ تو نہیں کہہ سکتے، کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ہماری کیا حیثیت ہے کہ اپنے اکابر پر فتویٰ بازی کریں۔

اس لیے میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس پہ سکوت اختیار کیا کریں۔

بہت زیادہ دخل نہ دیا کریں، اسی میں خیر ہے، اسی میں عافیت ہے، یہ دیکھا کرو اکابرین میں سے ہمارے اکابر کس طرف ہیں؟ جس طرف ہوں بس اسی طرف چلیں، اگر آپ کو رائے سے اختلاف ہو تو خاموش ہو جائیں، اپنے اکابر کی رائے پہ رائے زنی نہ کریں، کبھی مداخلت نہ کریں، اکابر کے خلاف بک بک کرنے سے ایمان برباد کر بیٹھیں گے، ہمارے پاس ان کے علاوہ ہیں کون، بتاؤ؟ نہ علم ہے، نہ دلیلیں ہیں، کچھ بھی نہیں ہے، ایک ہمارے مشائخ ہی بچتے ہیں، ان کی لڑائیوں کو اچھال دو گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ امت مزید افتراق کا شکار ہو گی۔ جس ملک میں آپ رہتے ہیں، یہاں تو زیادہ متحد رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر ان مسائل پر آپ یہاں لڑنا شروع ہو گئے، تو بتائیں آپ کی اصلاح کون کرے گا؟ ہمیں جوڑنے کے لیے کون بندہ آئے گا؟

میں اس لیے گزارش کر رہا ہوں کہ میرے جانے کے بعد میری رائے کو بطور فتویٰ پیش نہ کرنا، میں جواز عدم جواز کی بات نہیں کرتا۔ ہمارے مشائخ اگر جواز کے قائل ہیں، وہ بھی ہمارے بڑے ہیں اور اگر عدم جواز کے قائل ہیں، وہ بھی ہمارے بڑے ہیں۔ جو جواز کے قائل ہیں، وہ اس پر کام کریں اس میں لڑائی نہیں ہو گی اور فائدہ بہت زیادہ ہو گا۔ میں مفتی نہیں ہوں، میں نے تو ہر بیان میں آپ کی خدمت میں گذارش کی ہے کہ میں دیوبند مسلک کا محقق نہیں ہوں، میں دیوبند مسلک کا ناقل ہوں، ناقل پر فتویٰ نہیں لگاتے، مفتی پر فتویٰ لگاتے ہیں۔ میں تو رائے پیش کر دوں گا کہ یہ مشائخ یوں فرماتے ہیں اور یہ مشائخ یوں فرماتے ہیں۔

ہمارے حضرت، عارف باللہ، شیخ المشائخ، حکیم محمد اختر عدم جواز کے قائل ہیں، مجھے یاد ہے بنوری ٹاؤن میں ایک مرتبہ مسئلہ چلتا رہا، جھینگے کے بارے میں، کہ جھینگا جائز ہے کہ نہیں۔ مسئلہ چل رہا تھا، مفتی ولید صاحب رحمہ اللہ فرماتے کہ گنجائش ہے، باقی حضرات فرماتے گنجائش نہیں ہے۔ اب مسئلہ چل رہا تھا کہ جائز ہے یا ناجائز۔

دونوں رائے تھیں اور دونوں چل رہی تھیں۔ بعض جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں۔ ہمارے باقی احباب کی رائے تھی کہ اس مسئلہ میں ان علماء پر زیادہ اعتماد کرو جو پانی میں یا پانی کے قریب رہتے ہیں، وہ مبتلا بہ ہیں۔ بنگلہ دیش کے علماء پر اعتماد کریں۔ ہم خشکی کے علماء ہیں، ہم جھینگے کے بارے میں وہ فیصلہ نہیں کر سکتے، جو پانی والا عالم فیصلہ کر دے۔ وہ بھی ہمارے بڑے ہیں ان پر اعتماد کریں۔ جب اس مسئلہ پر دو رائے آجائیں، جواز اور عدم جواز کی، آپ بتائیں کس پر فتویٰ دے سکتے ہیں؟ ہم یہ کہیں گے کہ اگر آپ کے مزاج میں آتا ہے تو کھالیں، نہیں آتا تو نہ کھائیں۔ اپنے علماء کے بارے میں کسی پر گمراہی کا فتویٰ نہ لگانا۔ میری بات سمجھ آگئی آپ کو؟

ہمارے ہاں پاکستان میں میزان بینک ہے، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اس کے ساتھ ہیں، بعض اور بھی علماء اس کے ساتھ ہیں۔ میرا اپنا اکاؤنٹ میزان بینک میں ہے۔ مجھ سے ساتھی پوچھتے ہیں کہ ٹھیک ہے یا نہیں؟ میں نے کہا میرا اکاؤنٹ اس میں ہے، اور میں کیا کہہ سکتا ہوں کیوں؟ اب بینکنگ کے نظام میں جو مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی حیثیت ہے وہ ہماری نہیں ہے، اس میں ہم ان ہی پر اعتماد کریں گے۔ ہم لوگ کیسے دخل اندازی کریں گے؟ میری بات سمجھ آگئی آپ کو؟ میں صرف اس لیے گزارش کر رہا ہوں کہ اس قسم کے جدید مسائل میں اگر اکابرین کی رائے میں اختلاف آجائے تو آپ اس اختلاف کو ہوا نہ دیا کریں۔ اس میں گنجائش نکل سکتی ہے تو نکال لیں، نہیں نکل سکتی تو پھر سکوت فرمائیں، اس میں زیادہ رائے دہی نہ کیا کریں، دخل دینے کا نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں اب رائے ونڈ کا کام ہے پوری دنیا میں، یہ ویڈیو کے ساتھ ہے یا بغیر ویڈیو کے؟ ہماری خانقاہ کا کام پوری دنیا میں ویڈیو کے ساتھ ہے یا بغیر ویڈیو کے؟ بغیر ویڈیو کے ہے ناں! ہمارے دارالعلوم دیوبند کا کام پوری دنیا میں ہے ویڈیو کا ہے یا

بغیر ویڈیو کے؟ بغیر ویڈیو کے پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں دارالعلوم دیوبند کا کام ایسا ہے، ہماری خانقاہ کا کام ایسا ہے، ہمارے رائے ونڈ کا کام ایسا ہے بغیر ویڈیو، میڈیا کے، پوری دنیا میں اللہ نے پھیلا دیا ہے لیکن اگر ہمارے بعض مشائخ ریڈیو کی رائے پیش کر دیں آپ اس سے اتفاق نہ کریں، گھر میں ٹی وی نہ لگائیں، چینل نہ لائیں، لیکن چونکہ ہمارے اکابر ہیں، ان کے خلاف آپ فتوے نہ دیں، میری بات سمجھ آگئی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ لڑے ہیں یا نہیں؟ بتاؤ لڑے ہیں ناں! ایک دوسرے کو قتل بھی کیا ہے یا نہیں؟ آپ کسی کے بارے میں رائے دے سکتے ہیں؟ آپ کہیں گے دونوں ہمارے بڑے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ہیں، وہ بھی امام ہیں، یہ بھی امام ہیں، ایک ہمارے ماموں لگتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کے بھائی ہیں، دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے شوہر ہیں، دونوں ہمارے ہیں، نہ ہم اُنہیں کچھ کہہ سکتے ہیں، نہ اِنہیں کچھ کہہ سکتے ہیں۔

اگر کوئی رائے پوچھے گا، ہم کہیں گے وہ بھی مجتہد اور یہ بھی مجتہد، ایک مجتہد مصیب ہے، دوسرا مجتہد مخطی ہے۔ یہ میں نے تھوڑی سی وضاحت اس لیے کی ہے کہ آپ تھوڑا سا تحمل فرمایا کریں۔ بہت جلد آپے سے باہر ہو کر گرم نہ ہُوا کریں، اللہ ہم سب کو اپنے مشائخ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے ہاں چونکہ مسائل چلتے ہیں، اس لیے لوگ بہت جلدی گرم ہو جاتے ہیں۔ اپنے مشائخ، اپنے اکابر علماء دیوبند کا ساتھ دیں، ان سے کبھی بھی پیچھے نہ ہٹیں، اگر آپ کے مشائخ اور دوسرے مشائخ کی رائے میں اختلاف ہو جائے، آپ زبان بند رکھیں۔ بڑے، بڑوں کے خلاف بولیں تو بات بنتی ہے، چھوٹا بڑے کے خلاف بولے، تو بات نہیں بنتی۔

ہمارے گھر میں ہمارے ابا ہیں اور میرے چچا ہیں، اگر کسی مسئلہ پر میرے ابا اور چچا لڑ پڑیں، تو مجھے ابا کا ساتھ دے کر چچا کے سر پر ڈنڈا مارنا چاہیے؟ مجھے چھوڑ دینا چاہیے، مارنا نہیں چاہیے۔ تُو پوچھے کیوں؟ میں کہوں یار ایک میرا باپ ہے، ایک میرا چچا ہے۔ میں چھڑا تو سکتا ہوں لڑ نہیں سکتا۔ اگر آپ کے شیخ اور دوسرے شیخ کے رائے میں اختلاف ہو جائے، آپ نہ لڑیں، اپنے شیخ کی رائے کو ترجیح ضرور دیں، لیکن دوسرے کے خلاف نہ ہوں، لڑائی سے بچیں!

ہم بہت عجیب لوگ ہیں، میں بعض باتیں کہتا ہوں، آپ کہیں گے پتا نہیں آپ نے کہاں سے شروع کی ہے؟ ہم غیر سے لڑنے کی بات کریں ناں، تو لوگ کہیں گے نہ لڑو بابا، حالات ٹھیک نہیں ہیں، ہم کہیں غیر سے لڑو، لوگ کہیں گے نہیں! برما کے حالات ٹھیک نہیں ہیں، اور اکابر سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ بھائی جب غیر سے لڑنے کی حالات اجازت نہیں دیتے، تو اپنوں سے لڑنے کی اجازت دیتے ہیں پھر؟ اپنوں کے لیے تیار بیٹھے ہیں، غیر کے لیے حالات اجازت نہیں دیتے۔

اللہ ہم سب کو لڑائی سے بچنے کی توفیق دیں، اللہ تشدد سے محفوظ رکھیں، اللہ اس ملک میں مزید اتفاق اور اتحاد سے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں! رائے میں کچھ اختلاف آجائے، اس کو برداشت کریں اور لڑنے کا ماحول قطعاً نہ بنائیں، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

فقہ کسے کہتے ہیں

بمقام: مدرسہ عمر بن خطاب، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

الحمد لله وحده لا شريك له والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد فاعوذ باللہ من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الحشر:7

اللهم صل على محمد وعلى اٰل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى اٰل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى اٰل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى اٰل ابراهيم انك حميد مجيد

میں نے جو قرآن کریم کا ایک حصہ تلاوت کیا ہے، اس آیت میں اللہ تعالی نے ایک اصول ارشاد فرمایا ہے:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جس بات کا میرا پیغمبر ﷺ حکم دے، اس کو لے لو اور جس سے نبی ﷺ منع کرے، اس سے باز آجاؤ، اس میں کامیابی ہے دنیا اور آخرت کی۔

تمام شریعت کا خلاصہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت میں دو چیزیں ہیں:

ایک کا نام امر ہے، اور ایک کا نام نہی ہے۔ کچھ کام کرنے کے ہیں، کچھ کام بچنے کے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے طبیب ہیں، اور طبیب

روحانی ہیں، طبیب جسمانی نہیں ہیں۔ دنیا کا سب سے اچھا طبیب وہی ہوتا ہے جو خوراک بھی بتائے اور پرہیز بھی بتائے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم امراض روحانیہ کے طبیب ہیں، اس لیے خوراک بھی بتاتے ہیں، پرہیز بھی بتاتے ہیں۔ خوراک کا نام امر ہے اور پرہیز کا نام نہی ہے۔ یہ کام کرلو اور ان کاموں سے بچو۔

شریعت کا تقاضا اور ہماری کوتاہی

ہماری امت میں جو امراض پیدا ہو رہے ہیں، ان میں سے ایک مرض یہ بھی ہے کہ ہم اعمال کی ترغیب تو دیتے ہیں لیکن وہ کام جن سے بچنا چاہیے، ان سے بچنے کی بات نہیں کرتے۔ اس کا نقصان پھر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ شریعت میں امر بھی ضروری ہے اور نہی بھی ضروری ہے۔ دونوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس وقت جو میرے سامنے ریاض الصالحین کا باب آپ کے اساتذہ نے منتخب کر کے رکھا ہے باب فی النہی عن البدع ومحدثات الامور اس کی وجہ جو میں سمجھا ہوں، ان حضرات کی ذہن میں یہی ہے کہ میرا کام ہے، بدعات سے روکو۔ میری مناسبت سے موضوع کا انتخاب کیا ہے، حالانکہ میرے موضوع میں دونوں چیزیں ہیں۔ ہم حکم بھی دیتے ہیں اور منع بھی کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا

الحجرات:06

بسا اوقات ایک بندہ کام کرتا ہے اور اس کے کام کی شہرت غلط ہو جاتی ہے۔ اس غلط شہرت کے بعض نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ مجھے برما کے حالات کا نہیں پتا لیکن میں کسی ملک میں جب تک نہ جاؤں، تو میرے جانے سے پہلے حالات کچھ اور ہوتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں یہ بہت شرارتی ہے، بہت فسادی ہے، جھگڑالو ہے، اس کی

وجہ سے ہمارا مدرسہ خراب ہو گا۔

حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہماری وجہ سے مدارس برباد نہیں ہوتے، آباد ہوتے ہیں۔ حالات خراب نہیں ہوتے، ٹھیک ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہمارا صرف مدارس کا تعلق نہیں ہے، ساتھ خانقاہ کا بھی تعلق ہے۔ صرف مدرسوں کا تعلق ہو تو مزاج اور ہوتا ہے اور پشت پر خانقاہ ہو تو مزاج اور ہوتا ہے۔ صرف علم کافی نہیں ہے، خانقاہوں کے ساتھ علوم کی اشاعت ہو اس میں برکتیں بہت ہوتی ہیں اور آدمی کے مزاج کے اندر اعتدال بھی رہتا ہے۔

یہ جو باب فی النھی عن البدع ومحدثات الامور اس کے تحت انہوں نے غالباً 5 یا 6 آیات ذکر کی ہیں اور 2 احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں سے جس جس آیت پر گفتگو کریں، وہ لاجواب ہے۔ میں ان میں ایک آیت پر بات کرتا ہوں صرف سمجھانے کے لیے، اور اپنے کام کی اہمیت بتانے کے لیے۔ آیات تو انہوں نے 6 نقل کی ہیں۔ ان میں ایک آیت ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

النساء:59

یہ آیت جو میں ذکر کر رہا ہوں، اس لیے کہ ہمارے ہاں ایک مرض یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت لوگ ٹھیک پڑھتے ہیں، ترجمہ بھی ٹھیک کرتے ہیں، لیکن اس کا مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔

ہمارا اور غیر مقلدین کا اختلاف کیوں ہے؟

ہمارا اختلاف قرآن کریم کے الفاظ سے بھی نہیں ہے اور معانی سے بھی نہیں ہے۔ اختلاف مطلب سے ہے۔ پھر جب ان کی نہیں مانیں گے تو وہ کہتے ہیں کہ تم

قرآن نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم قرآن تو مانتے ہیں لیکن قرآن کا جو آپ نے مطلب بیان کیا، اس مطلب کو نہیں مانتے۔ قرآن کا نہ ماننا الگ اور قرآن کے بیان کردہ مطلب کا نہ ماننا الگ ہے۔ ہمارے ہاں سلفیت کا مسئلہ ہے، وہ ہمیں یہ بات کہتے ہیں تم اللہ کے نبی ﷺ کی بات نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی بات تو مانتے ہیں لیکن اللہ کے نبی کی بات کا جو مطلب یہ بیان کرتے ہیں، ہم اس مطلب کو نہیں مانتے۔

یہ عنوان تو بڑا دلچسپ ہے، بڑا پیارا ہے، بڑا علمی عنوان ہے۔ یہ بات سمجھ آئے، تو فتنے سمجھ آتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھیں۔ مثلاً جو شوافع ہیں یا جو حنابلہ، مالکیہ، ہمارے مد مقابل ہیں، ان میں سے کوئی بندہ بھی ہمیں یہ نہیں کہتا کہ تم احادیث کو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ حدیث کا جو ہمارے امام نے معنی بیان کیا، آپ وہ نہیں مانتے۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ وہی حدیث جب غیر مقلد بیان کرتا ہے، تو ہمیں کہتا ہے تم حدیث نہیں مانتے۔ دراصل وہ کہتے ہیں اس حدیث کا جو ہمارے امام نے معنی بیان کیا ہے، آپ وہ نہیں مانتے اور یہ کہتے ہیں کہ تم حدیث نہیں مانتے۔ فرق سمجھ آگیا؟ حدیث تو ہم مانتے ہیں، حدیث کا بیان کیا ہوا مطلب نہیں مانتے۔ میں اس پر مثالیں دیتا ہوں تو بات سمجھ آجائے گی، آہستہ آہستہ بات چلتی رہے گی، انشاءاللہ۔

تو ایک ہوتا ہے حدیث کا انکار کرنا اور ایک ہوتا ہے حدیث کے بیان کردہ مطلب کا انکار کرنا۔

شوافع کا رفع الیدین درست، غیر مقلدین کا غلط کیوں

شوافع رفع الیدین کرتے ہیں، ہم نہیں کرتے، لیکن اُن سے [شوافع سے] ہمارا مناظرہ نہیں ہوتا، اِن سے [غیر مقلدین سے] ہوتا ہے۔ شوافع رفع الیدین کرتے

ہیں، ہم ان کی نماز کو سنت کے مطابق کہتے ہیں، اِن کی [غیر مقلدین کی] نماز کو سنت کے خلاف کہتے ہیں۔ بات سمجھ آ رہی ہے؟ اس کی وجہ آپ سمجھیں!

قرآن، حدیث اور فقہ کیا ہیں؟

ایک ہے آیت کا انکار اور ایک ہے آیت کے بیان کردہ مطلب کا انکار۔ دونوں میں فرق ہے۔ یہ جو قرآن کریم کی آیت میں نے تلاوت کی ہے، اس سے پہلے یہ الفاظ ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

النساء:59

اے ایمان والو! اللہ کی بات مانو، پیغمبر ﷺ کی بات مانو اور فقہاء کی بات مانو۔ اولی الامر کا معنی فقہاء فی الدین۔

(1) اللہ کی بات مانو

(2) پیغمبر کی بات مانو

(3) فقہاء کی بات مانو

اتنی بات تو سمجھ آتی ہے نا؟

اللہ کی بات مانو، پیغمبر کی بات مانو، فقہاء کی بات مانو

بات سمجھنا! اللہ کی بات کا نام قرآن ہے، پیغمبر کی بات کا نام حدیث ہے، فقہاء کی بات کا نام فقہ ہے۔ تو فقہ کو ماننے کا حکم قرآن میں ہے۔ جو شخص فقہ کو نہیں مانتا، منکر قرآن ہے۔ اور منکر قرآن بھلا مومن ہو سکتا ہے؟ [سامعین: نہیں] اگر یہ حضرات امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ کو نہیں مانتے، ٹھیک ہے، نہ مانیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مان لی۔ اور ایک بندہ مطلقاً فقہ ہی کا انکار کرتا ہے۔ ایسا بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں! ہم ترک رفع الیدین والی حدیث کو مانتے ہیں، رفع یدین کا انکار کرتے ہیں، حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ ہم کہتے ہیں یہ احادیث پہلے کی ہیں، یہ منسوخ ہیں، یعنی مؤوّل ہیں۔ ایک بندہ دونوں حدیثوں کو چھوڑتا ہے، مانتا ہی نہیں۔ دونوں میں فرق ہے۔ تو جس طرح حدیث کی بات ماننا قرآن کریم میں ہے، فقہ ماننا بھی قرآن میں ہے، تو فقہ کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔

غیر مقلدین کا آیت سے غلط استدلال اور اس کا جواب

غیر مقلد کیا کہتے ہیں؟ سلفی کیا کہتے ہیں؟ کہتے ہیں جی آپ آگے پڑھیں

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

النساء:59

اگر تمہارا کسی مسئلے میں جھگڑا ہو جائے، فیصلہ اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائیں۔ اور تم فیصلہ ائمہ اور فقہاء سے کراتے ہو اس لیے تم قرآن کو نہیں مانتے۔ بات سمجھ آگئی ہے؟ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ اور تم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے اختلافات کا فیصلہ اپنے امام سے کراتے ہو، تو تم قرآن نہیں مانتے۔ اب اس کا مطلب اچھی طرح سمجھیں۔ ہم کہتے ہیں اس آیت میں خطاب دو ہیں:

- ایک خطاب خواص کو ہے
- ایک عوام کو ہے

یہ جو پہلا خطاب ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ یہ عوام کو ہے۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ یہ خواص کو ہے۔ پہلا خطاب کس کو ہے؟

عوام کو۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ تینوں کی بات مانو۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

یہ خطاب اولی الامر کو ہے، خواص کو ہے۔ اگر تمہارا کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو تم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بات پوچھو۔ اس پہ قرینہ لفظ رد ہے۔ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ اسی کا نام قیاس ہوتا ہے۔ رد کیا ہوتا ہے؟ کہ آپ کے پاس نص موجود ہے، دوسرا مسئلہ پیش آگیا، اس مسئلے کے لیے کیا کریں گے؟ اس مسئلے کے لیے اس کی کوئی نظیر تلاش کریں گے اور جب وہ نظیر ملے گی، اس نظیر والا حکم اس جگہ پر بھی لے آئیں گے۔ اس کا نام قیاس ہوتا ہے۔ اب نظیر کون تلاش کرے گا؟ عام آدمی کے بس میں تو نہیں ہے، میری بات سمجھ آرہی ہے؟ عام آدمی کے بس میں نہیں ہے۔

مثال عام مشاہداتی زندگی سے

میں اس پر مثال دیتا ہوں، آپ بات جلدی سمجھ جائیں گے

مثلاً چیونٹی ہے، وہ کھانے میں گر گئی ہے۔ اب یہ کھانا پاک ہے یا ناپاک؟ چیونٹی گری اور مر گئی، دودھ میں گر گئی، گھی میں گر گئی، مٹھائی میں گر گئی اور مر گئی۔ اب یہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟

نہ قرآن میں مسئلہ ہے نہ حدیث میں اب اس کو کہاں سے تلاش کریں فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ اب تم قران کریم دیکھو اور احادیث دیکھو کہ کیا اس چیونٹی سے ملتا جلتا اس جیسا کوئی جانور کسی جگہ گرا ہو اور اللہ تعالی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہو، اُس پر اِس کو قیاس کیا جائے، تو یہ عام بندے کا کام

نہیں ہے، عام بندے کو ساری احادیث آتی ہی نہیں ہیں، اب یہ تلاش کرے گا فقیہ اولی الامر۔ مجتہدین نے تلاش کیا ان کو حدیث مل گئ:

إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الآخَرِ شِفَاءً وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ

سنن ابی داود، رقم الحدیث:3846، باب فی الذباب یقع فی الطعام

اگر مکھی تم میں سے کسی کے کھانے میں گر جائے؟ مکھی کھانے میں گر جائے تو مکھی کو ڈبو کر نکال دو اور کھانا استعمال کرنا چاہو، تو کر لو لیکن حکم یہ دیا کہ مکھی کو ڈبو کر نکالو، اب اس حدیث میں دو حکم ہیں:

نمبر1: مکھی کو ڈبو کر نکالو

نمبر2: اس کھانے کا کھانا جائز ہے

احادیث کی علت و حکمت فقیہ کے ذمے

اب مکھی کو ڈبونا ہے اس کی علت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے اور کھانا جائز ہے اس کی علت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائی۔ ایک علت بتائی، ایک علت چھوڑ دی۔ جس کی ضرورت تھی بتا دی اور جس میں نہ بتانا ضروری تھا، وہ نہیں بتائی۔ یہ مجتہد پر چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ مکھی کے دو پر ہیں:

- ❖ ایک پر میں بیماری ہوتی ہے۔
- ❖ ایک میں شفا ہوتی ہے۔

تم دونوں ڈبو دو، کیوں؟ تا کہ بیلنس برابر ہو جائے، جیسا کھانا پہلے تھا، ایسے ہی مکھی گرنے کے بعد ہے، کیونکہ مکھی گری ہے، اب کیا پتا شفا والا پر ہے یا وبا والا؟ جب دونوں ڈوب جائیں گے بیماری اور شفا دونوں ڈوبے ناں! جیسے کھانا پہلے تھا مکھی کے گرنے کے بعد بھی ایسا ہی ہو گا۔ اب چیونٹی میں تو دو پر نہیں ہیں کہ آپ اس کو ڈبو کر

نکالیں۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ اس لیے چیونٹی کو ڈبونے کی ضرورت نہیں۔

اگلا مسئلہ کیا تھا؟ کہ اگر تم کھانا استعمال کرنا چاہو، تو کرو۔ یہ کھانا ناپاک نہیں ہے۔ یہ کھانا حرام نہیں ہے کیونکہ علت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائی، یہ مجتہدین کی رائے پہ چھوڑدی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علت تلاش کی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں علت یہ ہے کہ مکھی اتنا چھوٹا جانور ہے جس کی رگوں میں گردش کرنے والا خون نہیں ہوتا۔ علت سمجھیں! یہ علت آپ تلاش کریں گے، کتابوں میں یوں لکھی ہوئی نہیں ملے گی، جیسے میں بتا رہا ہوں آپ کو۔ مکھی اتنا چھوٹا جانور ہے کہ ان میں گردش کرنے والا خون موجود نہیں ہے، لہذا یہ ہر اُس جانور کا حکم ہے جو چھوٹا ہو اور اس کی رگوں میں گردش کرنے والا خون موجود نہ ہو۔ اب ہم نے چیونٹی کو دیکھا، تو چیونٹی بھی ایسی ہے اس کی رگوں میں گردش کرنے والا خون نہیں ہے۔ جو حکم مکھی کا تھا ہم نے چیونٹی کو دے دیا۔

اب پہلے ایسی نص تلاش کرنا، جس میں اِس جیسے جانور کا حکم ہو، پھر ان دونوں میں قدرِ مشترک علت کو تلاش کرنا، اسے "رد" کہتے ہیں۔ یہ رد عوام کا کام نہیں ہے، خواص کا ہے۔ اس سے پتا چلا۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ کا خطاب عوام کو نہیں بلکہ خواص کو ہے۔ اب غیر مقلد چونکہ سمجھا نہیں تو غلط فہمی کے اندر مبتلا ہو گیا۔ اس لیے آیت میں دو حکم ہیں: ایک عوام کو، ایک خواص کو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

یہ خطاب کس کو ہے؟ [سامعین: عوام کو] فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ یہ خطاب کس کو ہے؟ [سامعین: خواص کو]

آپ یوں سمجھیں

دیکھیں! میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ دو دکانداروں کا جھگڑا ہوا کسی مسئلے پر، دونوں کس کے پاس جائیں گے؟ مفتی کے پاس۔ دو مفتیوں کا جھگڑا ہوا، یہ کس کے پاس جائیں گے؟ یہ اب قرآن وحدیث دیکھیں گے یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ یہ تاجر ہے۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ یہ مفتی ہے۔ جب تاجروں میں اختلاف ہو تو علماء سے پوچھیں۔ جب علماء میں اختلاف ہے تو قرآن وحدیث کھولیں۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ وہ اپنا کام کریں، یہ اپنا کام کریں۔ اب آیت اگر سمجھ آئی تو جھگڑا نہیں، اگر سمجھ نہیں آئی تو پھر جھگڑا ہوگا۔

بات سمجھ آ گئی ناں! میں نے صرف ایک بات عرض کی ہے، اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو اس لیے اللہ پاک نے فرمایا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ آگے کیا فرمایا؟

إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

یہ کام وہ کرے گا جس کو اللہ سے ملنا ہے، جس کو خدا کا ڈر ہے، قیامت کو ماننا ہے۔ کیا مطلب؟ جو اللہ اور قیامت کو مانتا ہے، وہ شریعت کے احکام میں گڑبڑ نہیں کرے گا، وہ غلط ثابت نہیں کرے گا، وہ شریعت میں فساد نہیں ڈالے گا۔ اسے پتا ہے کہ کل میں خدا کو جواب دوں گا، تو جو کام اس کا ہے وہ کرے گا، جو نہیں وہ نہیں کرے گا۔ تو عوام عوام والا کام کریں، خواص خواص والا کام کریں۔

إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

اللہ فرماتے ہیں دیکھو یہی بہتر ہے، یہ تمہارے کام بھی بہتر، انجام بھی بہتر ہے۔

جس کا کام اسی کو ساجھے

اس لیے عوام عوام والا کام کریں اور خواص خواص والا کام کریں۔ میں خواص سے گزارش کرتا ہوں آپ اپنے منصب پر رہیں، نیچے مت آئیں۔ اور عوام سے کہتا ہوں، اوپر مت آئیں، اپنی جگہ پر رہیں۔ ہمارے ہاں دونوں طبقے گڑبڑ کرتے ہیں، خواص اپنا کام نہیں کرتے پھر عوام اُن والا کام کرتی ہے۔ پھر فساد تو ہونا ہے۔ اس لیے ہر آدمی کو اپنے اپنے کام کے اندر رہنا چاہیے۔ اس میں اللہ برکتیں عطا فرماتے ہیں۔ میں ساتھ اس سے متعلقہ ایک حدیث بھی پڑھتا ہوں۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ میں نے آپ سے کہا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ اس کو کہتے ہیں نزاعی امر میں اختلاف کرنا۔ یہ ہر بندے کا کام نہیں ہے۔ اس کی دلیل صحیح بخاری میں موجود ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 7199، باب کیف یبایع الامام الناس

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، یہ جو اہل نزاع اہل امر ہیں ان کے معاملے میں ہم ان کا رد نہیں کریں گے، ان کی بات قبول کریں گے۔ اللہ تعالی کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لے رہے ہیں کہ اپنا کام کریں اور آپ اہل امر کے کام میں مداخلت مت کریں۔ اللہ ہمیں یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے! اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی قرآن فہمی عطا فرمائے۔

عقیدہ پر بات کرنے کی اہمیت

آدمی جب بات سمجھتا ہے تو پھر بات سمجھاتا ہے۔ اور جب سمجھے ہی نہیں تو پھر سمجھانا کیا ہے۔ ہمارے ہاں کبھی ساتھی کہتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب عقیدے پر بات نہیں کرتے۔ یہ ہمارے لوگ کہتے ہیں، مجھے آپ کا نہیں پتا، ہمارے ہاں کہ امام مسجد عقیدے پر بات نہیں کرتے، میں نے کہا کہ ہمیں دکھ یہ نہیں ہے کہ عقیدے پر بات نہیں کرتے، ہمیں دکھ یہ ہے کہ ہمارے امام صاحب کو عقیدہ آتا ہی نہیں ہے۔ عقیدہ آئے گا تو بیان کرے گا۔ آئے گا ہی نہیں تو بیان کیسے کرے گا۔

ادھر مدرسے میں جب آئیں بیان کرنے کے لیے تو بعض طالب علم ہوتے ہیں، بیان سے پہلے چند منٹ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں استاد جی! تلاوت کر لیں؟ ایسے ہوتا ہے کہ نہیں؟ کوئی بیان ہو تو بعض طالب علم خود سٹیج کے قریب کھسک جاتے ہیں، کہتے ہیں میں نے نعت پڑھنی ہے، میں نے تلاوت کرنی ہے ایسے ہوتا ہے کہ نہیں؟ جن کو تلاوت آتی ہے وہ خود آتے ہیں اور جن کو نہیں آتی، ان کو استاد بلاتا ہے ادھر آؤ تلاوت کرو۔ کہتا ہے میرا ذوق نہیں ہے۔ ذوق نہیں، آتی ہی نہیں۔ جس کو آتی ہو وہ سپیکر کے قریب آتا ہے اور جس کو نہ آتی ہو، پہلے ہی دور بھاگتا ہے کہ استاد مجھے نعت کے لیے نہ کہیں! ایسے ہی جس عالم کو عقیدہ آئے گا، اس نے عقیدہ چھیڑنا ہے اور جس کو نہیں آئے گا، وہ کبھی بیان نہیں کرے گا۔

خود سمجھیں پھر اوروں کو سمجھائیں

دعا کریں اللہ ہمیں اپنا عقیدہ، مسلک اور اپنا مذہب سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اصل مسئلہ تو سمجھنا ہے۔ سمجھانا اگلا مسئلہ ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے حضرات کو اپنی بات سمجھ آجائے۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا

فرمائے!

میں نے جو ایک بات بیان کی ہے یہ ایک بات ہزار باتوں سے افضل ہے، اگر آپ حضرات کو سمجھ آجائے۔ میں دس پندرہ منٹ میں کئی اصول دیتا ہوں، جو سمجھ جاتا ہے اس کو مزا دیتے ہیں۔ عام بندے کو ہمارے بیان میں پورا مزا نہیں آتا۔ یہ تو کہتا ہے کہ زبردست بیان ہے۔ زبردست کے اندر کیا ہے اس کا پتا نہیں چلتا۔ مطلب یہ ہے کہ جو بندہ باذوق ہوتا ہے، وہ سمجھتا ہے۔

اللہ ہم سب کو باذوق بنائے اور علمی باتوں کو سمجھنے اور صحیح معنوں میں ان سے لطف اندوز ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

ذاتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

بمقام: رونق مسجد، ینگون

بتاریخ:17-02-2013

الحمدللہ، الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان سیدنا ومولٰنا محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَہُ أَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ

الفتح:129

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضلت علی الأنبیاء بست أعطیت جوامع الکلم ونصرت بالعرب وأحلت لی الغنائم وجعلت لی الأرض مسجدا وطھورا وأرسلت إلی الخلق کافۃ وختم بی النبیون

جامع الترمذی رقم الحدیث: 1553 باب ماجاء فی الغنیمۃ

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید

نام محمد سے دلوں کو سرور ملتا ہے
نگاہ فِکر کو تازہ شعور ملتا ہے
نصیب کیسا بھی ہو واسطہ احمد کا دے کر
خدا سے جو بھی مانگیں ضرور ملتا ہے

نہ مے کا ذکر نہ پینے کی بات کرتے ہیں
ہم اہل دل ہیں مدینے کی بات کرتے ہیں
وہ مردہ دل ہے جو قائل نہیں حیات النبی ﷺ کا
ہم زندہ دل ہیں اور جینے کی بات کرتے ہیں

ختمِ نبوت کا کام ضروری کیوں؟

معزز علماء کرام، میرے نہایت واجب الاحترام بزرگو، مسلک اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھنے والے غیور نوجوان دوستو اور بھائیو! مولانا حافظ محمد علی کے کہنے کے مطابق ہمارے ہاں رنگون میں اردو زبان میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر اس سطح کا پہلا اجتماع ہے۔ بقول ان کے ہماری زندگی میں اس سے قبل اردو زبان میں ایسا اجتماع نہیں ہوا۔

حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب دامت برکاتہم یہ بات فرمارہے تھے کہ تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ہر خطیب کو اپنی مسجد میں کچھ نہ کچھ کہنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کچھ کچھ نہیں، سب کچھ کہنا چاہیے۔ ختم نبوت ہماری بنیاد ہے۔ اس سے ہمیں سب کچھ ملتا ہے۔ ہمارا یہ اجتماع اسی عنوان پہ ہے۔

میں اس اجتماع میں قرآن کریم کی آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں جو بات کہنا چاہتا ہوں اگر وہ پوری بات کروں ایک حدیث مبارک کی شرح کروں تو آپ کے کئی گھنٹے لگنے ہیں اور حدیث مبارک کی شرح پوری نہیں ہونی لیکن میں اپنے عنوان کو سمیٹ کے بات کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت کو منظور ہوا اور ہمارے اکابر کا مشورہ ہوا تو آئندہ سفر انشاء اللہ دس دن کا رکھیں گے جس میں مَیں بھی کھل کے بات کروں، آپ بھی کھل کے بات سنیں۔ آپ کی بھی پیاس بجھے اور میں بھی جام پیش کروں۔ آپ کی خدمت میں تھوڑے وقت میں میں بہت ساری باتیں کہنا چاہوں تو کہہ نہیں سکتا۔ پاکستان میں تو ہماری ترتیب یہ ہے کہ جب ٹائم تھوڑا ہو اور بات زیادہ کہنی ہو تو میں سپیڈ تیز کر دیتا ہوں۔

وقت تھوڑا، سپیڈ زیادہ

آپ میں سے جو حضرات مجھے سنتے ہیں ان کو اس بات کا اندازہ ہے کہ بعض اوقات ہم 120 کی بجائے 160 کی سپیڈ سے گاڑی دوڑا لیتے ہیں۔ تھوڑے وقت میں سفر زیادہ طے ہوتا ہے آپ کے ہاں اگر میں نے گاڑی 160 کی سپیڈ سے دوڑائی تو برما کے روڈ اس کے متحمل نہیں ہیں کہ وہ 160 کو برداشت کریں، 120 کی رفتار برداشت نہیں کرسکتے 160 کی کیسے کریں گے؟

اس جملے کا مطلب کیا ہے، یہ سمجھ لیں، میری اردو کو برما کا دماغ قبول کرے یہ بہت مشکل ہے، کراچی والوں کا دماغ اتنی جلدی قبول نہیں کرتا تو آپ کیسے کریں گے۔ اس لیے مجھے سمجھانے کے لیے آہستہ آہستہ بات کہنی پڑتی ہے۔

قرآن اور ذاتِ نبوت

قرآن کریم کی آیت کی روشنی میں تین باتیں ذہن میں رکھیں:

1. پیغمبر کی ذات
2. پیغمبر کی بات
3. پیغمبر کی جماعت

پہلی بات

میری عادت ہے کہ میں گفتگو کا عنوان دے کر بات کرتا ہوں۔ جہاں سے بات شروع کروں گا وہیں بات ختم کروں گا۔ درمیان میں تفصیلات ہوں گی، خلاصہ پھر دہراؤں گا، اس لیے کہ میں نے بیان سمجھانا بھی ہے اور یاد بھی کرانا ہے۔ کبھی آدمی بیان سمجھتا ہے، یاد نہیں کرتا۔ کبھی یاد کرتا ہے، سمجھتا نہیں ہے۔ میں نے سمجھانا بھی ہے اور یاد بھی کرانا ہے۔ دونوں کام کرنے ہیں۔ آپ دونوں کاموں کے لیے تیار رہیں۔

دوسری بات

میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کا خطیب نہیں ہوں، میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا وکیل ہوں۔ خطیب کا انداز اور ہوتا ہے، وکیل کا انداز اور ہوتا ہے۔ خطیب مؤقف پیش کرتا ہے اور وکیل وجہ پیش کرتا ہے، خطیب مسلک کو پیش کرتا ہے اور وکیل مسلک کی علتیں پیش کرتا ہے، خطیب پیش کرتا ہے یہ مسئلہ ہے، وکیل کہتا ہے یہ مسئلہ کیوں ہے؟ تو کیوں تک جانا وکیل کا کام ہے، خطیب کا کام نہیں ہے۔ خطیب کے ذمے دلیل پیش کرنا نہیں، اگر پیش کرے تو اس کی مہربانی اور وکیل کے ذمے دلیل پیش کرنی ہے۔

اپنوں کو خود سے دور نہ کریں!

جیسے ہمارے ہاں تبلیغی جماعت پوری دنیا میں کام کرتی ہے، اللہ اس کو مزید

قبولیت عطا فرمائے، ہماری جماعت ہے، ہماری جماعت میں کوئی سقم ہو تو برداشت کرنا چاہیے۔ کمزوری کی وجہ سے ان کو سینوں سے الگ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ حکمت کے خلاف ہے۔ علامہ سید یوسف بنوریؒ فرماتے تھے کہ جس بھینس کا دودھ آپ پیتے ہیں اس کا گوبر بھی آپ کو اٹھانا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دودھ آپ پییں اور گوبر محلے والے اٹھائیں۔

تو جن دینی جماعتوں سے آپ نفع اٹھائیں، اگر ان میں کچھ کمزوریاں ہوں ان کو آپ نے برداشت کرنا ہے۔ کچھ کمزوریاں خانقاہوں میں بھی آسکتی ہیں، کچھ مدارس میں بھی آسکتی ہیں، کچھ تبلیغ والوں میں بھی آسکتی ہیں۔ اپنے افراد کی وہ کمزوری دور کرو، ان کو دور نہ کرو۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں صرف بتارہا تھا کہ پوری دنیا میں تبلیغی جماعت کا نیٹ ورک ہے۔ ان کا کام فضائل والا ہے۔ میری جماعت اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔ ہمارا کام دلائل والا ہے۔ تو فضائل بھی ضروری ہیں اور دلائل بھی ضروری ہیں۔ اگر آپ کو نمازی بنانا ہے تو فضائل نماز کھول لیں، اگر نمازی بچانا ہے تو ہماری دلائل نماز کھول لیں۔

فضائل بھی ضروری، دلائل بھی ضروری

فضائل نماز بھی ضروری ہے اور دلائل نماز بھی ضروری ہے۔ بعض فضائل برسائیں تو دلائل کا انکار کرتے ہیں اور بعض دلائل برسائیں تو فضائل کا انکار کرتے ہیں۔ ہم فضائل والے بھی ہیں اور دلائل والے بھی ہیں۔ بعض اتنے نرم ہوتے ہیں کہ غیروں کے لیے بھی نرم ہوتے ہیں اور بعض اتنے گرم ہوتے ہیں کہ اپنوں کے لیے بھی گرم ہوتے ہیں۔ ہم نرم بھی ہیں اور گرم بھی ہیں۔ نرم اپنوں کے لیے، گرم غیروں کے لیے۔ مزاج میں اعتدال رکھیں تو شریعت پر عمل کرنا آسان

ہے، مزاج میں اعتدال ختم کریں تو شریعت پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب

تو میں نے آیت کریمہ کی روشنی میں تین باتیں پیش کرنی ہیں۔

- پیغمبر کی ذات
- پیغمبر کی بات
- پیغمبر کی جماعت

پہلے پیغمبر کی ذات ہے، پھر پیغمبر کی بات ہے اور پھر پیغمبر کی جماعت ہے۔ ہم پہلے نبی کی ذات کو مانتے ہیں، پھر نبی کی بات کو مانتے ہیں، پھر نبی کی جماعت کو مانتے ہیں۔ اسی ترتیب سے قرآن نے ذکر کیا ہے۔ محمد یہ پیغمبر کی ذات ہے۔ رسول اللہ یہ پیغمبر کی بات ہے۔ والذین معہ یہ پیغمبر کی جماعت ہے۔

اہل دیوبند اور قرآن

تو جو ترتیب قرآن نے دی ہے، ہم دیوبند والے اسی ترتیب پہ چلتے ہیں۔ کوئی سہارنپور والا ہو تو ناراض نہ ہو، کوئی ندوہ والا ہو تو ناراض نہ ہو، کوئی نظام الدین والا ہو تو ناراض نہ ہو، دیوبند ہم سب کی ماں ہے۔ اس لیے بچے سب الگ الگ ہوں تو سب کا نام نہیں لیا جاتا، ماں کا نام لیا تو گویا سب کا لیا۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ دل چھوٹا نہ کریں، بڑا رکھا کریں۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پہ روٹھ جاتے ہیں کہ فلاں کا نام لیا ہمیں چھوڑ دیا۔ ہم سب کو مانتے ہیں لیکن ماں ماں ہوتی ہے اولاد اولاد ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں یہ بتا رہا ہوں کہ دیوبند والے قرآن کو پڑھتے بھی ہیں، سمجھتے بھی ہیں اور بحمد اللہ قرآن کو پھیلاتے بھی ہیں۔ جس قدر انہوں نے قرآن کو سمجھا ہے اور جس

طرح قرآن مجید کو پھیلایا ہے اس کی مثال دور حاضر میں نہیں ملتی اور جیسے قرآن پہ عمل کر کے دکھایا ہے اس کی مثال بھی دور حاضر میں نہیں ملتی۔ اللہ رب العزت ان کو قبولیت عطا فرمائے۔ ہمارے اکابر علماء دیوبند ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ ہم ان اکابر پر ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اولئك اٰبائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

میں اس کا ترجمہ نہیں کروں گا اس لیے کہ میں نے پہلے اپنے میزبان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ علماء کا اجتماع ہے۔ میں نے کہا کہ پھر مجھے علماء کی سطح کی بات کرنے دیں، پھر مجھے نیچے مت اتاریں۔

علماء کا مجمع ہو تو بات کا لطف آتا ہے۔ طلباء ہوں تو پھر لطف تھوڑا کم آتا ہے۔ عوام ہوں تو پھر اور کم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ علماء کے مجمع میں ان کی سطح کی بات کرتے ہیں۔ طلباء میں تھوڑا نیچے اترنا پڑتا ہے، عوام میں اور نیچے اترنا پڑتا ہے۔ ہم اپنے اکابر کو دیکھیں تو ہم کہتے ہیں:

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ہمارے اکابر جیسا کوئی ہے، تو لاؤ! میں اگلا جملہ کہتا ہوں کہ

لیس الفتی من یقول کا ن ابی
ان الفتی من یقول ها انا ذا

پہلوان وہ نہیں ہوتا، جو کہتا ہے کہ میرا باپ پہلوان تھا۔ پہلوان وہ ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ مجھ سے پنجہ آزمائی کرو۔ ہم کہتے ہیں قاسم نانوتوی بڑے تھے، آپ ان کے بیٹے سے بات کرو۔ حسین احمد مدنی بڑے تھے، ان کی اولاد سے بات کرو۔ مولانا

تھانوی بڑے تھے، ہم سے بات کرو۔ ہمیں کراس کرو گے تو ہمارے اکابر تک جاؤ گے۔

جتنی عقل اتنی بات

آپ نہیں سمجھے میری بات! پھر مجھے کہتے ہیں کہ پاکستان والا بیان کرو۔ میں کہتا ہوں سمجھو گے نہیں تو میں کروں گا کیسے؟ پوری بات وہ سمجھتا ہے جو بیان سنتا رہتا ہے۔ اگر میں یہ جملہ پاکستان میں کہتا تو پورا مجمع اچھلتا۔ اس لیے کہ ان کو پتا ہوتا ہے کہ یہ مولانا کیا کہنا چاہتے ہیں۔ تم کو پتا ہی نہیں میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔ اس لیے میں کہتا تھا ان سے کہ مجھ سے برما میں، برما والے بیان کرواؤ۔ آپ تو ینگون والے ہیں، ینگون والا بیان چلنے دیں۔ آہستہ آہستہ بیان سنیں، ان بیانات کا تحمل آپ میں نہیں ہے، آپ کو سمجھ نہیں آنا کہ مولانا کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے! جتنی عقل ہو، اتنی بات کہتے ہیں۔ عربی مقولہ ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ تو جب عقل ہو گی تو بات کریں گے۔ اللہ ہمارے اکابر کی وجہ سے ہمیں عقل سلیم عطا فرمائیں۔

موضوع ذہن میں ہے؟

- ❖ پیغمبر کی ذات
- ❖ پیغمبر کی بات
- ❖ پیغمبر کی جماعت

توجہ رکھنا! پہلے پیغمبر ﷺ کی ذات پھر پیغمبر ﷺ کی بات اور پھر پیغمبر ﷺ کی جماعت۔

دجالِ قادیان کی ذات پہ تنقید کیوں؟

میں یوں بات کرتا ہوں کہ جب مرزے غلام قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا

تو ہمارے اکابر علماء دیوبند نے مرزے قادیانی کی ذات پر اٹیک کیا۔ یہ شراب پیتا تھا، کذاب جھوٹ بولتا تھا، دجال تھا، دجل و فریب سے کام لیتا تھا، خائن بد دیانتی کرتا تھا، رات کو خلوت میں نامحرم عورتوں سے ٹانگیں دبواتا تھا، یہ بے ایمان کئی کئی لیٹر شراب پی جاتا تھا، یہ بے ایمان انگریز کا ٹاؤٹ اور ایجنٹ تھا، یہ دن مین سو سو بار پیشاب کرتا، یہ گڑ سے استنجاء کرتا تھا اور مٹی کے ڈھیلے منہ میں ڈالتا، اور جب یہ صبح اٹھ کے باہر جاتا تو پگڑی کی جگہ اس نے شلوار باندھی ہوتی۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

جب اس بے ایمان کا کردار پیش کیا تو ہمارے کالج اور یونیورسٹی کے وہ لوگ جن کے پاس دین کا درد ہے لیکن دین کا علم نہیں ہے، انہوں نے علماء حق پر اعتراض کیا کہ کسی کی ذات پر اٹیک کرنا درست نہیں ہے۔ آپ مرزا قادیانی کے مسئلے پر اعتراض کریں، مرزا قادیانی کی ذات پر بات نہ کریں، کسی کی ذات پر کیچڑ اچھالنا یہ شریف لوگوں کا کام نہیں ہے، آپ اس کی ذات پر کیچڑ کیوں اچھالتے ہیں؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تعالی جو جالندھر انڈیا کے رہنے والے تھے، بعد میں پاکستان گئے مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تعالی نے بڑا عجیب جواب دیا۔ فرمانے لگے مرزے قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا ہے، مولوی ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ اگر مولوی ہونے کا دعوی کرتا تو ہم اس کی ذات پر بحث نہ کرتے، ہم اس کی بات پر بحث کرتے۔ مولوی کی ذات کا ماننا ضروری نہیں۔

مولوی کی بات حجت ہے ذات نہیں

مولوی کی بات اگر ٹھیک ہو تو بات کو ماننا ضروری ہے اور نبی ﷺ کی ذات

پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، مولوی کی بات ماننا ضروری ہے، ذات ماننا ضروری نہیں۔ میں آپ کے سامنے آیا ہوں۔ آپ میں سے 95 فیصد وہ لوگ ہوں گے جن کو یہ تو پتا ہو گا کہ میں پاکستان سے آیا ہوں لیکن یہ نہیں پتا کہ پاکستان کا کون سا شہر ہے، میں نے کہاں پڑھا، یہ نہیں پتا میرا باپ، دادا، خاندان کون سا ہے۔ کیوں؟ آپ کو میری ذات سے غرض نہیں ہے، آپ کو میری بات سے غرض ہے۔

آپ جو یہاں تشریف لائے ہیں رونق مسجد میں، میری ذات دیکھنے کے لیے نہیں، میری بات سننے کے لیے آئے ہیں۔ مولوی کی ذات نہیں دیکھتے، مولوی کی بات دیکھتے ہیں۔ مولوی کی ذات زیر بحث نہیں آتی، مولوی کی بات زیر بحث آتی ہے۔ مرزے قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا ہے، مولویت کا دعوی نہیں کیا۔ اگر یہ مولوی ہونے کا دعوی کرتا تو ہم ذات پر بحث نہ کرتے۔ اس کی بات کو دیکھتے۔ جو دعوی نبوت کرے وہ پہلے ذات پیش کرتا ہے پھر اپنی بات کو پیش کرتا ہے۔

عوامی ترجمہ کرنا سیکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت کرنے کے لیے پہاڑ کا رخ کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو پہاڑ پر جمع کرکے ان سے سوال کیا ہے لبثت فیکم عمرا اے مکہ والو! میں تمہارے درمیان چالیس سال تک ٹھہرا ہوں۔ ترجمہ کر رہا ہوں۔ عمرا کا ترجمہ کئی سال تک ٹھہرا ہوں یعنی چالیس سال تک ٹھہرا ہوں، کیا فرمایا؟ هل وجدتمونی صادقا ام کاذبا؟

میں طلباء سے کہتا ہوں ترجمہ کرنا سیکھیں۔ هل وجدتمونی صادقا ام کاذبا؟ اس کا ترجمہ یوں کریں میں تمہارے اندر چالیس سال تک ٹھہرا، تم نے مجھ کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا بار بار آزما کر دیکھا ما وجدنا فيك الا صدقا ہم نے آپ کو

سراپا صدق پایا ہے۔ فرمایا **قولوا لاالٰہ الا اللہ تفلحون** تم کلمہ پڑھ لو، کامیاب ہو جاؤ گے۔ **لبثت فیکم عمرا** پیغمبر نے ذات پیش کی ہے۔ **قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحون** پیغمبر نے بات پیش کی ہے۔ پہلے نبی ذات پیش کرتا ہے پھر نبی بات پیش کرتا ہے۔

مرزا قادیانی اگر نبوت کا دعوی کرتا ہے، پہلے ذات پیش کرے، پھر بات پیش کرے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ دعوی مولوی ہونے کا کرتا، تو ہم اس کی ذات پر بات نہ کرتے، اس کی بات پر بحث کرتے۔ لیکن اس نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ جو بندہ نبی ہونے کا دعوی کرے، پہلے اس کی ذات ہوتی ہے، پھر اس کی بات ہوتی ہے۔ پہلے اس کی ذات دیکھو، پھر اس کی بات دیکھو۔

عالم کی ذاتی کمزوریاں برداشت کر سکتے ہیں، نبی میں ذاتی کمزوری ہوتی ہی نہیں، برداشت کا کیا مطلب؟ عالم کی ذاتی کمزوریاں برداشت کر سکتے ہیں اور کرنی بھی چاہییں، عالم کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو اچھالا نہ کریں بلکہ برداشت کرنی چاہیے۔ پیغمبر میں ذاتی کمزوریاں ہوتی ہی نہیں، کمزوری کو برداشت کرنے کا مطلب کیا ہے؟

- پہلے پیغمبر کی ذات
- پھر پیغمبر کی بات
- اس کے بعد پیغمبر کی جماعت

تخلیقِ پیغمبر ﷺ کس چیز سے ہوئی؟

ہمارے دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ کا نظریہ ہے کہ اللہ نبی کو بھی مٹی سے بناتے ہیں۔ اللہ امتی کو بھی مٹی سے بناتے ہیں۔ لیکن امتی اور نبی کی مٹی میں فرق ہے۔ اللہ امتی کو بناتے ہیں اس مٹی سے جو زمین والی ہے۔ نبی کو بناتے ہیں اس مٹی سے جو جنت

والی ہے۔ نبی الانبیاء کو بنایا اس مٹی سے جو جنت الفردوس والی ہے۔ نبی اور امتی میں فرق وہ ہے جو زمین والی مٹی اور جنت والی مٹی میں فرق ہے۔ نبی الانبیاء اور نبی میں فرق یہ ہے کہ جو جنت اور جنت الفردوس میں ہے۔ میری اور آپ کی مٹی زمین والی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک مٹی جنت والی ہے۔ نبی الانبیاء کی مٹی جنت الفردوس والی ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس لیے اہل بدعت کو ہم سے اختلاف ہوا۔ انہوں نے ہمارا مؤقف ہم سے نہیں سمجھا۔ اتنا کہہ دیا کہ دیوبند والے کہتے ہیں کہ نبی مٹی سے بنا ہے، نبی بشر ہے، اور گرم ہو گئے۔ یہ نہیں پوچھا کہ مٹی ہے کون سی؟ دیوبند والے مانتے ہیں کہ نبی ﷺ کا وجود مٹی سے بنا۔ میں ذرا اس پہ دلیل دے دوں کہ نبی کا وجود خدا نے مٹی سے بنایا اور مٹی وہ جو جنت والی ہے۔

دلیل نمبر.1:

قرآن کریم میں دیکھیں! قرآن کریم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا، صبح اٹھ کر خواب اپنے بیٹے کو بیان کیا اور فرمایا یا قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى رات میں نے خواب دیکھا ہے، بیٹا! تیری گردن پر چھری چلا رہا ہوں، بیٹے نے عرض کیا يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ آپ کو جو خدا نے حکم دیا اس پر عمل کریں، میں انشاءاللہ صبر کروں گا۔

حضرت ابراہیم نے بیٹے کو لٹایا ہے، اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ لی ہیں، بیٹے کو ذبح کرنا شروع کر دیا ہے، ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ میرا بیٹا ذبح ہو چکا ہے۔ جب آنکھوں سے پٹیاں کھولیں تو دیکھا بیٹا کھڑا ہوا ہے اور دنبہ ذبح ہے۔ قران کریم کہتا ہے

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اے ابراہیم! ہم نے خواب میں جو آپ کو حکم دیا، آپ نے عمل کرکے دکھا دیا ہے۔ آیات کا ترجمہ سمجھیں، میں بار بار یہ طلباء سے کہتا ہوں کہ میں جس آیت کا ترجمہ کروں اس ترجمہ پر غور کیا کریں۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ہم نے جو خواب میں آپ کو دیا تھا، اس پر آپ نے عمل کرکے دکھایا ہے۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اے ابراہیم! آپ نے عمل کیا لیکن ہم نے صرف آپ کا امتحان لینا تھا، آپ کے بیٹے کو ذبح نہیں کرانا تھا۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ امتحان میں آپ کامیاب ہو چکے ہیں، ہم نے آپ کے بیٹے کے بدلے دنبہ دے دیا۔ یہ دنبہ ذبح ہو گیا ہے۔

قرآن کریم نے بِذِبْحٍ عَظِيمٍ فرمایا۔ یہ دنبہ عام نہیں، عظمت والا تھا۔ یہ دنبہ کون سا ہے؟ مفسرین کرام نے لکھا ہے یہ دنبہ زمین والا نہیں تھا یہ دنبہ جنت سے خدا نے بھیجا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبح ہوا ہے۔

ایک دلچسپ سوال اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ جنت سے کیوں آیا، زمین والا کیوں نہیں تھا؟ اس کا جواب بڑا واضح ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی تھے اور نبی کا وجود اس مٹی سے بنتا ہے جو مٹی جنت والی ہے۔ اگر اسماعیل علیہ السلام کا وجود زمین والا ہوتا تو بدلے میں دنبہ بھی زمین والا ہوتا۔ اسماعیل علیہ السلام کا وجود جنت والا ہے، بدلے میں دنبہ بھی جنت والا ہے، خدا نے وہاں سے دنبہ بھیجا اور ان کے بدلے اس کو ذبح کرا دیا گیا۔ منها خلقنا کم وفیها نعید کم ومنها نخرجکم تارة اخری اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ آدمی کو جس مٹی سے پیدا کرتے ہیں، اسی جگہ اس کی قبر بنتی ہے، اسی جگہ پر دفن ہوتا ہے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اطہر جس مٹی سے بنا، اسی مٹی میں دفن ہوا۔ وہ مٹی کون سی

ہے؟ حدیث مبارک ہے:

مابین بیتی إلی منبری روضة من ریاض الجنة ومنبری علی حوضی

المعجم الاوسط، رقم الحدیث 6444

میرے پیغمبر کا وجود اطہر جس مٹی میں دفن ہے، وہ مٹی جنت والی ہے۔ صرف جنت والی نہیں، دیوبند والوں کا نظریہ ہے، حضرت شیخ زکریاؒ نے لکھا ہے کہ دیوبند کا نظریہ ہے کہ میرے پیغمبر ﷺ کے روضے کی مٹی جو پیغمبر ﷺ کے وجود سے ملی ہے، یہ کعبہ سے بھی اعلی ہے، عرش سے بھی اعلی ہے۔ اس کی علمی دلیل بھی سن لیں اور عوامی دلیل بھی سن لیں، دونوں ذہن میں رکھیں، آپ کو کئی مواقع پہ کام آئے گی، انشاءاللہ العزیز۔

علمی دلیل

میں پہلے علمی دلیل پیش کرتا ہوں۔ عوام بھی ہیں، اس لیے آسان دلیل بھی پیش کروں گا۔ علمی دلیل کیا ہے؟ عرش کی عظمت کی وجہ یہ ہے کہ یہ تجلیات الہیہ کا مرکز ہے۔ اور کیا وجہ ہے؟ عرش پر خدا بیٹھے تو نہیں ہیں، عرش پر خدا رہتے نہیں ہیں، عرش کو خدا کے وجود سے لمس تو نہیں ہے، عرش کی برکت کی وجہ تجلیات الہیہ ہیں، لیکن تجلیات الہیہ کائنات میں سب سے زیادہ جس جگہ پر پڑیں، اس کی عظمت بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ تو جس قدر تجلیات الہیہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی قبر میں ہیں اس قدر عرش پر نہیں ہیں، اس لیے پیغمبر ﷺ کے وجود سے ملنے والی جگہ تجلیات الہیہ کی وجہ سے عرش سے بھی اعلی ہے۔ یہ دیوبند کا نظریہ ہے۔

عقلی دلیل

اس پہ عقلی دلیل ذہن نشین فرمالیں۔ ایک پیغمبر ﷺ کا مسکن (رہائش گاہ)

ہے، ایک میرے پیغمبر ﷺ کی سیر گاہ ہے۔ پیغمبر ﷺ کا مسکن ان کی رہائش گاہ ہے۔ اور خدا کا عرش پیغمبر ﷺ کی سیر گاہ ہے۔ ایک سیر گاہ ہوتی ہے، ایک رہائش گاہ ہوتی ہے۔ اگر دیکھنے میں سیر گاہ خوبصورت بھی ہو لیکن عظمت سیر گاہ کو نہیں عظمت رہائش گاہ کو ملتی ہے۔ روضہ رہائش گاہ ہے، عرش سیر گاہ ہے۔ رہائش گاہ، سیر گاہ سے اعلیٰ ہوتی ہے۔

غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب

ایک غیر مقلد نے شیخ زکریا رحمہ اللہ کی عبارت فضائل اعمال سے لی اور اعتراض پیش کر دیا۔ ہماری عادت ہے، اکابر علماء دیوبند پر کوئی اعتراض کرے تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں، کیوں؟ اکابر علماء دیوبند دین کی گاڑی ہیں۔ اس پہ دین چل رہا ہے اور جب اس گاڑی پر کوئی کیچڑ پھینکے گا، ہم نوکر اس گاڑی کا کیچڑ اتار کر اس کو صاف کرلیں گے، ان شاء اللہ! مجھے ایک مولانا نے پوچھا تم سے طلباء علماء پیار بہت کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نوکر ہوں اور نوکر سے پیار کیا جاتا ہے۔

دیکھیں! ہم دیوبند کو ایک گاڑی سمجھتے ہیں اور جب آپ کی گاڑی پر کیچڑ لگا ہو اور کوئی بندہ آپ کو کہے بغیر کیچڑ صاف کر دے، آپ اس سے پیار نہیں کریں گے؟ ہمیں شیخ زکریا نے فرمایا نہیں ہے، ہم نے کیچڑ صاف کیا ہے۔ حضرت تھانوی نے فرمایا نہیں ہے، ہم نے صاف کیا ہے۔ حضرت گنگوہی نے فرمایا نہیں ہے، ہم نے صاف کیا ہے۔ وہ ہمارے آباؤ اجداد ہیں۔ باپ بیٹے کو کہتے نہیں کہ میری قمیص پر کیچڑ لگا ہے صاف کر دو، حلالی بیٹے کا کام ہوتا ہے کہ کہے بغیر صاف کرے۔ جب کرتا ہے باپ پیار کرتا ہے۔ جب باپ پیار کرے تو باپ کی ساری اولاد پیار کرتی ہے۔

ہم نے اپنے اکابر سے کیچڑ صاف کیا ہے، حضرت گنگوہی کی ہم نے صفائیاں

دی ہیں۔ اور دندان شکن صفائیاں دی ہیں بحمد اللہ تعالی۔ ہمارے اکابر پر اعتراضات ہوتے ہیں، ہم نے دفاع کا حق ادا کیا ہے۔ عنوان میرا یہ نہیں ہے، میں نے کہا پھر کبھی جب دس دن کا سفر ہو گا، آپ نشستیں رکھ لیں، تا کہ ایک ایک نشست پر بات کرلیں۔ میں صرف ایک مثال دیتا ہوں، بات سمجھانے کے لیے۔

اکابرِ دیوبند پر غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب

ایک غیر مقلد اعتراض کرنے لگا کہ قاسم نانوتویؒ کا قصہ پڑھا ہے؟ مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں میری امیدیں تو لاکھوں ہیں، لیکن سب سے بڑی امید سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ اے کاش! میں مدینہ کا کتا ہوتا، مدینے کی گلیوں میں پھرتا، اور مدینے میں مر جاتا، مدینے کے کیڑے مکوڑے مجھے کھا جاتے۔

ذرا اعتراض سنناکہ قاسم نانوتوی کہتا ہے اے کاش میں مدینہ کا کتا ہوتا، اس کو انسان ہونے میں عار ہے، وہ انسان کے بجائے کتا بننا چاہتا ہے، تم نے اسے امام مان لیا ہے۔ قرآن کہتا ہے ولقد کرمنا بنی آدم ،لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم خدا نے عظمت انسان کو دی ہے، قاسم نانوتوی کہتا ہے میں انسان نہیں کتا ہوتا، اس کو انسان بننے میں شرم آتی ہے، تم اس کو امام کہتے ہو؟

میں نے کہا اس اعتراض کا (جو تو نے قاسم نانوتوی پر کیا ہے) خدا نے جواب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دلوایا ہے۔ پوچھا، وہ کیسے؟ تمہارے علم میں ہونا چاہیے کہ مولانا قاسم نانوتوی کا خاندان صدیقی ہے۔ جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، تو جو اعتراض بیٹے پر ہوتا ہے اس کا جواب خدا نے باپ سے دلوایا ہے۔ کہتا ہے کہ جواب کیا ہے؟ میں نے کہا امام سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ دیکھا سامنے ایک درخت پر

ایک پرندہ ہے۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ طوبی لك یا طیر اے پرندے تجھے مبارک ہو۔ انت تاکل شجرۃ تو درخت سے کھاتا ہے۔ وتظل بھا درخت کے سائے میں رہتا ہے۔ وتسیر الی غیر حساب تیر اقیامت کو حساب نہیں ہو گا۔ اے کاش! ابو بکر بھی تجھ جیسا پرندہ ہوتا۔

میں نے کہا، تو کہہ صدیق کو انسان بننے میں عار ہے۔ میں تجھ پر کفر کا فتوی نہ لگاؤں تو مجھے دیوبند کا بیٹا نہ کہنا، تُو کہہ تو سہی۔ کہتا ہے صدیق اکبر نے جو فرمایا وہ خشیت الہی کی وجہ سے تھا۔ میں نے کہا نانوتوی نے جو فرمایا، یہ محبت محمدی کی وجہ سے تھا۔ ہم نے یوں دیوبند کا دفاع کیا ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، ہم نے دفاع کو نئی لائن دی ہے۔ اس لیے کہ وکیل نئے دلائل لاتا ہے۔ ہر نئی عدالت میں نئی دلیل۔ اس لیے کہ پچھلی دلیل کوئی توڑے گا تو نئی دلیل توڑنے میں اس کو وقت لگے گا۔

میں بتا یہ رہا تھا ہم نے اکابر کا دفاع کیا ہے۔ آپ دل چھوٹا نہ کریں، آپ کے اکابر بہت بڑے آدمی ہیں۔ کبھی آپ پر اعترض ہو جائے تو ہم سے رجوع کریں، ہم نے مستقل آپریشن تھیٹر کھولا ہے، ہر ایک فتنے کا مستقل آپریشن ہم سے کروائیں۔ ان شاء اللہ دماغ ٹھیک ہو جائے گا۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ زکریا پر اعتراض اور اس کا جواب

ایک غیر مقلد اعتراض کرنے لگا۔ کہتا ہے دیکھو مولوی شیخ زکریا نے لکھا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی جو ان کے وجود سے ملی ہوئی ہے یہ تو عرش سے بھی اعلیٰ ہے، کعبہ سے بھی اعلیٰ ہے۔ تو پھر دیوبندیوں کو چاہیے کہ جب نماز پڑھنے لگیں تو منہ کعبہ کی طرف نہ کریں، منہ روضے کی جانب کریں۔ چونکہ روضے کی

وہ جگہ کعبہ سے بھی اعلیٰ ہے تو منہ ادھر کریں۔ تو میں نے کہا یہ سوال بنتا ہے۔

ہم جناب سے پوچھتے ہیں تم کعبہ کو اعلیٰ مانتے ہو یا عرش کو؟ کہنے لگا عرش کو کعبہ سے اعلیٰ مانتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ جب تم نماز پڑھو تو منہ کعبہ کی طرف نہ کرو، منہ عرش کی طرف کرو تاکہ ہمیں پتا چلے کہ تم نے کعبہ کو نہیں، عرش کو اعلیٰ مانا ہے۔ اگلی بات بھی میں کہتا ہوں کہ جب ہم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، اگر ہوا چلے اور مٹی منہ میں پڑ بھی جائے تو ہم منہ کو دائیں بائیں نہیں کرتے، کعبہ کی طرف رکھتے ہیں۔

تم اوپر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، اوپر سے جب کوئی کوا گزرے، کچھ گرادے، اور تمہارے منہ میں آ گرے، تو منہ کو اِدھر اُدھر نہ کرنا تاکہ پتا چلے کہ تم نے اعلیٰ کی طرف منہ کیا ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں بنتا۔ میں نے کہا ہم نے اعتراض کیا تیرے پاس جواب نہیں ہے۔ تو نے اعتراض کیا، ہم تمہیں جواب دے کر اٹھیں گے۔ تیرے ذہن میں یہ نہ ہو کہ ہم نے جواب نہیں دیا۔

وجودِ پیغمبر جنت والا، شواہد

دیوبند کا نظریہ ہے کہ ایک معاملہ روضے کا ہے، ایک معاملہ کعبے کا ہے۔ ہم کعبہ کو مرکز عبادت مانتے ہیں اور روضے کو مرکز عقیدت مانتے ہیں۔ عقیدت کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے، ادھر توجہ قلب کی طرف ہوتی ہے۔ خیر میں بات سمجھا رہا تھا کہ نبی کا وجود جنت والا ہے۔ پہلے پیغمبر کی ذات کو سمجھیں، پھر پیغمبر کی بات سمجھیں تاکہ پتا چلے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرے اس کی حیثیت کیا ہے؟ احساس تو ہو کہ وہ کس ٹائپ کا آدمی ہے؟ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود جنت والا ہے، اس پر چھوٹے سے دو چار نکتے پیش کرتا ہوں۔ آپ ذرا توجہ سے سننا۔

نمبر 1:

جنت میں خدا نے خوشبو رکھی ہے۔ توجہ رکھنا! جنت میں خدا نے خوشبو رکھی ہے، جنت میں بو نہیں ہے، میرے پیغمبر کا وجود جنت والا ہے اس وجود میں خوشبو رکھی ہے اس وجود میں بو نہیں ہے۔ آدمی کی بو کن چیزوں سے آتی ہے؟ آدمی کے وجود کی بو کبھی پسینہ سے آتی ہے، میرے نبی ﷺ کا پسینہ بو والا نہیں ہے۔ میرے نبی ﷺ کا پسینہ خوشبو والا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، شمائلِ ترمذی کی روایت ہے: خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین۔ میں نے نبوت کی دس سال خدمت کی ہے واللہ ما شممت طيبة من عرق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبو دنیا میں کہیں نہیں دیکھی۔ میرے پیغمبر کا پسینہ دیکھ لو یہ خوشبو والا ہے۔

نمبر 2:

اس سے بڑھ کر عام انسان کے وجود سے بو کب آتی ہے؟ جب انسان بیت الخلاء میں جائے۔ میرے پیغمبر ﷺ بیت الخلاء میں جائیں تو بو وہاں بھی نہیں ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے الخصائص الکبری میں روایت نقل کی ہے؛

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ سے روایت ہے:

عن ليلى مولاة عائشة قالت قلت يا رسول الله إنك تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت اثرك فما أرى شيئا إلا أني اجد رائحة المسك قال إنا معشر الانبياء تنبت اجسادنا على ارواح اهل الجنة فما خرج منها من شيء ابتلعته الأرض

الخصائص الکبری، باب الآیۃ فی حفظہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاحتلام

کہتی ہیں: یارسول اللہ! آپ بیت الخلاء میں گئے ہیں، آپ بیت الخلاء سے نکلے ہیں میں آپ کے پیچھے بیت الخلاء میں گئی ہوں، بیت الخلاء میں کچھ بھی نہیں تھا، ہاں وہاں مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ میرے پیغمبر کا پسینہ اس میں بھی خوشبو ہے۔ میرے پیغمبر کا براز مبارک، اس میں بھی خوشبو ہے۔ کیونکہ وجود جنت والا ہے، جنت کے وجود میں بو نہیں ہوتی، خوشبو ہوتی ہے۔ جب کوئی نبوت کا دعوی کرے گا، ہم اس کے پسینے کو چیک کریں گے، ہم اس کے وجود کو چیک کریں گے تاکہ پتا چلے کہ یہ وجود جنت والا ہے یا جہنم والا؟

نمبر3:

اللہ نے جنت کو پیدا فرمایا۔ جنت میں لطافتیں رکھی ہیں۔ جنت میں کثافتیں نہیں ہیں۔ میرے پیغمبر ﷺ کے وجود میں لطافتیں ہیں۔ اگر کثافت محسوس ہو تو یہ دنیا کے ماحول کی وجہ سے ہے۔ اصل وجود جنت والا، خاصیات جنت والی ہیں۔ دنیا کے ماحول میں رہتے ہیں، اثرات دنیا کے ہیں۔ میرے پیغمبر کا وجود جنت والا، پسینہ آیا دنیا کے ماحول کی وجہ سے، لیکن اندر وجود جنتی ہے اس لیے پسینہ میں خوشبو آئی، بدبو نہیں آئی۔ میرے پیغمبر کا وجود جنت والا۔ جنت میں لطافتیں ہیں، کثافتیں نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں نبی میرے پیٹ میں تھے اور میں امید اور حمل کے ساتھ تھی، لیکن مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ میں حمل میں ہوں۔

کیوں؟ حمل کی وجہ سے جو عورت کو بوجھ اور ثقل محسوس ہوتا ہے، حضرت آمنہ کو بوجھ محسوس نہیں ہوا، میرے پیغمبر ﷺ کا وجود جنتی ہے۔ یہ جنت کی لطافت کی وجہ سے ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی ہے، اور جب مکہ سے مدینہ گئے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کندھے پیش کیے

ہیں۔ نبی صدیق کے کندھوں پر بیٹھے ہیں۔ تم ذرا اس غار ثور کو جا کر دیکھو، چڑھنا کتنا مشکل ہے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، پیغمبر ﷺ کے وجود کو لے کر چڑھے ہیں، جب صدیق نے اٹھایا تو قربانی کی نیت سے اٹھایا، لیکن صلہ خدا نے دیا، نبی کے وجود میں لطافت جنت کے آثار پیدا کر دیے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چڑھے ہیں اور تکلیف بھی نہیں ہوئی ہے۔

نمبر 4:

میرے پیغمبر ﷺ معراج میں گئے ہیں، جبریل امین علیہ السلام آئے ہیں، براق پر بٹھایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلے گئے، اور آپ نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا تو مکہ سے چلے مدینہ منورہ، مدینہ منورہ سے چلے بیت اللحم، بیت اللحم سے چلے طور سیناء تک، وہاں سے چلے ہیں بیت المقدس تک، پھر وہاں سے سات آسمانوں تک سٹاپ کیا، وہاں سے پیغمبر گئے ہیں سدرۃ المنتہی، پھر صریف الاقلام، پھر عرش معلی تک گئے ہیں۔

ایک نکتہ ذہن میں رکھیں! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ آئے تو جبریل امین سے آپ ﷺ نے پوچھا، کون سی جگہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ نے ہجرت کر کے یہاں آنا ہے، دو رکعت پڑھ لیں، آپ ﷺ نے دو رکعت نفل پڑھ لیں۔ پھر وہاں سے چلے تو یہاں اترے۔ یہ کون سی جگہ ہے؟ کہا، کہ یہ طور سیناء ہے، حضرت موسی علیہ السلام یہاں خدا سے بات کرتے تھے، رکے اور دو نفل پڑھے۔ دو رکعت نفل پڑھے، پھر آگے گئے ہیں۔

یہ کون سی جگہ ہے؟ کہا کہ بیت اللحم، حضرت عیسی علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ اترے، دو رکعت پڑھی، پھر وہاں سے چلے، کون سی جگہ ہے؟ کہا کہ

مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی ہے، آپ ﷺ یہاں اترے اور دو رکعت نفل پڑھے، پھر آگے چلے ہیں، یہ کون سی جگہ ہے؟ بیت المقدس ہے، ستر ہزار انبیاء کا قبلہ ہے، اترے اور دو رکعت پڑھی، ذرا نکتہ ذہن میں رکھنا! میں ایک نکتہ دینے لگا ہوں، سفر میں آدمی ہو اور سفر لمبا ہو، تو نماز مختصر پڑھتا ہے یا لمبی؟ سفر بہت لمبا ہو اور وقت بہت تھوڑا ہو تو نماز مختصر پڑھتا ہے یا لمبی؟ دو رکعت پڑھے گا تو دو رکعت میں سورہ بقرہ پڑھے گا یا سورۃ الکوثر پڑھے گا؟ کیوں سفر لمبا ہے وقت بہت تھوڑا ہے، تھوڑی دیر گاڑی رکتی ہے پھر چلتی ہے، تو مختصر سے مختصر نماز پڑھنی ہے۔

تاریخ انسانی کا لمبا اور مختصر سفر

پوری تاریخ انسانی میں معراج کے سفر سے لمبا سفر کسی کا نہیں ہے اور اس سے تھوڑا وقت بھی کسی کے پاس نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ آپ سے پوچھے کہ تاریخ انسانی کا سب سے لمبا سفر؟ تو آپ کہیں گے معراج والا۔ ایسا سفر جو تھوڑے وقت میں طے ہوا؟ آپ کہیں گے معراج والا۔ تو پتا یہ چلا کہ معراج والا سفر بہت لمبا ہے، وقت بہت تھوڑا ہے۔

تو تھوڑے وقت میں لمبا سفر طے کرنا ہو تو مختصر سے مختصر نماز پڑھتے ہیں، میرے پیغمبر نے پانچ سٹاپ کیے ہر جگہ پر دو رکعت پڑھی ہیں، اگر ان میں ایک رکعت کا جواز ہوتا، تو ایک رکعت بھی پڑھتے۔ کسی بھی جگہ ایک رکعت نہ پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں رکعت کم از کم دو ہیں، کم از کم دو رکعت۔ ایک رکعت وتر کو چھوڑ دو۔ دو سے کم کی نماز ہی نہیں ہے۔ غیر مقلد کو سامنے رکھنا، امام شافعیؒ کو سامنے نہ رکھنا۔ یہ جب کورس ہوں گے، میں تب بتاؤں گا ان میں فرق کیا ہے، ساری باتیں بندہ کہہ نہیں سکتا۔ عاقل کے لیے اشارہ کافی ہے۔ سبق پڑھاؤں پھر بات حل ہو گی۔

نبی کی لطافت جبرائیل سے بھی زیادہ

میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے ہیں، جبریل امین ساتھ ہیں۔ سدرۃ المنتہی پر گئے ہیں، تو جبریل امین رکے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امین سے بھی آگے نکلے ہیں، جبریل امین نورانی وجود رکھتے ہیں لیکن آج کی رات جو لطافت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے، وہ جبریل امین کو بھی نہیں ملی، جبریل امین رکے ہیں، حضور ﷺ آگے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا جنت کا وجود لطیف ہوتا ہے، لطافت جنت کے وجود میں ہے، میرے پیغمبر ﷺ کو دیکھ لو! لطافت وجود میں ہے، اگر کوئی دعوائے نبوت کرے، ذرا اس کے وجود کو بھی چیک کیجئے، اس میں لطافت موجود ہے یا نہیں۔

نبی پر عیب والی بیماری نہیں آتی

جنت کے وجود میں خدا نے شفا رکھی ہے، جنت کے وجود میں ہماری نہیں ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ جب حضور ﷺ کا وجود جنت والا ہے تو جنت والے وجود میں بیماری نہ آتی، لیکن بیماری آتی ہے لیکن وہ بیماری جو متعدی نہیں ہے، وہ بیماری جس کی وجہ سے بندہ عیب محسوس نہیں کرتا، ایسی بیماریاں میرے پیغمبر پر آتی ہیں جو عیب نہیں بنا کرتیں، پیغمبر ﷺ کے وجود کو خدا نے سراپا شفا بنا دیا ہے۔

آپ کسی دفتر میں جائیں وہاں لکھا ہوگا یہاں تھوکنا منع ہے پوچھا جی کیوں لکھا ہے؟ کہتا ہے کہ تھوک میں جراثیم ہوتے ہیں، اس سے بیماریاں پھیلتی ہیں، یہاں تھوکنا منع ہے، آپ کسی جگہ پر جائیں تو صفائی کرنے والوں نے یہ لکھا ہوتا ہے اور اپنے منہ پر کپڑا رکھا ہوتا ہے، کیوں؟ تاکہ ادھر کا سانس ادھر نہ جائے، ادھر کی تھوک ادھر نہ جائے، اس سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔

امت کے لعاب میں بیماری ہے، میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب میں شفا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار کے اندر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے پاؤں کو سانپ نے ڈسا ہے، نبوت نے اپنا برکت والا لعاب لگایا، صدیق کو شفا ملی ہے۔ غزوہ خیبر میں گئے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ! ان کے ہاتھ میں پرچم دے دو، خدا تمہیں فتح دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری ایک آنکھ میں درد ہے، میں جنگ کیسے لڑوں گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک نکالا اور حضرت علی کی آنکھ میں لگایا، علی کو شفا ملی ہے۔ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب میں شفا ہے، امتی کے تھوک میں بیماری اور وبا ہے اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ مبارک میں شفا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ایک نکتہ ذہن میں رکھنا! ایک شخص کہنے لگا کہ تم جو کہتے ہو کہ صدیق اکبر کی ایڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب لگایا، ہم نہیں مانتے۔ میں نے کہا کیوں نہیں مانتے؟ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اتنا بڑا ہے، ان کے مقابلے میں صدیق کا مقام کتنا چھوٹا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب صدیق کی ایڑی پر؟ یہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کی توہین ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کی بے ادبی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کی بے ادبی تو نہ کریں! لعاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، ایڑی صدیق کی ہے، یہ تم نے توہین کی ہے۔ بات سمجھ میں آرہی ہے ناں؟

میں نے کہا تم نے ایک جہت کو دیکھا ہے، دیوبند والے دونوں جہتوں کو دیکھتے ہیں۔ اگر رشتہ ایمان کا دیکھیں تو صدیق چھوٹے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم بڑے ہیں، اور اگر رشتہ ایمان کا نہیں، خون کا دیکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم داماد ہیں اور صدیق سسر ہیں، سسر باپ ہوتا ہے، داماد بیٹا ہوتا ہے۔ اگر رشتہ ایمان کا دیکھیں تو یہ آقا، وہ غلام دِکھتے ہیں، اور اگر رشتہ خون اور نکاح کا دیکھیں تو یہ داماد وہ سسر بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مقامِ نبوت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

مالك يوم الدين

بمقام: مدرسہ عمر بن خطاب

بتاریخ: 17-02-2013

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ و نستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد انّ سیدنا ومولٰنا محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرّحمٰن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

سورۃ الفاتحۃ

اللھم صلّ علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمّد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید

مضامین قرآن کا خلاصہ

میں نے گزشتہ کل آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا تھا جو کل بیان

میں تھے ان کو تو کچھ نہ کچھ معلوم ہو گا، یاد ہو گا۔ جو کل بیان میں نہیں تھے ان کے علم میں نہیں کہ میں نے کل کیا باتیں عرض کی تھیں اس لیے میں بطور خلاصہ کے بات عرض کرتا ہوں کہ پورے قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے چھ مضامین بیان فرمائے ہیں:

1: توحید
2: رسالت
3: قیامت
4: احکام
5: ماننے والے
6: نہ ماننے والے

قرآن کریم میں تفصیل سے اللہ پاک نے یہ چھ چیزیں بیان فرمائی ہیں اور ان چھ کا خلاصہ بڑے اختصار اور اجمال کے ساتھ سورۃ فاتحہ میں بیان فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم میں توحید کو بیان فرمایا ملك یوم الدین میں قیامت کو بیان فرمایا ایاك نعبد وایاك نستعین میں احکام کو بیان فرمایا اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم میں رسالت اور ماننے والوں کو بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولاالضالین میں نہ ماننے والوں کو بیان فرمایا۔

گزشتہ کل میں نے سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت الحمد للہ رب العالمین کے متعلق کچھ تھوڑی سی باتیں بیان کی تھیں، آج اگلی آیت پر بات کرتے ہیں۔ چونکہ ایک آیت پر لگے رہیں تو سارا وقت اس پہ لگ جائے گا۔ میں تو الحمدللہ اگر 10 دن بھی لگا رہوں تو ایک آیت کی تفسیر ختم نہیں ہونی، میں بالکل اختصار کے ساتھ بات

کر رہا ہوں۔

دنیا دار العمل، آخرت دار الجزا

مالك یوم الدین اللہ رب العزت مالک ہیں قیامت کے دن کے۔ ایک دنیا ہے اور ایک آخرت ہے۔ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء۔ انسان دنیا میں عمل کرتا ہے اپنی حیثیت سے، اللہ آخرت میں جزا دیں گے اپنی شان کے مطابق۔ لفظوں پر آپ نے توجہ فرمائی ہے۔ دنیا دار العمل ہے، آخرت دار الجزا ہے۔

انسان کا عمل بقدر استطاعت، جزا اللہ کی شان کے موافق

دنیا میں انسان عمل کرتا ہے اپنی حیثیت جتنا، اللہ آخرت میں جزا دیں گے اپنی شان کے مطابق، انسان کی حیثیت چونکہ محدود ہے اس لیے اس کا عمل بھی محدود ہے۔ اللہ کی شان چونکہ غیر محدود ہے اس لیے اللہ کی طرف سے عطا کی جانے والی جزا بھی غیر محدود ہوگی، انسان خود بھی نظر آتا ہے اور انسان کا عمل بھی نظر آتا ہے، انسان نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کرتا ہے، عمل نظر آرہا ہوتا ہے، انسان خود بھی نظر آتا ہے، اس کا عمل بھی نظر آتا ہے۔

اللہ رب العزت خود بھی نظر نہیں آتا، اور جو جزا دیں گے وہ بھی نظر نہیں آتی۔ اللہ کو بھی مانیں بغیر دیکھے اور اللہ کی جزا کو بھی مانیں بغیر دیکھے۔ اس لیے جنت کے اوصاف میں سے ایک صفت ہے کہ جنت وہ ہے کہ جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہے، کسی کان نے سنا نہیں ہے، اور بندہ اس کو سمجھنا چاہے تو سمجھ نہیں سکتا۔ **ولا خطر علی قلب بشر** کا ترجمہ ہے کہ بندہ اس کو سمجھنا چاہے تو سمجھ نہیں سکتا۔ اسی طرح اللہ کو نہ دیکھا ہے، نہ اللہ کو سنا ہے، اللہ کو سمجھنا چاہے تو بندہ سمجھ نہیں سکتا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

آپ کے ذہن میں ایک سوال آئے گا اور سوال آنا چاہیے آدمی کا ذہن ہو تو سوال آنا ہے، سوال نہ آئے تو اس کا معنی ہے کہ اس میں دماغ نہیں ہے، اگر آدمی کے اندر دماغ ہو تو اس کے دماغ میں سوال آجاتا ہے۔ ایک سوال آنا چاہیے اگر اب سوال نہ آئے تو کل کو کوئی اور کرے گا، پھر آپ بہت پریشان ہوں گے۔ سوال کیا ہے؟ کہ آپ کہتے ہیں کہ نہ اللہ تعالی کو دیکھا ہے، نہ اللہ تعالی کی جنت کو دیکھا ہے، تو آدم علیہ السلام نے تو اللہ کی جنت کو دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی جنت کو دیکھا ہے تو اس کا کیا معنی کہ نہ جنت دیکھی، نہ جنت کے خدا کو دیکھا ہے۔

بات سمجھیں! میں یہ بات کہہ رہا ہوں عام انسان کے حوالے سے، ورنہ ہمارا نظریہ یہ ہے اہل السنت والجماعت کا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بات کو سنا ہے، اللہ کی ذات کو دیکھا ہے۔ ہم نے اللہ تعالی کی ذات کو دیکھا بھی نہیں ہے اور اللہ تعالی کی بات کو سنا بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بات کو سنا ہے اور اللہ کی ذات کو دیکھا ہے۔

رؤیت باری تعالی کے بارے میں ہمارا مؤقف

یہ ہمارا اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بات کو سنا ہے، اللہ کی ذات کو دیکھا ہے۔ غیر مقلد اہل حدیث، سلفی، ملحد، لا مذہب، سارے ان کے نام ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات کو نہیں دیکھا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ تعالی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات کو دیکھا ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات کو نہیں

دیکھا۔ ان کے پاس قرآن کریم کی آیت ہے، جو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اب اس دلیل کو سمجھو، وگرنہ وہ پیش کریں گے اور آپ کے پاس جواب نہیں ہو گا تو پھر آپ پریشان ہوں گے۔ ان کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

الانعام:103

کہتے ہیں، قرآن کریم نے اصول بیان کیا ہے کہ کوئی آنکھ بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتی، اللہ ساری آنکھوں کو دیکھتے ہیں، اللہ لطیف بھی ہیں اور خبیر بھی ہیں۔ ہم نے کہا بھائی! اللہ پاک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری دلیل کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں مستدرک علی الصحیحین حدیث مبارک کی کتاب ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه سئل هل رأى محمد ربه قال نعم

(المستدرک، رقم الحدیث:3234)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے۔

رؤیت باری تعالیٰ پر غیر مقلدین کے اعتراض کا دندان شکن جواب

اس پر غیر مقلد اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے کہا حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے، اور قرآن میں ہے کہ کوئی آنکھ خدا کو نہیں دیکھ سکتی، تو جب حدیث قرآن کے خلاف ہو گی، ہم حدیث نہیں لیں گے، وہ حدیث لیں گے جو قرآن کے مطابق ہو گی، وہ نہیں لیں گے جو قرآن کے خلاف ہو گی، لہذا جو تم نے حدیث پیش کی ہے یہ قرآن کے خلاف ہے، ہم حدیث کو نہیں لیتے، قرآن کو لیتے ہیں کہ اللہ کی ذات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا۔

سمجھ آگئی بات؟ سوال سمجھ آگیا؟ سوال سمجھ آئے گا تو پھر جواب سمجھ آئے گا، جب سوال ہی سمجھ نہیں آئے گا تو جواب کیسے سمجھ آئے گا۔ اب جواب سمجھیں! میں نے غیر مقلد اعتراض کرنے والے اور سوال کرنے والے سے کہا، ہماری دعا ہے اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے، ہم بد دعا نہیں کرتے، ہم دعا کرتے ہیں، اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے اور ہدایت کے بعد اللہ آپ کو جنت میں لے جائے، جب آپ جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالی کا دیدار کریں گے، اس نے کہا جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالی کا دیدار کریں گے۔ میں نے پوچھا کہاں لکھا ہے؟ کہتا ہے حدیث میں ہے کہ جنت والے اللہ کا دیدار کریں گے۔

میں نے کہا یہ حدیث تو قرآن کے خلاف ہے، جب قرآن میں ہے کہ کوئی آنکھ اللہ کو نہیں دیکھ سکتی تو آپ کیسے دیکھیں گے؟ سوال سمجھ گئے؟ تو وہ غیر مقلد کہنے لگا کہ نہیں جنت میں جا کے اللہ کو دیکھیں گے تو میں نے کہا جو حدیث قرآن کے خلاف ہے اس کا کیا جواب دو گے؟ کہتا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم زمین پر رہتے ہوئے اللہ کو نہیں دیکھ سکتے اور میں زمین پر نہیں جنت میں دیکھوں گا۔ میں نے کہا ہم بھی یہ نہیں کہتے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر رہتے ہوئے دیکھا ہے، ہم بھی کہتے ہیں کہ عرش پر جا کر دیکھا ہے۔ تم جنت میں جا کے دیکھو قرآن کے خلاف نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر جا کر دیکھیں قرآن کے خلاف کیسے ہے؟

بات مَیں صرف یہ سمجھا رہا تھا کہ آپ کے ذہن مین سوال نہ آئے میں نے ایک سوال کا جواب دیا ہے دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا ہے، ہمارا عمل ہماری حیثیت کے مطابق، اللہ کی جزا اللہ کی شان کے مطابق۔ ہم بھی نظر آتے ہیں، عمل بھی نظر آتا ہے، اللہ نظر نہیں آتے اللہ کی جزا بھی نظر نہیں آتی۔ قیامت کے بعد جائیں گے، جزا بھی دیکھ لیں گے، اللہ کو بھی دیکھ لیں گے۔ وہ قیامت کی باتیں ہیں، اچھا اگلی

بات ذرا سمجھیں!

قیامت دو طرح کی ہے

قیامت یعنی دارالجزا، موت کے بعد سے لے کر حشر تک اور حشر کے بعد سے لے کر ابد الآباد تک آخرت کے دو حصے ہیں:

- ❖ ایک حصہ آخرت کا موت کے بعد حشر تک
- ❖ اور دوسرا حشر کے بعد ابد الآباد تک

من مات فقد قامت قیامته جو شخص مرتا ہے اس کی قیامت شروع ہو جاتی ہے۔ کیا مطلب؟ اب عمل نہیں کر سکتا، عمل کی جزا شروع ہو گئی ہے۔ یہ ہے قیامت صغریٰ۔ موت سے لے کر حشر تک یہ قیامت صغریٰ ہے

اور ایک ہے قیامت کبریٰ۔ حشر کے بعد قیامت کبریٰ ہے۔

ایک قیامت صغریٰ ہے اور اک قیامت کبریٰ ہے۔ قیامت صغریٰ میں کیا ہوتا ہے؟ قیامت کبریٰ میں کیا ہوتا ہے؟ دونوں میں فرق کیا ہے؟ قیامت صغریٰ موت کے بعد سے لے کر حشر تک، نہ آدمی جنت میں جاتا ہے، نہ جہنم میں جاتا ہے، آدمی اپنی قبر میں رہتا ہے، اگر یہ نیک ہے تو جنت کا دروازہ کھلتا ہے، اگر یہ برا ہے تو جہنم کا دروازہ کھلتا ہے۔

اگر یہ نیک ہے افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ اگر یہ برا ہے افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ اگر نیک ہے تو فرشتہ قبر میں اعلان کرے گا فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ جنت کا بچھونا دو وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ جنت کا لباس دو وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ جنت کا دروازہ کھول دو فَيَأْتِيهِ مِنْ طِيبِهَا وَرَوْحِهَا اس کی قبر میں جنت کی خوشبو اور ہوا آتی ہے، اور اگر یہ کافر ہے تو پھر اعلان ہو گا أَفْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ جہنم کا بچھونا دو وَأَلْبِسُوهُ

مِنَ النَّارِ جہنم کا لباس دو وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ جہنم کا دروازہ کھول دو فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا اور جہنم کی گرم ہوا یہاں پہنچتی ہے۔ اس کو یوں کہتے ہیں کہ قبر میں عرض نار اور عرض جنت ہوتا ہے، یعنی بندہ جنت اور جہنم میں نہیں جاتا، اپنی قبر میں رہتا ہے۔ اگر یہ مؤمن ہے تو جنت کا دروازہ کھلتا ہے، اگر یہ کافر ہے تو جہنم کا دروازہ کھلتا ہے۔

عرض جنت اور عرض نار

اگر مؤمن ہے تو اس پہ جنت پیش ہوتی ہے اور دکھایا جاتا ہے تم نے یہاں جانا ہے اگر یہ کافر ہے تو اس پر جہنم پیش ہوتی ہے اور اس کو دکھایا جاتا ہے، تم نے یہاں جانا ہے۔ تو موت سے لے کر حشر تک کا زمانہ، یہ دخول جنت کا نہیں ہے، عرض جنت کا ہے۔ آدمی جنت کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ میں نے یہاں جانا ہے اور وہاں خوشبوئیں اور ہوائیں جنت کی محسوس کرتا ہے اور اگر کافر ہو تو جہنم کو دیکھ کے ڈرتا ہے کہ میں نے یہاں جانا ہے اور اس کی اس جگہ پر جہنم پیش ہوتی ہے، جہنم کی آگ پیش ہوتی ہے۔

تو قیامت صغریٰ میں سوال اور جواب بھی اجمالی ہے اور اس کی جزا بھی اجمالی ہے، لمبا حساب نہیں ہے۔ من ربك، من نبيك، ما دينك، ربي الله، نبيي محمد صلى الله عليه وسلم، ديني الاسلام اور اگر جواب نہیں آتا، تو وہ کہے گا لا ادری، لا ادری، کنت اقول ما یقول الناس مجھے کچھ پتا نہیں ہے، مجھے کچھ پتا نہیں ہے، لوگ یوں کہا کرتے تھے۔

سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4755، باب فی المسئلۃ فی القبر وعذاب القبر

تو سوال اور جواب اجمالاً، جزا بھی اجمالاً۔ نہ لمبے سوال ہیں، نہ لمبی سزا ہے۔

سزا تو بہت بڑی ہے لیکن جہنم کے مقابلے میں بہت مختصر ہے۔ تو قیامت صغریٰ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں عرض نار اور عرض جنت ہوتا ہیں۔ جنت اور جہنم پیش ہوتی ہیں اور جب یہ قیامت کے دن اٹھے گا، وہاں اعمال بھی لمبے اور جزا بھی لمبی۔ نماز، روزہ، جیسے اعمال بھی لمبے اور اس کی جو جزا ہے، وہ بھی بہت لمبی ہے۔

لمبی جزا کا مطلب کیا ہے؟ **ویوم تقوم الساعة اد خلوا اٰل فرعون اشدّ العذاب۔ یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی** تو قیامت کے دن حساب کتاب بھی چونکہ تفصیلاً ہے، تو اس میں دخول نار یا دخول جنت کا فیصلہ ہو گا اور قبر میں حساب کتاب بھی اجمالاً ہے، اس میں جزا بھی اجمالاً ہے۔ عرض جنت یا عرض نار ہو گا۔ تو قیامت صغریٰ میں سوال جواب بھی تفصیل میں نہیں اجمال میں ہیں اور جزا بھی اجمال میں ہے اور قیامت کبریٰ میں سوال جواب بھی تفصیل میں ہیں اور اس کی جزا بھی تفصیل میں ہے۔

قیامت صغریٰ کو بھی ماننا چاہیے اور قیامت کبریٰ کو بھی ماننا چاہیے۔ قیامت صغریٰ کو نہ مانے تو بھی مؤمن نہیں ہوتا قیامت کبریٰ کو نہ مانے تو بھی مؤمن نہیں ہوتا **مالك یوم الدین** قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اصل تو اس سے مراد قیامت کبریٰ ہے لیکن درمیان میں جو قیامت کبریٰ کا مقدمہ ہے، ہم اسے بھی مانتے ہیں اور قیامت کے دن کو بھی مانتے ہیں۔

مالك یوم الدین کا فلسفہ

اللہ رب العزت نے **مالك یوم الدین** فرمایا ہے **قاضی یوم الدین** نہیں فرمایا، اللہ قیامت کے دن فیصلہ فرمائیں گے مالک بن کر نہیں، جج بن کر نہیں

فرمائیں گے۔ جج کی عدالت کا ضابطہ اور ہوتا ہے اور مالک کی عدالت کا ضابطہ اور ہوتا ہے۔ جج قانون کا پابند ہوتا ہے اور مالک قانون کا پابند نہیں ہوتا، اسی لیے اللہ جو قیامت کو فیصلے فرمائیں گے اس میں اللہ قانون کا پابند نہیں ہے، جی چاہے قانون دیکھے اور سزا دے اور جی چاہے، اپنے اختیارات دیکھے اور بندے کو معاف فرمائے۔

اس لیے اللہ کے دربار سے آدمی کو بڑی امیدیں رکھنی چاہییں۔ اللہ جج بن کر فیصلہ نہیں فرمائیں گے، اللہ قاضی بن کر فیصلہ نہیں فرمائیں گے، بلکہ مالک بن کر فیصلہ فرمائیں گے۔ جج قانون کا پابند ہوتا ہے، مالک قانون کا پابند نہیں ہوتا۔ اگر عدالت جج کی ہو اور اس میں کیس چلا جائے اور استغاثہ شہادتوں کے ساتھ جرم کو ثابت کر دے، تو جج کو معاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ جج معاف تب کر سکتا ہے، کچھ شہادت میں سقم اور کمزوری ہو پھر معاف کرتا ہے، کوئی دنیا میں ایسا جج نہیں جو یہ کہہ دے کہ جرم ثابت ہے لیکن میں معاف کرتا ہوں۔ جج ایسا کر ہی نہیں سکتا، جرم ثابت ہو تو جج قانون کے مطابق فیصلے کا پابند ہے، لیکن مالک قانون کا پابند نہیں ہے۔

مالک یوم الدین کی محسوس مبصر مثال

اگر دوکان پر چوری ہو گئی اور دکان میں جو آپ نے ملازم رکھا ہوا ہے، وہ چور کو پکڑ لے اور عدالت میں لے جائے اور چوری عدالت میں ثابت کر دے تو جج معاف نہیں کر سکتا، اگر معاف کرے گا تو آپ کا ملازم شور مچائے گا کہ جج صاحب! آپ نے کیسے معاف کیا، میں نے تو ثابت کر دی ہے، لیکن اگر یہی ملازم آپ کا چور کو پکڑ کر اور مالک کی عدالت میں آپ کے پاس لے آئے، آپ کیس سنیں اور کہیں جی میں نے معاف کر دیا، اب اس پہ ملازم نہیں کہہ سکتا، جی آپ نے کیوں معاف کیا؟

آپ کہیں گے میں جج نہیں ہوں، میں مالک ہوں، میرا دل کرے، سزا دوں

اور دل کرے، میں معاف کر دوں۔ تو قیامت کو اللہ کے دربار میں ملائکہ انسان کے گناہوں پر گواہ بن کر بھی آئیں گے، اللہ اس گواہی کے پابند نہیں ہیں، بعض بندے گناہ کا اعتراف کریں گے، اللہ پھر بھی معاف کر دیں گے، اس لیے کہ اللہ قانون کے پابند نہیں ہیں۔ حدیث مبارک میں ہے اللہ ایک بندے کو بلا کر پوچھیں گے تم نے گناہ کیا؟ وہ ڈرتا ہوا اقرار کرے گا میں نے کیا اللہ فرمائیں گے یہ بھی کیا؟ وہ ڈرتا ہوا اقرار کرے گا جی میں نے کیا پھر پوچھیں گے یہ بھی کیا؟ وہ ڈرتا ہوا اقرار کرے گا میں نے کیا وہ کانپ جائے گا، پتا نہیں میرے ساتھ کیا ہو گا۔

اللہ تعالی فرمائیں گے میں نے یہ بھی معاف کیا، یہ بھی معاف کیا، یہ بھی معاف کیا اور حدیث مبارک میں آتا ہے کہ اس بندے کو اتنی جرأت ہو گی جب اللہ اس کے گناہ معاف کریں گے تو پھر کہے گا اللہ میں نے کچھ اور بھی کیے ہیں، میں نے کچھ اور بھی کیے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگی، ابھی ڈر رہا تھا اور ابھی جب اللہ نے معافی شروع کی تو پھر اور گناہوں کے نام لے رہا ہے۔

سنن ترمذی، رقم الحدیث: 2596

چونکہ اللہ جج نہیں ہوں گے بلکہ اللہ مالک ہوں گے، اس لیے اپنا دل بڑا رکھیں سمندر کی جھاگ برابر بھی گناہ کر لیں، تب بھی دل چھوٹا نہ کریں، ہم نے جج کی عدالت میں نہیں جانا، مالک کی عدالت میں جانا ہے، مالک اپنے قانون شاہی کو دیکھ کے معاف فرما دیں گے، ان شاء اللہ۔

اللہ روزِ قیامت مالک کی حیثیت سے حساب فرمائیں گے، کیسے؟

میں اس کی ایک مثال دے کر بات سمجھاتا ہوں تاکہ بات جلدی سمجھ

آجائے، اگر آپ ایک آدمی کو دوکان پر رکھیں، اور آپ مالک ہیں، اس نے چھ مہینے، سات مہینے، ایک سال کام کیا، اس کے بعد آپ کے پاس وہ دوماہ اور رہا لیکن دوماہ کی آپ نے تنخواہ نہیں دی، سال کی تنخواہ دی ابھی دوماہ کی باقی تھی، تنخواہ اس لیے باقی تھی کہ آپ تنخواہ تین مہینے بعد اکھٹی دیتے تھے، دوماہ کام کیا، ابھی اس کی تنخواہ باقی تھی چونکہ تنخواہ تو تین مہینے کے بعد دینی تھی، آپ کی دوکان کا ضابطہ تین ماہ بعد، پھر تین مہینے، بعد پھر تین مہینے بعد کا ہے۔ اس نے کچھ گڑبڑ کی اور دوڑ گیا۔

آپ اس کی تلاش کر رہے تھے، دوکان میں گڑبڑ بھی کی ہے، نقصان بھی کیا ہے، چوری بھی کی ہے، کچھ مال لیا اور دوڑ گیا، آپ اس کی تلاش کرتے رہے، سال میں مشکل میں دوسرے شہر سے وہ پکڑا گیا، کسی آدمی نے نے نشان دہی کی آپ نے پولیس سے کہا، پولیس پکڑ کر آپ کے پاس اس کو لے آئی۔ اس بندہ نے چوری کی تھی اور پکڑا گیا اب جب وہ آیا تو گھبرا رہا تھا کہ میں نے چوری کی ہے، میں نے دوکان کو نقصان بھی دیا ہے، بہت بڑا نقصان کیا ہے، میرے ساتھ کیا بنے گا اور مجھے پولیس پکڑ کر لائی ہے، اس کو لاتے ہی اس کو پیار کے ساتھ کہیں، بیٹا! آپ نے غلطی کی ہے کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم نے معاف کیا، چلو دکان پر کام شروع کرو، وہ سوچ رہا تھا کہ مجھے سزا دیں گے، مجھے ماریں گے، اور آپ نے سب کچھ معاف کر کے کہا، چلو بیٹا! اب دکان پہ کام کرو، ہم نے معاف کر دیا ہے، چھوڑو ان باتوں کو۔

وہ تھوڑی دیر بعد، پتا ہے کیا کہے گا، ایک اور بات کہہ دوں؟ آپ نے کہنا ہے، کیا؟ وہ جو دوماہ کی تنخواہ ہے، وہ دیں گے مجھے؟ [مجمع ہنستے ہوئے] پہلے وہ ڈر رہا تھا کہ میرے ساتھ پتا نہیں کیا ہوگا۔ جب آپ نے پچھلی کوتاہی معاف کر دی تو پھر وہ سمجھا، مالک جوش میں ہے، اس جوش کو دیکھ کر پھر بولتا ہے، سر میں ایک بات کہہ سکتا ہوں؟ ہاں پوچھو یہ جو دوماہ کی تنخواہ ہے، وہ بھی دیں گے ناں مجھے؟ تو قیامت کے دن جب اللہ

پچھلے جرائم معاف فرمائیں گے تو پھر بندہ جری ہو گا، اللہ میں نے ایک بات اور بھی کرنی ہے[مجمع مسکراتے ہوئے]

مالک یوم الدین اللہ قیامت کے دن مالک بن کر فیصلے فرمائیں گے۔

اللہ کے سامنے سفارش چلے گی، وکالت نہیں

ایک بات اور سمجھیں! جب عدالت جج کی ہوتی ہے، اس میں کیس لڑنے کے لیے وکیل آتے ہیں، جب عدالت جج کی ہوتی ہے تو کیس لڑنے کے لیے وکیل آتے ہیں۔ آپ کے ملک کا سسٹم، آپ جانتے ہیں، میں اپنے سسٹم کی بات کررہاہوں اور ہمارے پاکستان کا بھی یہی حال ہے، ہم بھی مسلمان ہیں، وکیل بھی مسلمان ہیں ملزم بھی مسلمان ہے، مدعی بھی مسلمان ہے، جج بھی مسلمان ہے، قانون کافر ہے۔ [مجمع قہقہے لگاتا ہوا] آپ کے ہاں تو یہ معاملہ نہیں ہے نا؟

آپ کے ہاں تو جج مسلمان نہیں ہے، ہو سکتا ہے آپ کا مخالف مسلمان نہ ہو، وہاں مدعی بھی مسلمان، اور جو مخالف ہے ملزم، وہ بھی مسلمان، گواہ بھی مسلمان، جج بھی مسلمان، سب مسلمان ہیں، قانون کافر ہے، تو ہمارے اوپر ظلم تو آپ سے زیادہ ہو رہا ہے، آپ اندازہ کریں! کتنی عجیب پالیسی ہے؟ اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔

خیر میں بات کر رہا تھا، اگر عدالت میں کیس آئے تو پھر وکیل پیش ہوتا ہے۔ خدانخواستہ، خدانخواستہ اگر کسی کے ہاتھوں قتل ہو جائے تو لوگ ایف آئی آر درج کراتے ہیں، تھانے والے ملزم کو گرفتار کرتے ہیں، ملزم گرفتار کر کے عدالت میں لاتے ہیں، عدالت جسے ماتحت لوئر عدالت کہتے ہیں، سیشن کورٹ ہے سپیشل کورٹ ہے، وہ سزائے موت کا فیصلہ کرتی ہے۔

وکیل آپ کا پورا کیس لڑتا ہے، لیکن جنگ ہار جاتا ہے، پھر لوگ گھر میں

نہیں بیٹھتے بلکہ اس کیس کے خلاف ہائی کورٹ میں جاتے ہیں، ہائی کورٹ میں اپیل کرتے ہیں اور سیشن کورٹ سے بڑا وکیل آپ وہاں کھڑا کرتے ہیں اور پیسے دیتے ہیں، وہ وکیل جنگ لڑتا ہے، جنگ لڑتا ہے، پھر جنگ ہار جاتا ہے، تو پھر بھی گھر نہیں بیٹھتے۔ پھر اس کے خلاف سپریم کورٹ میں جاتے ہیں، اور سپریم کورٹ میں اس سے بڑا وکیل تیار کرتے ہیں۔ وہ وکیل کیس لڑتا ہے، لڑتا ہے، اور وہ بھی ہار جاتا ہے، اب سپریم کورٹ کہتی ہے کہ اس کو سزائے موت دے دو، سیشن کورٹ نے فیصلہ کیا، سپیشل کورٹ نے یا سیشن کورٹ نے، تو ہائی کورٹ اس کو بحال رکھتی ہے، اب اس کے خلاف سپریم کورٹ گئے، سپریم کورٹ نے بحال رکھا۔

اس کے بعد کہاں جاتے ہیں؟ پھر صدر کے پاس جاتے ہیں اور صدر مملکت کو درخواست دیتے ہیں کہ ہمارے بیٹے نے قتل کیا تھا، عدالت نے سزا سنادی ہے، تو اب آپ ہمارے اوپر رحم فرمائیں اور ہمارے بیٹے کو معاف کر دیں تو وہاں وکیل لے کر نہیں جاتے بلکہ وہاں سفارش لے کر جاتے ہیں، صدر کے پاس ایم این اے، ایم پی اے، منسٹر جو بھی ہے اس کی سفارش لے کر جاتے ہیں کیوں؟

جب تک جج کی عدالت تھی، وکیل اپنا کام کر رہا تھا اور جب جج کی عدالت سے نکل کر کیس ملک کے بادشاہ کی عدالت میں چلا گیا، اب وکیل نہیں جاتا، اب سفارشی جاتے ہیں، اللہ قیامت کو مالک (بادشاہ) بن کر فیصلہ کریں گے، جج بن کر فیصلہ نہیں کریں گے، اس لیے پتا چلا قیامت کو خدا کی عدالت میں کوئی وکیل کام نہیں آئے گا، اگر وہاں کام آئے گا، تو سفارشی کام آئے گا۔

دنیا میں کون سفارشی، کون وکیل

اب بات سمجھیں! آپ اپنے بچے سکول اور کالج بھیجیں، ہم منع نہیں

کرتے، لیکن مدرسوں میں ضرور بھیجیں، ہم اس کی ترغیب دیتے ہیں، اس لیے کہ سکول اور کالج میں وکیل بنتے ہیں، مدارس میں سفارشی بنتے ہیں۔ [مجمع سبحان اللہ سبحان اللہ کرتا ہوا] سکول اور کالج میں وکیل بنتے ہیں اور مدارس میں سفارشی بنتے ہیں، یہ جہاں ہم بیٹھے ہیں، مدرسہ عمر بن الخطاب ہے۔ میں تو مولانا سے کہتا ہوں اللہ آپ کو جگہ دے۔ کھلا اور بڑا سا دارالعلوم بنائیں، اللہ سے مانگیں، اللہ نے دینا ہے، یہ لوگ تو نہیں دے سکتے، یہ برداشت کرلیں تو بڑی بات ہے۔ [مجمع ہنستا ہوا]

مولوی کو چندہ دینا تو بعد کا مسئلہ ہے، مولوی کو برداشت کرلیں، تو بڑی بات ہے۔ اللہ کا شکر ہے آپ حضرات مدارس سے تعاون کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے۔ میں گزارش کررہا تھا، مدرسہ والوں سے آپ نے کہنا ہے کہ مولانا اپنے بچوں سے کہیں! ذرا ہمارے ابا کے لیے دعا کریں۔

جہاں طب کی انتہاء، وہاں سے سفارش کی ابتداء

جہاں پر طب اور ڈاکٹروں کی انتہاء ہوتی ہے، وہیں سے سفارشوں کی ابتداء ہوتی ہے۔ جہاں ڈاکٹر کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے سفارشی کی ابتداء ہوتی ہے۔ بیٹا کسی کیس کے سلسلے میں جیل میں چلا گیا ہے، آپ نے بڑے بڑے وکیل، لاکھوں ڈالر فیس دے کر کھڑے کیے ہیں، کسی وجہ سے خدا نہ کرے اس بیٹے کا انتقال جیل میں ہو جائے، اور سپرٹنڈنٹ جیل سے آپ کے گھر فون کرکے کہتا ہے کہ آپ ذرا تھوڑی دیر کے لیے جیل آجائیں، آپ پریشان ہیں، رات بارہ بجے فون کیسے آگیا، وہاں گئے تو اس کی آنکھوں میں بھی آنسو ہیں۔

سپرٹنڈنٹ جیل بھی کہتا ہے، ہمیں بہت دکھ ہے کہ آپ کا جوان بیٹا تھا اور فوت ہو گیا ہے، آپ روزانہ وکیل کے چیمبر کا چکر لگاتے تھے روزانہ، اب وکیل کے

چیمبر کا چکر نہیں لگائیں گے، اب مدرسے میں پہنچیں گے مولانا طلباء سے کہنا ہمارے بیٹے کے لیے دعا کریں، اللہ اس کو بخش دیں تو جہاں وکیل کی انتہاء ہوتی ہے، وہاں سے مولانا صاحب کی ابتداء ہوتی ہے۔ تو وہاں بچے بھیجیں، وکیل اور ڈاکٹر بنیں گے، یہاں بچے بھیجیں گے، ان شاء اللہ سفارشی بنیں گے۔

کہاں وکیل کہاں سفارشی

دنیامیں اگر کسی پر کیس بنے، اس کو وکیل چاہیے اور قیامت کا کیس بنے تو پھر سفارشی چاہیے، بتائیں دنیامیں اگر کیس بنے تو؟ وکیل چاہیے، قیامت میں کیس بنے تو پھر؟ سفارش چاہیے۔ دنیامیں ہر کسی پر کیس نہیں بنتا، قیامت میں ہر کسی پر کیس بنتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں کسی کسی کو وکیل چاہیے اور قیامت کے دن ہر بندے کو سفارشی چاہیے، تو آپ اپنے سفارشی چاہتے ہیں؟ سفارشی تو بہت ہوتے ہیں، ان میں سے جو سب سے زیادہ آسان سفارشی ہے، وہ آپ کے اپنے گھر میں ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ شُفِّعَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ

مسند احمد، رقم الحدیث:1268

حافظِ قرآن کی فضیلت

جو بندہ ایک بچہ قرآن کا حافظ بنادے، تو وہ بچہ خاندان کے دس ایسے آدمی جنت میں لے جائے گا، جن پر جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہو گا۔ تو آپ میں سے ہر بندہ ارادہ کرلے کہ میں اپنے بیٹے کو قرآن کا حافظ بناؤں گا، جن کے ارادے ہیں، وہ ہاتھ کھڑا کریں، مولوی ہاتھ کھڑا کرتے ہیں، جو پہلے ہی لگے ہوئے ہیں [مسکراتے ہوئے

فرمایا] کرائیں گے ناں بھائی! ان شاء اللہ۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ پاک ہمیں دوبارہ پھر لائے اور آپ پھر بھی بچے داخل نہ کرائیں۔

لطیفہ

ہمیں ان شاء اللہ کہہ کر خوش نہیں کرنا، اپنے بیٹے داخل کراؤ، کرائیں گے ناں؟ ان شاء اللہ! ایسا نہ ہو کہ وہ ایک لطیفہ جیسا قصہ بنے، کہ ایک مولوی صاحب آئے بیان کرنے کے لیے، مدرسے والوں نے بلایا اور مدرسہ والوں نے کہا جی! آپ کے لوگ بہت معتقد ہیں تو آپ ان سے اپیل کریں، ہمیں دو ایکڑ زمین چاہیے۔ آپ کی بات پر زمین دے دیں گے۔ تو مولانا صاحب نے بیان کیا، دو ایکڑ کی اپیل کی، بھائی مدرسے والوں کو زمین دو! ایک آدمی کھڑا ہوا، گاؤں کا چوہدری، وڈیرا۔ بڑا آدمی اس نے کہا جی میں دو ایکڑ دوں گا اس نے ہاتھ کھڑا کیا لکھوایا اور چلے گئے۔

اب صبح مدرسے والوں نے کہا یہ تو بڑا آدمی ہے، ہمیں تو نہیں دے گا، حضرت آپ ہی اس سے ذرا نام لکھوادیں، صبح اس کے گھر چلے گئے تو اس نے پوچھا، حضرت قبلہ! کیسے تشریف لے آئے؟ چائے پیئں گے، مکھن کھائیں گے، دودھ پیئں گے؟ تو مولانا صاحب نے فرمایا، ناشتہ تو کر لیا ہے، وہ رات آپ نے دو ایکڑ زمین دی تھی مدرسے والوں کو، ذرا وہ ان کو لکھوادو۔ اس نے کہا او سادے لوگو! ہم نے سوچا کہ ایک گھنٹہ اس نے ہمیں خوش کیا ہے، ایک منٹ ہم بھی خوش کرتے ہیں [مجمع ہنستا ہوا]

ہم نے سوچا کہ ایک گھنٹہ مولوی صاحب نے خوش کیا ہے، ایک منٹ ہم بھی خوش کر دیں، تو کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ رنگون والے کہو، پاکستان سے مولوی صاحب آئے تھے، یہ ہمیں خوش کرتا رہا، ان شاء اللہ، ان شاء اللہ کہہ کر ہم بھی خوش کر دیں گے، ایسا تو نہیں ہو گا ناں؟ آپ میں سے ہر بندہ نیت کر لے، بس ہر بندہ

یہ فیصلہ کرلے کہ ہم نے اپنا بیٹا مدرسے بھیجنا ہے۔ بھیجیں گے ناں ان شاءاللہ؟

[سامعین: انشاءاللہ]

جو حافظ بنے گا وہ کاروبار بھی کرے گا، وہ تجارت بھی کرے گا، اس سے دماغ تیز ہوتا ہے، کمزور نہیں ہوتا۔ اپنا دل چھوٹا نہ کریں، تاجر بھی اولاد کو بناؤ، زمیندار بھی اولاد کو بننا چاہیے۔ اور ملازم بھی اپنی اولاد کو بنا سکتے ہو، ساتھ یہ فیصلہ فرمائیں کہ ہم ایک بیٹا اپنے مدرسے کو دیں گے، انشاءاللہ۔ دوگے نا انشاءاللہ؟ میں نے اس لیے کہا، دوبارہ پھر آپ کے شہر میں آئیں، اللہ لے آئے، دوبارہ پھر آئیں تو ایسا نہ ہو کہ میں مولانا سے پوچھوں کہ بھائی کوئی آیا ہے؟ کہے کوئی بھی نہیں آیا، کسی اور سے پوچھوں، کہے جی کوئی بھی نہیں آیا، ہمیں کچھ نہیں کرنا، یہ ہر کسی کی ضرورت ہے، اپنے بچے دوگے آپ کی ضرورت پوری ہو گی۔

حافظ قرآن کی شفاعت کیونکر؟

اچھا یہ بتائیں وکیل کہاں سے بنتے ہیں؟ وکیل کہاں سے بنتے ہیں؟ [کالج میں] [مجمع کا جواب] اور سفارشی کہاں بنتے ہیں؟ [مدرسے میں] [مجمع کا جواب] آپ رنگون میں رہتے ہیں اور آپ کا منسٹر کسی اور شہر میں ہے، یہاں سے اس منسٹر کے شہر کا پانچ سو کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور آپ نے منسٹر سے کام کرانا ہے اور کسی آدمی کو ساتھ لے کر جاتے ہیں، جس کا منسٹر سے تعلق ہو، سفارش کرانے کے لیے۔ تو اس منسٹر کا وہ جو سفارشی آپ لے کر جا رہے ہیں، اس کی گاڑی میں پٹرول آپ ڈالیں گے یا سفارشی ڈالے گا؟ جی؟ نہیں بات سمجھ آئی؟

آپ کا منسٹر سے کام ہے۔ جو پانچ سو کلو میٹر دور رہتا ہے، ایک آپ کے شہر کا بڑا آدمی ہے، جس کا منسٹر سے تعلق ہے، آپ اس کو ساتھ لے کر گئے ہیں سفارش

کرانے کے لیے، تو جو راستے میں گاڑی میں پیٹرول ڈلوانا ہے، وہ آپ ڈالیں گے یا سفارشی ڈالے گا؟ [خود ڈالیں گے، سامعین] راستے میں جو کھانا کھلانا پڑے گا وہ؟ خود یا سفارشی؟ [خود، مجمع کا جواب] تو یہ جو مدرسے ہیں، ان کو اگر آپ پیسہ دیتے ہیں، کوئی مدرسہ پر احسان کرتے ہیں؟ کچھ بھی احسان نہیں ہے، وہ جو آپ نے سفارشی کی گاڑی میں پیٹرول ڈلوایا ہے، اس پر آپ نے احسان کیا ہے؟ اپنی ضرورت کے لیے ہے، اس کو رستے میں آپ نے جو قورمہ کھلایا ہے، کباب کھلائے ہیں، وہ کیوں کھلائے؟ تاکہ خوش ہو کر سفارش کرے۔

تو مدرسوں میں جو طلباء کو آپ کھلاتے ہیں، ان پر احسان نہیں کرتے، اس لیے کہ یہ آپ کی سفارش کریں گے، تو سفارشی کو کھلا کر سفارشی پر احسان نہیں ہوتا، یہ سفارشی کا احسان ہوتا ہے کہ آپ سے کھائے، اور آپ کی سفارش کرے، اس لیے جب علماء کی خدمت کریں، تو احسان نہ چڑھایا کریں، یہ آپ کے سفارشی ہیں اور سفارشی کی گاڑی میں پٹرول خود ڈالتے ہیں۔

تو آپ حضرات دو کاموں کا بہت اہتمام کریں:

نمبر1: اپنے بچوں کو حافظ بنائیں

نمبر2: حافظوں پر پیسے خرچ کریں

میں چندہ نہیں مانگ رہا۔ اللہ کی قسم! مسجد میں بیٹھ کر کہہ رہا ہوں، میں نہ چندہ لینے کے لیے آیا ہوں، نہ ہمیں آپ کے چندے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ اپنے بچوں کو حافظ بھی بناؤ، مدارس پر پیسے خرچ کرو، علماء پر خرچ کرو، مدارس پر خرچ کرو، آج خرچ کرو گے آئندہ نسلوں کا ایمان بچ جائے گا۔ آج پیچھے ہٹ جاؤ گے آئندہ نسلیں ایمان سے دور ہو جائیں گی، دنیا میں ایمان کو بچانے کا ذریعہ یہ مدارس ہیں، خانقاہیں ہیں۔ تبلیغ کا کام مدارس سے اٹھتا ہے، مساجد کے امام، مدارس سے

پیدا ہوتے ہیں۔ یہ مدارس ہیں جو دین کے سارے شعبے زندہ کرتے ہیں، دین کے سارے شعبے زندہ کرنا چاہو، تو مدارس کو مضبوط کرو!

اپنے ایمان کو بچانا چاہو تو مدارس کو مضبوط کرو، آئندہ نسلوں کا ایمان بچانا ہے تو مدارس کو مضبوط کرو۔ دو کاموں کا بہت اہتمام کریں: اپنی اولاد کو دین پڑھائیں اور جو دین پڑھتے ہیں، ان پر اپنا پیسہ خرچ کریں، اللہ آپ کو بہت دے گا انشاء اللہ۔ اللہ اولاد بھی دے گا، اللہ مال بھی دے گا، اللہ کو دیں، اللہ بندے کو محروم نہیں کرتے، اللہ کریم ہے، اللہ کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔

میں نے ترغیب اس لیے نہیں دی کہ مجھے کسی نے کہا ہے، میں اپنے دل کی بات کر رہا ہوں۔ ہم نے اپنی اولاد کو بھی مدرسہ میں پڑھایا ہے، بھائی تم مدرسے داخل ہو جاؤ، قرآن پڑھو، باقی رزق کا معاملہ تو اللہ کے ذمہ ہے، اللہ دیں گے مالك یوم الدین اللہ قیامت کے دن کا مالک ہے، جج اور قاضی نہیں ہے، اللہ مالک ہے۔ اللہ کو مالک ہی سمجھیں، اللہ کو جج اور قاضی نہ سمجھیں۔

اللہ کی عدالت، دنیا کی عدالت

آخری بات سمجھیں! دنیا کی عدالت اور اللہ کی عدالت میں ایک بہت بڑا فرق ہے، دنیا کی عدالت میں جج اور قاضی ہو یا ہمارا بادشاہ، کوئی بھی ہو، دنیا کی عدالت میں کبھی کبھی ملزم کو معافی مل جاتی ہے۔ لیکن ملزم کا ریکارڈ ختم نہیں ہوتا۔ دنیا کا بادشاہ مجرم کو معاف کر دیتا ہے، ریکارڈ ختم نہیں کرتا۔ اگر ایک آدمی نے دس چوریاں کی ہیں، عدالت میں کیس جائے، جرم ثابت نہ ہو، عدالت معاف کر دے یا جرم ثابت ہو اور جیل کاٹ رہا ہو اور بادشاہ معاف کر دے بھائی ہمارا نیشنل ڈے ہے اس موقع پر سارے چوروں کو ہم معاف کرتے ہیں، معافی دے دیتے ہیں، چوروں کا ریکارڈ ختم

نہیں ہوتا۔ اللہ کی عدالت ایسی ہے کہ جب اللہ کسی کو معاف کرتے ہیں تو اس کی ریکارڈ کو ختم کر دیتے ہیں حدیث مبارک ہے:

إذا تاب العبدُ أنسى اللهُ الحفظةَ ذنوبَه وأنسى ذلك جوارحَه ومعالِمَه من الأرض حتى يلقى اللهَ وليس عليه شاهدٌ من اللهِ بذنبٍ

جامع الاحادیث، رقم الحدیث: 1601

جب بندہ گناہوں سے توبہ کرلیتا ہے، اللہ فرشتوں کو بھلا دیتے ہیں، بندے کے اعضاء کو بھلا دیتے ہیں، جس زمین پر گناہ کیا، اس زمین کو بھلا دیتے ہیں، قیامت کے دن خدا کے دربار میں جائے گا، اس کا ریکارڈ بھی نہیں ہو گا، اس کے خلاف کوئی گواہ بھی نہیں ہو گا۔

وماعلینا الاالبلاغ

تقلید کی ضرورت واہمیت

بمقام: دفتر جمعیت العلماء، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ و نستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد انّ سیدنا ومولٰنا محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً

اللہ رب العزت کا بہت بڑا فضل ہے، اللہ رب العزت نے ہمیں قرآن کریم جیسی مقدس کتاب عطا فرمائی ہے اور ختم نبوت کی برکت سے ہمیں فقہ کی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں چونکہ بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن کا سمجھانا اور سمجھنا بہت ضروری ہے لیکن جس قدر بھی مسائل سمجھنا اور سمجھانا ضروری ہیں ان میں ہمارے خیال میں سب سے بنیادی مسئلہ تقلید کا ہے۔ یہ مسئلہ بنیادی کیوں ہے ؟

مسئلہ تقلید اساسی مسئلہ ہے

اس لیے کہ اگر تقلید کا مسئلہ حل ہو جائے تو لاکھوں مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ایک تقلید کا مسئلہ حل نہ ہو تو لاکھوں مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کس کس مسئلہ پر لوگوں کو مطمئن کریں گے ؟ اور جب آپ ایک پر اعتماد کریں گے تو سارے مسئلہ حل ہو جائیں گے۔ اگر آپ اپنے ملک کے کسی آدمی کو حاکم تسلیم نہیں کریں گے تو ہر شہر، ہر گلی اور ہر گھر میں لڑائی ہو گی اور اگر کسی کو حاکم مان لیں گے، تو

ہر لڑائی ختم۔ اس لیے کہ حاکم جو قانون دے گا اس پہ عمل کریں گے، تو مسئلہ آسان ہو گا اور اگر ملک ہو اور ملک کا حاکم نہ ہو، تو پھر اس ملک میں خانہ جنگی ہے، لڑائی ہے، فساد ہے، اس کو سنبھالنا بہت مشکل ہے۔

ملکی خانہ جنگی کیسے ختم ہو

کسی ملک میں خانہ جنگی ختم کرنے کے لیے وہاں کا کوئی غیر متنازعہ حاکم ہونا چاہیے۔ اگر اس کو کسی سے اختلاف بھی ہو تو یہ اختلاف قانون کی حدود میں ہو، تاکہ اس ملک کے نظام کو چلایا جاسکے۔ بالکل اسی طرح ہمیں دس، پندرہ، سو نہیں بلکہ لاکھوں مسائل پیش آتے ہیں اور قیامت تک یہ مسائل پیش آتے رہیں گے۔ اور ان تمام مسائل کا حل ختم نبوت کی برکت سے فقہاء، مجتہدین اور ان کی تخریج ہے۔ ان کو مان لیں گے تو سارے مسائل ٹھیک، اور اگر ان کو ہم نہیں مانیں گے، تو ہر مسئلہ پر اختلاف ہو گا۔

کمسن بچے کا مناظرہ

ہمارے ہاں پنجاب میں ایک شہر ہے شیخوپورہ، ضلع شیخوپورہ میں۔ مجھے ایک بیان میں وہاں جانا ہوا۔ میرے میزبان نے ایک آٹھ یا نو سال کا بچہ تھا، ان سے ملاقات کروائی اور خصوصیت سے کہا کہ آپ اس بچہ سے ملاقات کریں، میں نے بلایا اور پوچھا کہ اس کی خصوصیت کیا ہے؟ انہوں نے بڑے اہتمام سے ملاقات کروائی اور بتایا کہ یہ بچہ آپ کے بیانات سنتا رہتا ہے اور ہمارے گھر میں ایک چھوٹا سا مناظرہ ہوا، جو اس بچے نے کیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ یہ مناظرہ سنیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مناظرہ کس سے ہوا؟ تو انہوں نے کہا اپنی ممانی سے۔

میں نے کہا کہ مناظرہ کی وجہ تو کوئی ہو گی؟ اس نے کہا چونکہ ہم مقلد ہیں

اور ہمارے گھر میں جو عورت آئی ہے، اس کی ممانی، وہ غیر مقلدن ہے۔ تو اس نے آکر ہمارے گھر کافی مسائل پیدا کیے ہیں، کبھی رفع یدین، کبھی مسئلہ آمین، اور کبھی کسی اور مسئلے میں، اس بچے نے اپنی ممانی سے کہا کہ ہم مناظرہ کر لیتے ہیں، ممانی نے کہا کہ کر لو مناظرہ، کس بات پہ کریں گے؟

ایک بات یاد رکھیں۔ جب بھی کوئی غیر مقلد آپ سے بات کرے گا، تو سب سے پہلے مسئلہ رفع الیدین کا چھیڑے گا، ہمیشہ یاد رکھنا! دوسرے مسائل نہیں چھیڑے گا، اس لیے کہ غیر مقلدین کے نزدیک سب سے مضبوط مسئلہ رفع الیدین کا مسئلہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں بہت مضبوط مسئلہ ہے، ہمارے پاس بخاری کی پانچ حدیثیں ہیں، صحیح مسلم میں اتنے ہی دلائل موجود ہیں، اس لیے ہم سے کوئی بات نہیں کر سکتا ہے۔ اگر اس مسئلے کی تیاری کی جائے تو غیر مقلدین کا سب سے کمزور مسئلہ رفع الیدین کا ہے، میں دو تین باتیں ان شاء اللہ پیش کروں گا تا کہ آپ کو کبھی بات کرنی پڑے تو آپ کے لیے الجھن نہ ہو۔

گفتگو کس موضوع پہ ہونی چاہیے

تو اس بچے نے کہا کس موضوع پہ؟ تو غیر مقلدن (مقلد کی مونث) عورت نے کہا کہ رفع الیدین پہ۔ بچے نے کہا رفع الیدین پہ بات نہیں کرتے بلکہ تقلید پہ بحث کرتے ہیں، اس نے کہا کیوں؟ بچے نے کہا جب ہم ایک امام کے مقلد ہو جائیں گے تو باقی مسائل پہ مناظرہ ختم ہو جائے گا۔ اور جب تک ایک امام کے مقلد نہیں ہوں گے تو ہر روز نیا مناظرہ ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ایک بات پہ مسئلہ صاف کریں تا کہ روزانہ کے مناظرے ختم ہو جائیں۔

بچے نے مناظرہ شروع کرنے سے پہلے ممانی پر سوال کیا کہ تقلید ایمان ہے یا

شرک؟ کبھی کسی غیر مقلد سے بات کریں تو پہلے مسئلے کا حکم لکھوائیں۔ وہ مسئلہ لکھے گا، حکم نہیں لکھے گا۔ یہ بالکل 100 فیصد آزمودہ ہے۔ اگر کوئی آپ سے رفع الیدین پہ بات کرتا ہے تو آپ اسے یہ کہیں کہ تو رفع الیدین کی حیثیت لکھ۔ فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے، مستحب ہے؟ وہ نہیں لکھے گا۔ وہ کہے گا چھوڑیں۔

آپ پوچھیں کہ جن مقامات پر تم رفع یدین کرتے ہو، اگر کوئی وہاں نہیں کرتا تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں ہو گی۔ اگر ایک مسئلے کا حکم نہیں، تو اس پر بحث کرنا فضول ہے۔ وہ کہے گا ہمارے ہاں فرض، واجب، سنت نہیں ہے۔ اسے کہیں ہم قرآن وحدیث سے دکھا دیتے ہیں۔ بہت سے مسائل کو حضور نے فرض فرمایا، بعض کو واجب فرمایا ہے، بعض کو مستحب اور بعض کو مکروہ فرمایا ہے۔ احادیث میں ایسی باتیں موجود ہیں، مثلاً:

الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

سنن أبي داود، رقم الحديث 1424

وتر کو واجب فرمایا۔

إن الله فَرَضَ صيامَ رمضانَ وسَنَنْتُ لكم قِيامَه

جامع الأصول في أحاديث الرسول، رقم الحديث 7122

اللہ نے روزہ فرض کیا، میں نے قیام کو سنت کہا ہے۔

ان اصطلاحات کا حدیث میں استعمال ہے۔ کسی کو واجب کہا، کسی کو سنت کہا، کسی کو مستحب کہا۔ آپ اس سے دوڑ نہیں سکتے۔ بلکہ آپ ان سے کہیں کہ ہم احادیث سے ثابت کر دیں گے کہ آپ کے مصنفین بہت سے مسائل پہ احکام لکھتے ہیں کہ یہ واجب ہے، یہ سنت ہے۔ تو وہ حکم کبھی نہیں لکھے گا۔ آپ کا واسطہ پڑے گا تو پتا چلے گا۔ مسئلہ بیان کرے گا مسئلے پر حکم نہیں لگائے گا کہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت

ہے۔ آپ کے سامنے نہیں لگائے گا، عوام کے سامنے لگائے گا، یہ فرض ہے۔ لیکن جب آپ کی باری ہوگی تو پھر نہیں بتائے گا کیوں؟ اس کو پتا ہے کہ عوام کے ساتھ معاملہ اور ہوتا ہے اور علماء کے ساتھ معاملہ اور ہوتا ہے۔

ان کی باقاعدہ تربیت کی جاتی ہے اور اپنے لڑکوں کو تیار کرتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو تیار نہیں کرتے اور اگر کوئی تیار ہونا بھی چاہے، تو اسکی حوصلہ شکنی کر کے روک دیتے ہیں۔ حالانکہ تیاری کرانی چاہیے۔ تیاری کرنے سے نہ حالات خراب ہوتے ہیں، نہ جماعتیں خراب ہوتی ہیں، نہ نظم تباہ ہوتا ہے۔ تیاری کرانے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

تبلیغی اکابر کی بات کا مطلب

میرا پاکستان رائیونڈ کی شاخ میں بیان تھا۔ میرے وہاں چونکہ مدارس میں الحمدللہ کثرت سے بیانات ہوتے رہتے ہیں، تو میں نے ان حضرات سے کہا کہ ہمارے رائیونڈ کے بزرگ ایک بات فرماتے ہیں، جو آپ سمجھتے نہیں ہیں۔ آپ کے رائیونڈ کے بزرگ حضرات فرماتے ہیں ہم بحث نہیں کرتے، منع کرتے ہیں۔ اس کا آپ مطلب نہیں سمجھتے، آپ مطلب سمجھیں تو پھر مناظرے سے نہ دوڑیں، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب آپ کی ایک جماعت گشت میں گئی ہے اور گشت کر رہی ہے اور وہاں اگر مخالفِ مذہب جماعت سے بات کرے تو ہم بحث نہیں کرتے، یہ مطلب ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اپنے بچوں کو گھر بیٹھ کر سمجھاتے بھی نہیں۔

اچھی طرح بات سمجھیں۔ جماعت گشت کر رہی ہے، وہاں غیر مقلد آتا ہے، سلفی آتا ہے، بحث کرتا ہے، تو ہم بحث نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے بزرگوں نے منع کیا ہے۔ لیکن اس نے جو شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں، اگر آپ واپس مسجد آکر شکوک و شبہات دور نہیں کریں گے تو آپ کا لڑکا تو بگڑ جائے گا اس سے بھی بحث

نہیں کرتے اور بند کمرے میں بھی نہیں سمجھاتے تو وہ کہے گا کہ پھر میں کیا کروں؟

میں نے کہا اس لیے بزرگوں کا جملہ سمجھا کریں جا بجا اپنے گناہ بزرگوں کے کھاتے میں نہ ڈالا کریں۔ انہوں نے یہ تو منع کیا ہے کہ گشت میں جا کر مخالفوں سے بحث نہ کرو لیکن یہ تو منع نہیں کیا کہ واپس مسجد میں آکر بچے کو سمجھائیں بھی نہ۔ ایک ہمارے ہاں فضائل اعمال پر اعتراض ہے، تو اس کا جواب نہ دیں، لیکن جب آپ واپس آئیں، پھر اپنے بچوں کو سمجھائیں ناں کہ بیٹے اس اعتراض کا جواب یہ ہے اور وہاں پر ہم نے اس اعتراض کا جواب اس لیے نہیں دیا کہ بحث کی ہماری پالیسی نہیں ہے۔

اپنوں کو کیسے جڑا رکھیں؟

اب آپ کا لڑکا آپ سے کبھی نہیں کٹے گا، آپ وہاں بھی بحث نہ کریں اور مسجد میں بھی نہ سمجھائیں، تو لڑکا غیر مقلد ہو جائے گا ناں! اس لیے بات کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ تو بچے نے کہا کہ چلو بات کریں۔ اب جو بھی سفر طے ہوا، اللہ ان حضرات کو جزائے خیر دے۔ حضرات آئے میں نے ان کو کہا کہ کہہ دو۔ تین دن وقت نکالو جو ذوق والے علماء ہیں، وہ تشریف لائیں، روزانہ گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ سبق کے انداز میں پڑھیں، آپ اس کو بیان نہ سمجھیں، سبق سمجھیں اور سبق پڑھنے میں تو کوئی عیب و عار نہیں ہوتا۔

امام ابو حنیفہ کا انوکھا خواب اور تعبیر

یہ ٹھیک ہے کہ آپ علم میں مجھ سے بڑے ہیں۔ لیکن میرے والا فن آپ کا تو نہیں ہے۔ ایک آدمی علم میں بڑا ہوتا ہے، لیکن اس کا فن نہیں ہوتا، تو فن میں فن والے پر اعتماد کرتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خواب دیکھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر گیا ہوں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر

مبارک میں ہڈیاں مبارک بکھری پڑی ہیں اور میں نے ان کو جمع کیا ہے۔ تو ایک شاگرد سے کہا کہ جاؤ امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھ کر آؤ کیونکہ ہمارا تو عقیدہ ہے:

إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء

سنن الدارمي رقم الحديث 1572

یعنی نبی کا جسم محفوظ ہے اس کو مٹی کھا ہی نہیں سکتی۔ اور دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ

إتحاف الخيرة المهرة رقم الحديث 6531

انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نبی کا جسم محفوظ بھی ہے اور زندہ بھی ہے، یہ ہمارا نظریہ ہے۔ جب ہمارا نظریہ ہے تو ہڈیاں مبارک بکھری ہوئی کیوں ہیں؟ تو آپ جاؤ اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھو۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس جانے سے پہلے کہا کہ یہ نہ بتانا کہ خواب کس نے دیکھا ہے۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے پہلا سوال یہ کیا کہ یہ خواب دیکھنے والا کون ہے؟ تو شاگرد نے کہا کہ جس نے خواب دیکھا ہے، اس نے مجھے منع کیا تھا کہ یہ نہ بتانا کہ خواب دیکھنے والا کون ہے۔ امام ابن سیرین فرمانے لگے۔ یہ خواب حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کو اس نے کہا کہ اب تو آپ نے خود ہی بتادیا کہ خواب کس نے دیکھا ہے، ابن سیرین رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ جاؤ پھر امام صاحب رحمہ اللہ کو مبارک باد دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، منتشر ہے، اس کو ایک جگہ جمع کرنے کا کام اللہ تعالی تم سے لیں گے۔

تعبیر کی حکمت

اس خواب کی تعبیر یہ کیوں ہے؟ یہ وہاں لکھا ہوا نہیں ہے، مگر میں بتاتا ہوں کہ اس خواب کی یہ تعبیر کیوں ہے، وجہ یہ ہے کہ ہمارے اعمال کا نام دین ہے اور رسول اللہ کی ذات کا نام دین ہے۔ ہماری ذات دین نہیں بلکہ ہماری نماز، روزہ اعمال دین ہیں۔ امتی کے اعمال دین ہوتے ہیں، نبی کی ذات دین ہوتی ہے۔ اس لیے امتی کے اعمال سے بھی وہ نفع نہیں ہوتا جو نبی کی ذات سے ہوتا ہے اور امتی کو اعمال سے وہ کچھ نہیں ملتا جو رسول اللہ کی ذات کی صحبت سے ملتا ہے۔ نبی پاک کی ذات دین ہے۔ یہ جو فرمایا کہ ہڈیاں بکھری پڑی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا دین اس دنیا میں منتشر ہے پھیلا ہوا ہے لیکن یکجا نہیں ہے۔ امام صاحب کو خوشخبری دی ہے کہ ایک جگہ جمع کرنے کا کام اللہ تعالی تم سے لیں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے اتفاق کیا ہے کہ

فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ الْفِقْهَ وَرَتَّبَهُ أَبْوَابًا وَ كُتُبًا عَلَى نَحْوِ مَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ

ردالمحتار، مقدمہ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 121

سب سے پہلا وہ شخص جس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو جمع کیا، اس کا نام امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے۔

فن صاحب فن سے

میں نے یہ واقعہ اس لیے سنایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بڑے عالم تھے یا ابن سیرین؟ (امام صاحب رحمہ اللہ تھے) لیکن خواب کی تعبیر کے لیے ابن سیرین کے پاس بھیجا، اس لیے کہ فن ان کے پاس تھا، تو آپ مت شرمائیں کہ یہ ہم سے چھوٹا ہے میں آپ سے بہت چھوٹا ہوں، علم میں بھی، عمر میں بھی، لیکن یہ فن میرا ہے،

آپ کا فن نہیں ہے۔

شعبان میں جامعۃ الرشید کراچی میں علماء کا اجتماع ہوتا ہے، اس میں بڑے بڑے علماء مدعو تھے۔ میرا نام بھی تھا، اور کئی مفتی بھی تھے، مفتی ابولبابہ شاہ صاحب بھی تھے۔ وہاں میں نے عرض کیا اگر ہمیں فلکیات کا مسئلہ ہو، تو ہم جامعۃ الرشید سے پوچھیں گے۔ غیر مقلدیت کا پوچھنا ہو، تو آپ ہم سے رابطہ کریں، یہ فن آپ کا ہے، وہ فن میرا ہے، آپ کو فتویٰ پوچھنا پڑے تو دارالعلوم کراچی میں مفتی تقی عثمانی صاحب سے پوچھیں اور چھیڑ چھاڑ پوچھنی ہو تو ہم سے پوچھیں۔ یہ ہمارا فن ہے، ان کا نہیں ہے۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب شیخ الاسلام ہیں، اور ہمارے بہت بڑے آدمی ہیں، بہت بڑا ہونا اور بات ہے اور ایک فن میں ماہر ہونا اور بات ہوتی ہے۔ اب بتائیں کہ آپ کے شیخ الحدیث کو بخار ہو جائے، تو آپ کہاں لے کر جاتے ہیں؟ [ڈسپنسر کے پاس، سامعین] اس کا یہ مطلب نہیں کہ ڈسپنسر شیخ صاحب سے بڑا ہے۔ یہ فن اس کا ہے۔ اس میں کوئی شیخ صاحب کی توہین نہیں ہے۔ کہ بندہ کہے کہ شیخ صاحب کو انجکشن لگانا ہے۔ ڈسپنسر کی کیا حیثیت ہے شیخ صاحب کے سامنے۔ بلکہ شیخ الحدیث کو ہی لاؤ تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ انجکشن اس کا فن ہی نہیں ہے۔

فن اور چیز ہے جب اللہ نے کسی فتنے کے خلاف کام لینا ہو تو اللہ اس کے لیے افراد پیدا کرتے ہیں یہ اللہ کا نظام ہے اور یہ تکوینی نظام ہے اور اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ خیر! میں نے ان سے گزارش کی کہ ایک چھوٹی سی مجلس رکھ لیں۔ اللہ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فرمایا کہ جمعیت علماء اسلام کا دفتر موجود ہے، اس میں حضرات تشریف لائیں گے اس میں دو دن تھوڑا تھوڑا سبق چلا لیتے ہیں۔ تو میں بنیادی باتیں عرض کر رہا ہوں۔

مناظرے کا بقیہ حصہ

اس بچے نے اس عورت سے سوال کیا کہ تقلید ایمان ہے یا شرک؟ وہ خاتون بولنے لگی تو بچے نے کہا جواب سے پہلے پوری وضاحت سن لیں۔ پھر بولنا اس نے کہا کہ وضاحت کیا ہے؟ کہا کہ ہمارا مذہب ہے کہ تقلید ایمان ہے اور تمہارا مذہب ہے کہ تقلید شرک ہے لیکن نتیجہ سوچ لینا اگر تو نے تقلید کو ایمان کہہ دیا تو تیرا مذہب نہیں رہتا۔ تو نے غیر مقلدن سے مقلدن بن جانا ہے۔

اگر تو نے تقلید کو شرک کہہ دیا تو پھر ماموں کی تو نے منکوحہ نہیں رہنا، اس لیے کہ مشرک اور مومن کا نکاح نہیں ہوتا۔ اب بتاؤ تقلید ایمان ہے یا شرک؟ اب اگر وہ ایمان کہتی ہے، تو مذہب جاتا ہے اور شرک کہتی ہے تو نکاح جاتا ہے۔ کمزور آدمی مذہب کی قربانی دیتا ہے نکاح کی قربانی نہیں دیتا۔ تین طلاق دے دی ہے، اب خاوند کے پاس تو رہ نہیں سکتی، بیوی کہتی ہے مذہب بدل دو تا کہ خاوند نہ چھوٹے، خاوند کہتا ہے مذہب چھوڑ دو تا کہ بیوی نہ چھوٹے۔

تو لوگ مذہب قربان کر لیتے ہیں مگر نکاح قربان نہیں کرتے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، اللہ مذہب اور نکاح دونوں کو محفوظ رکھے، آمین۔ ہم یہ دعا نہیں کرتے کہ اللہ دونوں کو نکاح قربان کرنے کی توفیق دے بلکہ دونوں کے نکاح کو باقی رکھے، نکاح بھی باقی رہے، مذہب بھی باقی رہے کسی ایک کی بھی قربانی دینا بڑا مشکل کام ہے۔

تقلید کا معنی ومفہوم

تو میں عرض کر رہا تھا کہ تقلید ایک بنیادی چیز ہے۔ تقلید ملی ہے تو سب کچھ ٹھیک ہے اور اگر تقلید ملی نہیں ہے، تو سارے ہی مسائل ہیں۔ تو سب سے پہلے تقلید

کا معنیٰ ذہن میں رکھیں میں تقلید کا معنیٰ وہ کرنے لگا ہوں جو آپ تلاش کریں گے تو کتابوں میں نہیں ملے گا یعنی یکجا کہیں نہیں ملے گا، آپ کئی کتابیں اکھٹی کریں گے تقلید پر ہونے والے سوالات کے جوابات جمع کریں گے تقلید کے دلائل جمع کریں گے پھر یہ تعریف بنے گی ایسے آپ کو تعریف ملے گی نہیں، ہماری کتب میں تقلید کی تعریف ہے مگر مختصر سی ہے۔

تقلید کی جامع اور مانع تعریف ایسی کریں جس سے سارے اشکالات دفع ہو جائیں اور سارے سوالات کے دروازے بند ہو جائیں۔ تقلید کہتے ہیں مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کا ایسے مجتہد کے مفتیٰ بہ مسائل کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا، جس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو اور اس کا مذہب مقلد کے پاس اصولاً و فروعاً مدوّن ہو کر تواتر کے ساتھ پہنچا ہو۔ اس تعریف پر سارے اشکالات کے دروازے بند ہیں، اس تعریف سے فقہ اور تقلید پر سوال ہو ہی نہیں سکتا، تقلید کے عنوان پر جتنی کتابیں دیکھیں گے، آپ کو یہ تعریف نہیں ملے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمارا فن ہے۔ ڈاکٹر، حکیم کو پتا ہے، کون سی جڑی بوٹی ڈالنی ہے اور اس سے کون کون سے مرض ٹھیک ہوتے ہیں۔ اس لیے میں تقلید کی یہ تعریف کرتا ہوں مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کا ایسے مجتہد کے مفتیٰ بہ قول کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا کہ اس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو اور اس کا مذہب اصولاً و فروعاً مقلد کے پاس تواتر کے ساتھ پہنچا ہو یہ تقلید کی تعریف ہے۔ ٹھیک ہے؟ اب اس کے تھوڑے سے فوائد سنو۔

آج تقلید کی تعریف پر بات کرتے ہیں، تقلید کی تعریف پر بات کرنے میں تین چار گھنٹے لگتے ہیں۔ میں اس کو سمیٹ کے مختصر کر لیتا ہوں تا کہ تقلید کی تعریف صاف ہو جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسئلہ سمجھ آ جائے تو پھر اشکال ختم ہو جاتے ہیں۔ آج وہاں دار لعلوم میں بیان تھا میں وہاں طلباء کو یہ بات کہہ رہا تھا کہ اصل عقیدہ

سمجھ آجائے تو پھر اشکال ختم ہوتے ہیں۔ جب تک اصل مسئلہ سمجھ نہ آئے تو الجھنیں ختم نہیں ہوتیں۔ الجھنیں یہ ہیں کہ ہمارے بہت سے احباب پوچھتے ہیں، ان کا شکوہ ہوتا ہے، جن کا فن نہیں ہوتا ان کو گلے ہوتے ہیں۔

شکوہ، جوابِ شکوہ

شکوہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ جاؤ تو وہ رفع یدین کرتے ہیں غیر مقلد نے کر لیا تو پھر کیا ہوا؟ رفع یدین نہ کرنا اولیٰ ہے اور رفع یدین کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ گناہ تو نہیں ہے ناں! خلاف اولیٰ ہی ہے۔ ہمیں یہ جملہ سن کر اتنا افسوس ہوتا ہے کہ فقہاء کے اولیٰ اور خلاف اولیٰ کو بھی نہیں سمجھے اور ہمارا رگڑا نکال رہے ہیں۔ اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا معنیٰ ہمارے ذہن میں نہیں ہے۔ راجح مرجوح کا مطلب معلوم نہیں ہے۔ راجح مرجوح کا صرف یہی معنیٰ سمجھتے ہیں کہ کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے، یہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ فقہاء کی اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب سمجھیں گے تو پھر معاملے حل ہوتے ہیں۔

بعض چیزیں اصطلاحات میں شامل ہوتی ہیں، اور اس کا وہ معنیٰ نہیں ہوتا کہ جو عام حالات میں معنیٰ ہوتا ہے بسا اوقات کوئی لفظ محاورے میں بولتے ہیں اس کا معنیٰ وہ نہیں ہوتا جو عام زبان میں ہوتا ہے محاورات کے معنیٰ لگ ہوتے ہیں، اصطلاحات کے معنیٰ الگ ہوتے ہیں۔ بالکل الگ تھلگ چلتے ہیں۔ ایک ہی لفظ ہوتا ہے فن بدلنے سے معنیٰ بدل جاتے ہیں۔

مثلاً اگر آپ کسی ممتحن کو بلائیں کہ ہماری کلاس کا امتحان لیں اور کلاس میں حفظ کے بچے ہیں اور ممتحن آکر پوچھتا ہے کہ بیٹا کلمہ سناؤ۔ کلمہ کسے کہتے ہیں؟ وہ لڑکا کہتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو وہ لڑکا فیل ہو جائے گا۔ اور اگر آپ نے ممتحن کو بلایا نحو کی کلاس میں اور کہا بیٹا کلمہ سناؤ وہ کہتا ہے یہ گدھا ہے تو وہ پاس ہو جائے گا۔

کیونکہ حفظ کی درس گاہ میں بسم اللہ بھی کلمہ نہیں ہے اور نحو کی درسگاہ میں ”یہ گدھا ہے“ بھی کلمہ ہے۔ کلمہ نہیں بلکہ کلام ہے۔

فن مختلف، اصطلاحات مختلف

اب کلمہ لفظ کا حفظ کی کلاس میں معنیٰ اور ہوتا ہے۔ اور نحو کی کلاس میں معنیٰ اور ہوتا ہے۔ لفظ ایک ہی ہوتا ہے، فن کے بدلنے سے معنیٰ بدل جاتا ہے۔ لفظ ایک ہی ہوتا ہے، علاقے کے بدلنے سے معنیٰ بدل جاتا ہے۔ علاقہ بدلے گا معنیٰ بدل جائے گا۔ اب آپ سرحد جائیں ڈیرہ اسماعیل خان میں اور کہیں ہمیں صحبت[ثوبت] چاہیے تو اس کا مطلب ہے ثرید۔ وہاں صحبت کسے کہتے ہیں؟ ثرید کو۔ تازی روٹی ہوتی ہے، اندر مرغی ڈالتے ہیں اور دیسی گھی ڈالتے ہیں اور ثرید بنا کر کھاتے ہیں۔ اور یہاں کی صحبت کسے کہتے ہیں؟

اگر شیخ آئے تو صحبت کا معنیٰ اور ہوتا ہے اور اگر شیخ نہ ہو تو صحبت کا معنیٰ اور ہے۔ ایسا ہے کہ نہیں؟ اب ڈیرہ اسماعیل خان میں کھانے والی صحبت اور ہے۔ پیر اور مرید والی صحبت اور ہے۔ خاوند بیوی ہو تو صحبت اور ہے۔ ہر جگہ معنیٰ اور ہے اور لفظ صحبت ایک ہی ہے ۔اب دیکھیں افراد کے بدلنے سے معنیٰ بدل جاتا ہے۔ خیر اس لیے کہتا ہوں کہ مسئلہ کی سمجھ آجائے تو بہت ساری الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں خیر پہلے تقلید کے معنیٰ ذہن میں رکھیں۔ یہ میں اصطلاحی معنیٰ پہ بات کرتا ہوں۔

اس سے تھوڑا سا پہلے تقلید کا لغوی معنیٰ بھی ذہن میں رکھیں ایک معنیٰ لغوی ہے اور ایک اصطلاحی ہے۔ لغوی معنیٰ کیا ہوتا ہے؟ تقلید قلادہ سے ہے (سامعین سے تقلید کس سے ہے؟ قلادہ سے) اور قلادہ کا معنیٰ ہار ہوتا ہے۔ مقلد کا معنیٰ ہے ہار ڈالنے والا۔ دیکھو کتنا اچھا معنیٰ ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں تقلید قلادہ

سے ہے۔ قلادہ کا معنیٰ پٹہ ہے۔ ہم کوئی کتّے ہیں کہ اپنے گلے میں پٹہ ڈالیں؟ ہم کیا گدھے ہیں کہ پٹہ ڈالیں؟ یہ تو جانوروں کا کام ہے۔ تو ہم نے قلادہ کا معنیٰ ہار کیا، اس نے قلادہ کا معنیٰ پٹہ کیا کیوں؟ اس لیے کہ ہم انسان ہیں، وہ جانور ہیں۔ انسان انسانوں والا معنیٰ کرتا ہے۔ جانور جانوروں والا معنیٰ کرتا ہے، اس لیے ہم اپنا معنیٰ کرتے ہیں اور وہ اپنا معنیٰ کرتے ہیں۔

امام بخاری نے قلادہ کا کیا معنی کیا ہے؟

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں قلادہ کا لفظ چار بار استعمال کیا ہے، جس کا معنیٰ ہار ہے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے **استعارت من اسماء قلادۃً** امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار لیا تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں گئی ہیں۔ خاوند کے ساتھ جا رہی ہیں ناں، تو گلے میں ہار ڈال کے گئی ہیں۔ خاوند کے ساتھ سفر میں گئی ہیں، اس میں حرج نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔ دیکھو قلادہ کا معنیٰ ہار کیا پٹہ تو نہیں کیا ناں۔

تعجب ہے کہ بخاری کا نام لینے والا قلادہ کا بھی معنیٰ ہار نہیں کرتا، ہار کرتے ڈرتا ہے۔ اس لیے ہم انسان ہیں انسانوں والا معنیٰ کیا ہے، وہ جانور ہیں، جانوروں والا معنیٰ کرتے ہیں۔ میں جب کہتا ہوں ناں کہ وہ جانور ہیں ایسے نہیں کہتا، میرے پاس دلائل ہیں، اس وجہ سے میں ان کو جانور کہتا ہوں۔ یہ ذہن میں رکھیں ہم ان کو جانور کہتے ہیں تو ایسے نہیں کہتے بلکہ ہمارے پاس دلائل ہیں اور جانوروں کی کئی اقسام ہیں۔ آپ کے برما میں بھی ایسا ہے اور ہمارے ہاں بھی ایسا ہے، دنیا کے ہر علاقے میں ایسے ہے، وہاں صرف معنیٰ بیان کرنے کے لیے جانوروں کا نام استعمال کرتے ہیں۔

اگر کہنا ہو یہ بندہ بہت دلیر ہے تو کیا کہتے ہیں؟ یہ بندہ شیر ہے۔ اس کا معنیٰ

کیا ہے، بہت بہادر ہے۔ کہتے ہیں ناں۔ اگر کہنا ہو یہ بندہ بہت تیز ہے تو کیا کہتے ہیں؟ [سامعین چیتا] اور یہ بہت چالاک ہے تو کیا کہتے ہیں؟ [لومڑ، سامعین] کہتے ہیں ناں۔ کہ فلاں بندہ لومڑ ہے معنیٰ کیا ہوتا ہے، بندہ بہت چالاک ہے، کسی کو کہتے ہیں یہ بھینس ہے، مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بہت سست ہے، جو کسی کو ڈسے، کہتے ہیں سانپ ہے، کہتے ہیں ناں آستین کا سانپ ہے، آستین کے سانپ کا معنیٰ کیا ہوتا ہے، جب بھی ڈستا ہے تو پتا نہیں چلتا ہے یہ سانپ کا معنیٰ ادا کرنے کے لیے ہوتا ہے، سانپ تھوڑی بنتا ہے اور اگر کہے بہت بڑا بیوقوف ہے کیا کہتے ہیں؟ (گدھا) استاذ کلاس میں کہتا ہے او گدھے! تجھے بات سمجھ نہیں آرہی، کیا وہ گدھا بن گیا؟ اب اگر اس کا باپ آئے اور کہے کہ میں نے بیٹے کو انسان بننے کے لیے مدرسے میں داخل کروایا تھا، تو تم لوگوں نے انسان کو گدھا بنا لیا اس کو واپس لے کر جاتے ہیں؟

میں صرف یہ کہہ رہا تھا اگر یہ بتانا ہو کہ یہ بندہ بہت دلیر ہے تو کہتے ہیں یہ شیر ہے، اگر بتانا ہو چالاک ہے تو کہیں گے لومڑ ہے، اگر کہنا ہو تیز ہے تو کہتے ہیں چیتا ہے، اگر کہنا ہو سست ہے تو کہتے ہیں بھینس ہے، اگر بتانا ہو ڈستا ہے تو کہتے ہیں سانپ ہے، اگر کہنا ہو بیوقوف ہے تو کیا کہتے ہیں؟ گدھا یہ غیر مقلد گدھے ہیں، سب سے زیادہ دنیا میں بے وقوف لوگ غیر مقلدین ہیں۔ اس میں بہت ساری وجہیں ہیں، میں صرف ایک وجہ پیش کرتا ہوں۔

وجہ تشبیہ

آپ دیکھیں گے، گدھے کے اوپر جتنا بھی بوجھ لادیں وہ اٹھا لیتا ہے اور سر پہ ایک چھٹانک رکھو نہیں اٹھاتا ہے، گدھے کی کمر پر پانچ من گندم لادو اٹھا لے گا، پھر اس کے سر پہ ایک چھٹانک رکھ دو تو نہیں اٹھاتا ہے۔ ایسے سر مارے گا ادھر پھینک

دے گا۔

غیر مقلد کے جسم پر جتنے چاہو کپڑے پہنادو اٹھالے گا اور سر پر ایک جالی کی ٹوپی رکھ دیں تو بھی اتار دیتا ہے۔ اور نیچے جسم پر بنیان ہو گی، اوپر قمیص ہو گی اس کے اوپر سویٹر ہو گا اور چادر ہو گی۔

اگر جہاد کے نام پر جھوٹ بولے گا تو پھر اوپر کلاشن ہو گی اور یہ سب کچھ اٹھایا ہو گا مگر سر پہ جالی کی ٹوپی رکھو، یہ خانقاہی ٹوپی رکھو، پھینک دے گا یہ کام کس کا ہے؟ گدھے کا کام ہے کمر پہ بوجھ اٹھائے گا، سر پہ نہ اٹھانا یہ گدھے کا کام ہے، انسان کا کام نہیں ہوتا۔ ایسے ہے کہ نہیں؟ یہ انسان نہیں گدھے ہیں۔ چلیں میں ایک اور وجہ بتاتا ہوں، ہم ان کو گدھے کیوں کہتے ہیں؟ قرآن مجید میں ہے

قَدۡ أَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُونَ-الَّذِينَ هُمۡ فِي صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُونَ

سورۃ المومنون آیت نمبر 1، 2

وہ نماز والے کامیاب ہوں گے جو نماز میں خشوع کرتے ہیں اور خاشعون کا معنٰی کیا ہے؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمینا ولا شمالاً ولا یرفعون ایدھم فی الصلوۃ

تفسیر ابن عباس، ص212

خاشعون کا معنٰی کیا ہے؟ لا یرفعون ایدیھم نماز میں رفع یدین نہ کرنا، یہ خشوع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ اور یہ صحابی کی تفسیر ہے، اور جو صحابی کی تفسیر ہو، وہ مسند حدیث کے درجے میں ہوتی ہے۔ امام حاکم لکھتے ہیں:

أن تفسیر الصحابی الذی شھد الوحی و التنزیل عند الشیخین

حدیث مسند

المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث 3021

تفسیر صحابی کا درجہ حدیث مسند کا ہے، تو حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ترک رفع یدین خشوع ہے۔ یہ بات ثابت ہوگئی۔ اچھا دوسری آیت دیکھو وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ نماز اس شخص پر بھاری ہے، جو خشوع نہیں کرتا اور جس کی نماز میں خشوع ہو اس پر نماز ہلکی ہے۔ ٹھیک ہے؟ ترک رفع یدین یہ خشوع ہے اور خشوع والی نماز یہ ہلکی ہے۔ تو ترک رفع یدین والی نماز ہلکی ہو گی، یہ صغریٰ ہے۔ کبریٰ بناؤ اور حد اوسط نکالو تو نتیجہ آگیا، یہ منطق کی شکل رابع ہے۔ ایسے ہے کہ نہیں؟ یہ بات میں اس لیے کہتا ہوں، مولوی کہتے ہیں اس کو کتابیں نہیں آتیں۔ یہ خطیب ہے، یہ تقریریں کرتا ہے اور پیسے کماتا ہے۔ میں کسی علاقے میں نہ گیا ہوں میرے جانے سے پہلے تاثر عجیب ہوتا ہے، کہتے ہیں بس خطیب آدمی ہے، تقریریں کرتا ہے اور پیسے کماتا ہے۔ شکل رابع تو سمجھتے ہو ناں۔؟

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الخ

المومنون آیت نمبر 1

خشوع کہتے ہیں ترک رفع یدین کو۔ رفع یدین اگر کریں تو نماز بھاری اور رفع یدین نہ کریں تو نماز ہلکی، یہ بات سمجھ میں آگئی؟

وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 4، 5

ترک رفع یدین ہو تو خشوع اور رفع یدین نہ ہو تو خشوع نہیں ہے۔ خشوع والی نماز ہلکی ہوتی ہے، بغیر خشوع والی نماز بھاری ہوتی ہے۔ اب بتائیں ترک رفع یدین والی نماز ہلکی ہو گی یا رفع یدین والی؟ سمجھ آگئی؟ ترک رفع الیدین والی نماز ہلکی ہے اور

رفع یدین والی نماز بھاری ہے۔ اچھا آپ نے گدھا دیکھا ہو گا، جب گدھے کے اوپر بوجھ نہ ہو تو اس کی ٹانگیں بالکل ٹھیک ہوتی ہیں اور جوں ہی بوجھ اسکے اوپر ڈالو تو اس کی ٹانگیں کھل جاتی ہیں۔

غیر مقلد بالکل ٹھیک ہو گا، جیسے ہی نماز کے لیے کھڑا ہو گا تو ٹانگیں کھل جاتی ہیں، بوجھ آئے ٹانگیں گدھے کی کھل جاتی ہیں۔ انسانوں کی نہیں۔ میں نے اس لیے کہا کہ یہ گدھے ہیں، بیوقوف ہیں۔ میں یہ سخت باتیں نہیں کہہ رہا یہ باتیں وہ خود کہہ رہے ہیں۔ کیوں کہ وہ کہتے ہیں یہ تقلید قلادہ سے ہے اور قلادہ کا معنیٰ پٹہ ہے ہم گدھے ہیں، اپنے گلے میں پٹہ ڈالیں؟ ایسی بات وہ نہ کہتے تو ہم کبھی بھی نہ کہتے۔ وہ کہتے ہیں کیا ہم گدھے ہیں؟ ہم کہتے ہیں جی ہاں تم گدھے ہو۔ بات سمجھ آگئی؟

غیر مقلدین کی چال اور مقلد کی وضاحت

میں اگلی بات کہتا ہوں مقلد یہ باب تفعیل سے ہے قَلَّدَ یُقَلِّدُ تَقْلِیْدًا اور تفعیل متعدی ہے۔ کیا ہے؟ متعدی ہے۔ تو مقلد کا معنیٰ پٹہ ڈالنے والا ہے، پٹہ پہننے والا نہیں ہے۔ مقلد کا معنیٰ پٹہ ڈالنے والے۔ وہ ہیں ڈلوانے والے۔ ہم کہتے ہیں ڈالنے والے کے لیے انسان ہونا ضروری ہے اور جس کو ڈالنا ہے، اس کی مرضی ہے چاہے گدھا پہنے چاہے تو کتا پہنے۔ ہم انسان ہیں، ہم ڈالنے والے ہیں۔

اگر قلادہ کا معنیٰ پٹہ ہو پھر بھی ہمارے حق میں مفید ہے کیوں کہ ہم ڈالنے والے ہیں۔ اگر قلادہ کا معنیٰ ہار ہو تو پھر بھی ہمارے حق میں مفید ہے۔ الجھن تو نہیں ہے ناں۔ میں بات اس لیے کہتا ہوں یہ وہ شبہات ہیں جو غیر مقلدین پیدا کر کے نوجوانوں کو خراب کرتے ہیں۔ قلادہ کا معنیٰ پٹہ ہے ہم کیوں پٹہ ڈالیں، کیا ہم جانور ہیں؟ اس سے لڑکا پریشان ہوتا ہے اور ہمارے پاس آتا ہے۔ ہم کہیں گے حضرت

نے منع کیا ہے، آپ بتائیں، وہ جائے گا کہاں؟ جو مرید ہے، وہ پیر کا نام دیتا ہے۔ جو تبلیغی ہے، وہ رائیونڈ کا نام دیتا ہے، جو طالب علم ہے، وہ شیخ الحدیث کا نام لیتا ہے اب بتاؤ وہ جائے گا کہاں؟

کوئی پیر کا نام لیتا ہے، کوئی رائیونڈ کا نام لیتا ہے۔ جو طالب علم ہے وہ شیخ الحدیث کا نام لیتا ہے اچھا بتاؤ وہ شخص کہاں جائے گا؟ نہ کسی پیر نے منع کیا ہے نہ کسی اور نے۔ میں پوری دنیا میں پھرتا ہوں مجھے منع نہیں کرتے کہ تو دنیا میں شرارتیں کرتا ہے تو باز کیوں نہیں آتا؟ اس لیے پیر منع نہیں کرتے، پیر یہ دیکھتا ہے یہ بات کیا کرتا ہے، اس کا منشا کیا ہے، اس کے اندر شرارت ہے، اس کے منشا میں فساد ہے، یہ کیوں اس طرح بات کرتا ہے؟ ہم نے تقلید کے معنیٰ میں پہلا لفظ استعمال کیا مسائل اجتہادیہ۔ مسئلہ اجتہادی ہو تو تقلید ہوتی ہے، مسئلہ اجتہادی نہ ہو تو تقلید نہیں ہوتی۔

مسائل اجتہادی کی اقسام

اور مسائل اجتہادی کی چار قسمیں ہیں:

- مسئلہ غیر منصوص ہو، قرآن اور حدیث میں مسئلہ موجود ہی نہ ہو۔
- مسئلہ منصوص ہو، لیکن منصوص میں تعارض ہو۔ یہ رفع تعارض مجتہد کرے گا۔
- مسئلہ منصوص ہو اور نص مجمل ہو۔ اس اجمال کی وضاحت مجتہد کرے گا۔
- مسئلہ نص میں موجود ہو اور نص محتمل ہو اور اس کے کئی معنیٰ ہوں۔ کئی معنیٰ میں سے ایک معنیٰ کا تعین مجتہد کرے گا۔

اب سمجھ گئے؟ تو تقلید کس میں ہوتی ہے؟ مسائل اجتہادیہ میں۔ اور مسائل اجتہادیہ کا دائرہ چار ہے۔

1: مسائل غیر منصوصہ

2: منصوصہ متعارضہ

3: منصوصہ مجملہ

4: منصوصہ محتملہ

علاوہ تقلید کے کوئی چارہ نہیں

یہ دائرہ ہے تقلید کا۔ کوئی دنیا میں مائی کا لال ایسا نہیں جو بغیر تقلید کے ان مسائل تک پہنچے، ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی بغیر تقلید کے ان چار مسائل تک پہنچے۔ بات سمجھ آگئی؟

نمبر 1:

مسئلہ غیر منصوص ہو، بغیر تقلید کے اس تک پہنچے۔ آپ بغیر تقلید کے اس پر کیسے عمل کریں گے؟ مثلاً لڑکا ہے رنگون کا، جس لڑکی سے شادی کرنی ہو، وہ کراچی رہتی ہو۔ یہ کراچی نہیں جاسکتا، کراچی والی یہاں نہیں آسکتی۔ اب شادی کیسے کریں؟ کہتے ہیں پہلے شادی کرے، پیپر بنائے، پھر آجائے ایسا ہوتا ہے ناں۔ ایسا یہ کیسے کریں گے؟

کہتے ہیں ٹیلیفونک نکاح، یہ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے۔ ہوگا کیسے؟ مقلد ہے تو کام چل جائے گا، ایمان بھی بچ جائے گا اور لڑکی بھی مل جائے گی۔ اور اگر غیر مقلد ہے، تو یا اس کو تقلید والا شرک کرنا پڑے گا یا اس کو لڑکی کی قربانی دینی پڑے گی، ہمیں لڑکی بھی مل جائے گی اور ایمان بھی بچ جائے گا۔ اگر ٹیلیفونک نکاح کے لیے غیر مقلد مفتی کے پاس جائے اور وہ کہے قرآن وحدیث میں نہیں اور لڑکا کہے کہ میں تو اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ کہتا ہے بیٹا قرآن وحدیث میں تو ہے ہی نہیں،

جو قرآن حدیث میں نہ ہو، ایسا مسئلہ تو شرک ہے۔ یا تو اس کو مشرک بننا پڑے گا یا اس کو لڑکی قربان کرنی پڑے گی۔ ہم لڑکی بھی قربان نہیں کریں گے اور مشرک بھی نہیں بنیں گے۔ دارالافتاء جائیں گے، ٹیلیفونک نکاح کی تفصیل پوچھیں گے، نکاح کریں گے، پیپر بنیں گے، لڑکی پاس آجائے گی، دنیا بھی ٹھیک ہو جائے گی، آخرت بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ اگر تقلید نہیں کریں گے تو ایک نقصان ضرور ہے، یہ یا وہ۔

دوسری مثال بات سمجھانے کے لیے دیتا ہوں۔ باپ ہسپتال میں ہے اور ڈاکٹر کہہ دے کہ اس کو دو بوتلیں خون کی چاہییں۔ اب یہ غیر مقلد لڑکا ہے اور اپنے دارالافتاء جائے، تو وہ کہیں گے ہم نے حدیث کا بہت مطالعہ کیا ہے، کل آنا۔ جب کل آئے گا، تو کہیں گے ہم نے حدیث کا بہت مطالعہ کیا ہے، اس میں یہ تو ہے کہ اگر کوئی بندہ بیمار ہو تو اس کا خون نکال لو، یہ نہیں ہے کہ خون دے دو۔ حجامہ کا ذکر ہے، اس میں خون نکالتے ہیں، دیتے نہیں ہیں۔ لہذا تم اپنے باپ کا ایک بوتل خون نکالو، تو بیٹا کہے گا وہ تو مر رہا ہے اس کو تو دو بوتل خون دینا ہے۔ انہوں نے کہنا ہے قرآن وحدیث میں مریض کو خون دینے کا ذکر نہیں ہے، خون نکالنے کا ہے، باپ کا خون نکالو۔ اب وہ کیا کرے گا؟

اگر وہ حنفی کے پاس آتا ہے، تقلید کرتا ہے، تو مشرک ہوتا ہے اور اگر توحید لیتا ہے، تو باپ جاتا ہے۔ یا توحید گئی یا باپ گیا۔ اور اگر تقلید کرے گا، تو توحید بھی رہ جائے گی اور باپ بھی رہ جائے گا۔ میں مثالیں دے رہا ہوں تاکہ آپ ان چیزوں کو سمجھیں اور آگے سمجھائیں۔ تقلید ہوتی ہے مسائل اجتہادیہ میں اور مسائل اجتہادیہ میں پہلا مسئلہ غیر منصوص ہے۔ مسئلہ منصوص ہے، تو پھر تو ہم بغیر تقلید کے عمل کریں گے۔

ہم مثال دیتے ہیں مکھی گرنے کی، کب تک مکھی گرنے والی مثال دیتے رہیں

گے۔ کوئی جدید مثالیں بھی پیش کریں ناں۔ ایک ہی مثال ہمارے پاس ہے کہ مکھی کھانے میں گر گئی ہے، اس کو نکال لیا ہے تو کھانا ناپاک نہیں ہو گا۔ اس کے بارے میں تو حدیث آئی ہے، اب مچھر کا کیا کرنا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ مچھر کھانے میں گر جائے اور غیر مقلد کہے کہ باہر نکالو تو وہ کہے گا کہ میں تو نہیں نکالتا، تم پہلے حدیث سناؤ، حدیث تو ہے ہی نہیں، مچھر کو کیسے باہر نکالے گا۔

نمبر 2:

مسئلہ منصوص تو ہے لیکن نصوص میں تعارض ہے، ایک نص میں ہے کہ رفع الیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک نص میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین نہیں فرمایا، چھوڑ دیا۔ اب دونوں نصوص ہیں، کرنے کی بھی ہیں اور نہ کرنے کی بھی ہیں۔ اب کس پر عمل کریں؟ ایک بندہ کہتا ہے صحیح پر عمل کرو، ضعیف چھوڑ دو۔ پوچھو صحیح کونسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ یہ ضعیف ہے؟ کسی حدیث پہ صحت یا ضعف کا حکم لگانا یہ امرِ اجتہادی ہے۔ قواعد فی علوم الحدیث میں علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے بڑی وضاحت سے یہ بات کی ہے، آپ اس کو ذرا پڑھیں۔

ایک بندہ کہتا ہے کہ صحیح کو لے لو اور ضعیف کو چھوڑ دو۔ بولو صحت وضعف کا پتا کیسے چلے گا؟ جو بتائے گا وہ اجتہاد سے بتائے گا۔ یا کہتے ہیں پہلے والی کو چھوڑ دو بعد والی کو لے لو اور یہ بھی کوئی حدیث تو نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یہ حدیث پہلے کی ہے اور یہ حدیث بعد کی ہے، پہلے اور بعد والا زمانہ کیسے پتا چلے گا؟ قرائن جمع کریں گے، مسئلہ نص میں موجود ہے لیکن نصوص میں تعارض ہے، تو تعارض بغیر مجتہد کے رفع ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا میں کوئی مائی کا لال ایسا نہیں جو

کہے کہ میں تعارض رفع کرتا ہوں بغیر اجتہاد کے۔

نمبر 3:

مسئلہ نص میں موجود ہے، مگر نص میں کئی احتمال ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے، اور وہ بھی احتمال ہے۔ اب اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ اس کی مثال کیا ہے تو آپ نے ایک مثال دینی ہے

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228

قروء کا معنیٰ حیض بھی ہے، طہر بھی ہے۔ یہی ہے ناں؟ ہمارے پاس ایک مثال پکی پکائی ہے، جو ہر سال ہم نے سنانی ہے۔ ایسی بہت سی نصوص ملتی ہیں کہ جن میں دو احتمال ہیں۔ میں آپ کو ایسی مثال دیتا ہوں جو آپ کے لیے بالکل نئی ہو گی اور اس سے ایک اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

تین طلاق، اور غیر مقلدین

آج ایک فتنہ چلا ہے کہ تین طلاق اکٹھی دو، تو ایک ہوتی ہے اہل السنت و الجماعت کا اتفاق ہے کہ تین طلاق دو تو تین ہی ہوتی ہیں، چاہے ایک مجلس میں دو، یا کئی مجالس میں۔ غیر مقلد، روافض اور مرزائی یہ تین طبقے کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دو تو ایک ہوتی ہے، اس مسئلے پر غیر مقلدین حضرات کے ہاں جو سب سے بڑی اور قوی دلیل ہے، وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة

صحیح مسلم رقم الحدیث 1472

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں، صدیق اکبر کی خلافت کے دور میں

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں 3 طلاق ایک شمار ہوتی تھیں۔ اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ تین طلاق دو تو تین ہو نگی۔ کہتے ہیں کہ حضور کے دور میں تین ایک ہے، تو اب کیوں نہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین ایک ہے، تو اب ایک کیوں نہیں؟ اور جب یہ دلیل آتی ہے تو ہم سے جواب نہیں بنتا۔ اور دلیل بھی صحیح مسلم کی ہے کوئی عام کتاب تو نہیں ہے ناں۔

صحیح مسلم کی طلاق والی روایت کا جواب

اس کے جوابات بہت ہیں، میں ایک جواب آپ حضرات کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد جو مرکزی راوی ہے، وہ طاؤس ہے اور یہ طاؤس شیعہ تھا اور اصول حدیث میں ہے کہ اگر بدعتی راوی اپنے مسلک کی تائید میں روایت پیش کرے تو وہ قبول نہیں ہوتی۔ اگر اپنے مسلک کے خلاف پیش کرے تو قبول ہوتی ہے۔ تین کو ایک کہنا روافض کا مذہب ہے، یہ چونکہ رافضی ہے اس لیے اس کی حدیث اس کے حق میں قابل قبول نہیں، اس کے خلاف ہو گی تو قابل قبول ہو گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حدیث کے پہلے راوی ہیں اور اصول حدیث میں سے ہے کہ راوی کوئی روایت نقل کرے اور فتویٰ اس کے خلاف نقل کرے۔ تو اس کے فتوے کا اعتبار ہوتا ہے روایت یا قول کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سارے فتوے تین طلاق کے تین ہونے کے ہیں، تین کے ایک ہونے کا ایک فتویٰ بھی نہیں ہے۔ اگر اس روایت کا وہی معنیٰ ہوتا، جو غیر مقلد کرتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ خود تین کو

ایک کیوں نہیں کہتے؟ تین کو تین کیوں کہتے ہیں؟

تکرار اور استیناف

جواب کئی ہیں، میں صرف احتمال ہی بتارہا ہوں۔ اس کا اصل معنیٰ کیا ہے؟ امام نووی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کے حاشیے میں لکھا ہے کہ عربی میں دو لفظ ہیں ایک ہے تاکید اور ایک ہے استیناف، ایک ہی لفظ کو بار بار ذکر کرلیا اور معنیٰ ایک ہو اس کا نام تاکید ہے ایک ہی لفظ کو بار بار ذکر کریں اور ہر بار ذکر کرنے سے معنیٰ الگ ہو اس کا نام استیناف ہے۔

میں آج دارالعلوم میں بھی کہہ رہا تھا کہ اصطلاحی الفاظ کا عوامی زبان میں معنیٰ کریں۔ تاکید کی مثال کہ ایک لفظ کو بار بار ذکر کرے اور معنیٰ ایک ہو۔ گھر میں عورت آواز دیتی ہے، عبدالرحمٰن! ابو کو بلاؤ، سانپ آگیا ہے، سانپ آگیا ہے، سانپ آگیا ہے، حالانکہ سانپ تین نہیں آئے، ایک ہی آیا ہے۔ اسی کو تاکید کہتے ہیں۔ شور مچارہی ہے، سانپ سانپ کہہ رہی ہے، کئی سانپ نہیں، ایک ہی سانپ ہے۔ اسی کو تاکید کہتے ہیں۔

اور اگر لفظ ایک ہو، بار بار ذکر کرنے سے معنیٰ الگ الگ ہو جائے، اس کو استیناف کہتے ہیں۔ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے۔ ہر بار معنیٰ بدل رہا ہے، تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ اب یہ تاکید ہے یا استیناف؟ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بہت خیر کا زمانہ تھا جب کوئی بندہ بیوی سے کہتا انتِ طالق طالق طالق تو اس سے پوچھتے کہ دوسرا طالق طالق تاکید ہے یا استیناف ہے؟ اگر کہتا کہ تاکید ہے تو طلاق ایک ہوتی اور اگر کہتا استیناف، تو طلاقیں تین ہوتیں۔ لیکن اگر انت طالق ثلاثا کہے تو پھر ثلاثاً نص ہے کہ تین تین

ہی ہوتی ہیں اور غیر مقلد کے ہاں تین ہوں، تو بھی ایک ہوتی ہے۔

یہ دلیل ان کی نہیں بنتی، اگر کہے انت طالق ثلاثاً تو وہ پھر بھی کہتے ہیں ایک ہو گی۔ حالانکہ اس حدیث کا تعلق انت طالق طالق طالق سے تھا، اس میں ارادہ پوچھتے کہ ایک کا ارادہ ہے یا تین کا، اگر تین کہتا تو تین ہوتی، اگر ایک کہتا تو ایک ہوتی تھی۔ اس لیے کہ طالق صریح لفظ ہے، طلاق ہو جائے گی باقی اگلا طالق طالق تین میں صریح نہیں ہے۔ تاکید ہو گا، تو ایک ہو گی اور استیناف ہو گا تو پھر تین ہوں گی۔ تو اس زمانے میں پوچھ لیا جاتا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چونکہ اس میں دونوں احتمال ہیں۔ تین کا بھی، ایک کا بھی۔ اب جبکہ شر پھیل گیا، عجم عرب سے مل گئے ہیں، شروع میں تین کی نیت کریں گے، جب غصہ اترے گا، تو کہے گا میری نیت تو ایک کی تھی، یوں فساد پیدا ہو گا۔ اس لیے میں فیصلہ کرتا ہوں، اگرچہ اس میں احتمال دونوں موجود ہیں، مگر ہم نے تاکید کے احتمال کو ختم کر دیا، استیناف کے احتمال کو متعین کر دیا ہے۔ مجتہد کی بات ماننا ضروری ہے۔ اب یہ اس کا صحیح محمل ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ مسئلہ منصوص ہو گا، لیکن اس نص میں کئی معنیٰ کا احتمال ہو گا، ایک احتمال کا تعین مجتہد کرے گا قروء کا معنیٰ حیض ہے یا طہر؟ اس کی تعیین مجتہد کرے گا۔

ایک اور اجتہادی مسئلہ

ایک اور مثال عہد صحابہ رضی اللہ عنہ سے (صحیح بخاری میں اس کی بڑی بہترین مثال ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق سے فارغ ہو گئے تو ادھر سے جبرائیل امین آگئے وحی لے کر، کہا: آپ ذرا بنو قریظہ چلیں، تو صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ

صحیح بخاری، رقم الحدیث 4119

تم میں سے کوئی بندہ محلہ بنو قریظہ کے علاوہ میں عصر نہ پڑھے۔ بنو قریظہ کے محلے میں عصر جا کر پڑھو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم چل پڑے، ابھی بنو قریظہ کے محلے میں نہیں پہنچے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا عصر کی نماز پڑھ لیں اور قضا نہ کریں۔ بعض نے کہا قضا بھی ہو جائے گی، تو عصر کی نماز وہاں جا کے پڑھیں گے۔ حالانکہ لفظ بالکل واضح ہے، لیکن اختلاف معنیٰ کے تعین میں ہوا ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا یہ تھی، اتنا تیز چلو کہ عصر تک وہاں پہنچ جاؤ۔ بعض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا یہ تھی کہ تم نے عصر ہی وہاں جا کر پڑھنی ہے۔

بعض نے ظاہر کو لیا اور بعض نے تاویل کر کے دوسرا معنیٰ لیا۔ احتمال دونوں کا موجود ہے۔ بعض نے ایک احتمال کو لیا اور بعض نے دوسرے احتمال کو لیا، بعض نے پہلے احتمال کو لیا اور نماز ادا کر لی اور مغرب میں بنو قریظہ کے محلے میں پہنچے اور بعضوں نے عصر قضا کر لی مگر پڑھی بنو قریظہ میں جا کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک کو بھی غلط نہیں کہا، دونوں کو فرمایا: ٹھیک ہے، کسی پر تنقید نہیں فرمائی، دونوں کی تصویب فرمائی۔ دیکھو! یہاں پر نص ایک ہے، لیکن دونوں احتمال ہیں، اب ایک احتمال کا تعین مجتہد کرے گا۔

نمبر 4:

مسئلہ نص میں موجود ہو، نص مجمل ہو، اس اجمال کو دور مجتہد کرے گا۔ اس کی مثال قرآن مجید میں سب سے آسان یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ الخ

سورۃ المائدۃ آیت نمبر 6

اے ایمان والو! تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ اپنے چہرے کو دھولیا کرو، قرآن نے یہ تو کہا چہرہ کو دھولیا کرو، مگر چہرہ کہتے کسے ہیں؟ یہ قرآن میں نہیں ہے۔ غسلِ وجوہ کا حکم مجمل ہے۔ وجوہ کہتے کسے ہیں؟ یہ قرآن میں نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ چہرہ کیا ہے یہ تو قرآن میں نہیں ہے ناں! تو چہرے کی حد بندی کون بتائے گا؟ اب اس اجمال کی تفسیر کون کرے گا؟ کوئی نہیں کر سکتا۔

ڈاڑھی کی تعریف و تحدید

لوگ مسئلہ پوچھتے ہیں ناں کہ رخسار کے اوپر والے بال کاٹ سکتے ہیں کہ نہیں؟ پوچھتے ہیں ناں، یہ نیچے گردن کا خط کر سکتے ہیں کہ نہیں، پوچھتے ہیں کہ نہیں؟ پوچھتے ہیں۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ جس بندے کو ڈاڑھی کا معنٰی آتا ہے، اس کو کوئی الجھن نہیں ہے ناں۔ جس کو ڈاڑھی رکھنے کا شرعی حکم نہیں آتا ہے، وہ تو پوچھے گا، رخسار کے بال کاٹنے ہیں کہ نہیں؟ حکم تو ڈاڑھی رکھنے کا ہے ناں۔ جو ڈاڑھی ہے اس کو رکھنا ضروری ہے، جو ڈاڑھی نہیں، اس کو رکھنا ضروری نہیں ہے۔ تو ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے۔ جو بال ڈاڑھ پر ہے وہ ڈاڑھی ہے، نہ یہ ڈاڑھی ہے، چاہے تو رکھ لو چاہے تو کاٹ دو۔ اب کیا مشکل ہے۔ پوچھنے والا کیوں پوچھتا ہے؟ کیوں کہ اس کو ڈاڑھی کے معنٰی کا پتا نہیں ہے ناں۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا علمی لطیفہ

بسا اوقات لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں اور ڈاڑھی کا معنٰی بھی نہیں آتا اس سے پوچھو، ڈارھی کا معنٰی ہے کیا؟ وہ کہے گا کہ مجھے نہیں پتا، اعتراض کرنے کا پتا

ہے معنیٰ کا نہیں پتا۔ اعتراض کرنا بہت آسان ہے، حضرت مولانا امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ٹرین میں سفر کر رہا تھا، میں اوپر برتھ پر لیٹا تھا، پتا ہے ناں، نیچے سیٹ ہوتی ہے اور اوپر برتھ ہوتی ہے۔ تو دو آدمی نیچے بحث کر رہے تھے۔ ایک کہتا ہے ڈاڑھی اتنی ہونی چاہیے۔ دوسرا کہتا ہے کہ ڈاڑھی اتنی ہونی چاہیے۔ ایک کہتا ہے کہ ڈاڑھی ایک مٹھی ہونی چاہیے دوسرا کہتا ہے کہ ڈاڑھی ناف تک ہونی چاہیے۔ جب میں نیچے آیا تھا تو ایک بندے نے کہا کہ مولوی صاحب آپ بتائیں، ڈاڑھی کتنی ہونی چاہیے؟ حضرت فرماتے ہیں کہ تمہارا اختلاف کیا ہے؟ ایک کہتا ہے کہ ڈاڑھی ایک مٹھی ہے، دوسرا کہتا ہے کہ ناف تک ہونی چاہیے۔

تو مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے مزاق میں کہا کہ اختلاف ڈاڑھی میں ہے یا ڈاڑھ میں ہے؟ ایک ہوتی ہے ڈاڑھی، ایک ہوتی ہے ڈاڑھ، مسئلہ تو ڈاڑھی کا ہے، ڈاڑھی اور ڈاڑھ کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ جو یہاں تک ہے اس کو ڈاڑھی کہتے ہیں۔ اس کو ڈاڑھ تھوڑی کہتے ہیں۔ نہیں سمجھے! ڈاڑھ کہتے ہیں بہت بڑی چیز کو مبالغہ پیدا کرنے کے لیے۔ اس طرح کرتے ہیں ناں۔ فرماتے ہیں کہ مسئلہ ڈاڑھی کا ہے اگر ڈاڑھی نہ ہو تو بہت بڑا ڈاڑھ ہو گا اب بات سمجھ میں آگئی؟

ڈاڑھی کی تحدید پر غیر مقلد کا اعتراض

ایک غیر مقلد کہتا ہے کہ ڈاڑھی بڑی رکھنی چاہیے کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک بندہ نماز پڑھتا تھا، سلام پھیرتے تو اسکی ڈاڑھی نظر آتی تھی۔ میں نے کہا مسئلہ چوڑائی کا نہیں ہے مسئلہ لمبائی کا ہے، تم کہتے ہو چوڑائی کا ہے چوڑائی کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد پر تقلید واجب نہیں

ہوتی، حضرت علی رضی اللہ عنہ خود مجتہد تھے، تقلید غیر مجتہد کرتے ہیں، مجتہد نہیں کرتے۔

حضرت تھانوی کی عبارت پر اعتراض اور جواب

غیر مقلد آپ کو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی عبارت پیش کرے گا اور آپ پھنس جائیں گے۔ عبارت کیا ہے؟ تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں "یہ بات تو قطعیت سے ثابت ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد تھے" کہیں گے امام صاحب غیر مقلد ہیں، میں غیر مقلد بن گیا تو کیا حرج ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد ہے، میں بنا تو کیا حرج ہے؟ بات سمجھ گئے؟

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عبارت کا مطلب کیا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد تھے یعنی مقلد نہیں تھے بلکہ مجتہد تھے۔ مجتہد کے مقابلے میں ایک ہوتا ہے مقلد، تو مجتہد کون ہوتا ہے؟ غیر مقلد، اور اس کا مقابل مقلد۔ اس لیے مجتہد کسی کا مقلد نہیں ہوتا۔ ایک ہوتا ہے غیر مقلد بمقابلہ مقلد، یعنی مجتہد بھی نہیں ہے اور مقلد بھی نہیں ہے، بلکہ غیر مقلد ہے۔ تو دونوں کا مطلب الگ ہے ناں؟ یہ مقلد بھی نہیں اور مجتہد بھی نہیں بلکہ غیر مقلد ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مجتہد تھے۔

ایک غیر مقلد سے مکالمہ

مجھ سے ایک غیر مقلد کا مکالمہ ہوا۔ میرا سندھ میں خیر پور میں جلسہ تھا مرکزی مسجد میں جمعہ کے بعد ایک غیر مقلد مجھے کہنے لگا کہ تقلید کرنا واجب ہے؟ اور اگر تقلید نہ کریں تو؟ میں نے کہا گناہ ہوتا ہے، وہ کہنے لگا کہ پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کس کے مقلد تھے؟ میں نے کہا کسی کے بھی نہیں۔ کہا ان کو گناہ ہوتا تھا؟ میں نے کہا

نہیں، کہنے لگا کہ جب تقلید واجب ہے، نہ کرو تو گناہ ہے، تو پھر گناہ تو سب کے لیے ہوتا ہے، امام صاحب نہ کریں تو ان کو گناہ کیوں نہیں ہوتا؟ میں نے کہا میں آپ سے دو مسئلے پوچھتا ہوں پھر یہ مسئلہ آپ کو سمجھ آئے گا۔ یہ بتائیں کہ ہر انسان کے لیے کسی نبی کا کلمہ پڑھنا فرض ہے؟ کہا جی ہاں میں نے کہا کلمہ نہ پڑھے تو پھر مؤمن ہوتا ہے؟ کہتا ہے کافر ہوتا ہے۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے؟ کہتا ہے جی ہاں! انسان کامل تھے۔ میں نے کہا کلمہ کس کا پڑھا تھا؟ کہتا ہے کسی کا نہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ کہتا ہے وہ تو خود نبی تھے، وہ کسی کا کلمہ کیوں پڑھتے، میں نے کہا یہ ایک مسئلہ ہو گیا۔

دوسرا مسئلہ

دوسرا مسئلہ یہ کہ باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہے؟ کہا جی ہاں میں نے کہا نہ پڑھیں تو؟ کہا گناہ ہوتا ہے میں نے پوچھا باجماعت نماز کسے کہتے ہیں؟ کہا کہ کچھ لوگ ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، یہ نماز باجماعت ہے۔ میں نے کہا تمہاری عوام باجماعت پڑھتی ہے، تمہارے مولوی بے جماعت پڑھتے ہیں، وہ سب گناہ گار ہیں۔ وہ کہتا ہے کیوں؟ میں نے کہا وہ کس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں، تو نے خود کہا باجماعت کا معنیٰ ہے کہ کچھ لوگ ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، تم تو امام کے پیچھے ہو، تمہارا امام کس کے پیچھے ہے، وہ تو بغیر جماعت کے پڑھ کر گناہ گار ہو رہا ہے، مجھے کہتا ہے نہیں۔ وہ تو خود امام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا کلمہ اس لیے نہیں پڑھا کہ خود نبی ہیں۔ اور امام کسی کا مقتدی کیوں نہیں اس لیے کہ خود امام ہے۔ میں نے کہا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس لیے تقلید نہیں کرتے کہ خود امام ہیں، مجتہد ہیں، کیوں تقلید کریں گے؟

تقلید امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کی کیوں

پھر کہنے لگا کہ مجتہد تو اور بھی ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ تعالی، امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام زفر رحمہ اللہ، آپ نے سب کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کیوں کی؟ میں نے کہا اس شہر میں ایک ہی مسجد ہے یا اور بھی مسجدیں ہیں؟ کہتا ہے بہت مسجدیں ہیں، میں نے کہا تم نے اور مسجدیں چھوڑ کر یہاں جمعہ کیوں پڑھا؟ کہنے لگا کہ اور مسجدیں چھوٹی ہیں، یہ بڑی ہے۔ میں نے کہا باقی امام چھوٹے ہیں اور یہ بڑے ہیں۔ وہ سندھی تھا، اس لیے مجھے کہتا تھا سائیں آپ دلیل نہیں دیتے، مثال دیتے ہیں؟ میں نے کہا مولوی لائے گا تو دلیل دوں گا، تجھ جیسا جاہل ہو گا، تو مثال دوں گا، مولوی کو قائل کرنے کا اصول اور ہوتا ہے، غیر عالم کو قائل کرنے کا اصول اور ہوتا ہے۔ عالم کو دلیل دیتے ہیں اور غیر عالم کو مثال دیتے ہیں۔ آپ میرے جتنے بیانات سنیں گے تو اس میں دلائل بھی ہوں گے اور مثالیں بھی ہوں گی، دلیل اور ساتھ مثال۔ مثال کے بغیر مسئلہ کھلتا نہیں ہے، مثال کے بغیر وضاحت نہیں ہوتی، مثال کے بغیر بندہ قائل نہیں ہوتا۔

تقلید غیر مجتہد کرتا ہے۔ مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کا ایسے مجتہد کے مفتیٰ بہ مسائل کو بغیر مطالبۂ دلیل مان لینا، جس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو، ایسا مجتہد کہ اس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو۔ یہ اس لیے کہا کہ ہر کوئی کہے گا کہ میں تو مجتہد ہوں، میری تقلید کر لو، قرآن تو اب نہیں اتر سکتا، حدیث تو نہیں آسکتی اجتہاد کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں مجتہد ہوں، میری تقلید کرو۔ امام کی تقلید تم نے ضرور کرنی ہے؟ اب آپ کیا جواب دیں گے؟ مولویانہ بحث ہر بندہ نہیں سمجھتا، سیدھی سادی بات بتاؤ کہ ہم اسے مجتہد مانیں گے، جس کا مجتہد ہونا دلیل

شرعی سے ثابت ہو۔

اب پوچھیں گے کہ تو مجتہد ہے تو اس پر دلیل شرعی کیا ہے؟ شرعی دلیل یا تو قرآن ہے، یا شرعی دلیل حدیث ہے، یا شرعی دلیل اجماع امت ہے۔ قیاس سے مجتہد ہونا ثابت نہیں ہو سکتا قیامت تک۔ کیونکہ جس پر قیاس کرے گا اس جیسا بھی ہونا چاہیے وہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اب بندہ یوں اصول بھی نکالے پھر اصول سے فروع کا استدلال بھی کرے، یوں تو درجہ اسباب میں ناممکن ہے۔ ان کو کہو کہ قرآن پیش کرو، نہیں پیش کرسکتے۔ احادیث پیش کرو، نہیں پیش کرسکتے۔ اجماع امت پیش کرو، نہیں کرسکتے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہ بندہ ہزار اعتراض کرے گا، لیکن مجتہد مان کر اعتراض کرے گا۔ اس لیے کہ امام صاحب کا اجتہاد دلیل شرعی اجماع امت سے ثابت ہے اور جس بندے کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو، اس کی ہم تقلید کرتے ہیں ورنہ ہر بندہ کہے گا کہ میں مجتہد ہوں، میری بات مان لو۔ ہم کہیں گے کہ ہم ماننے کے لیے تیار ہیں لیکن تم اپنے مجتہد ہونے پر دلیل شرعی تو پیش کرو۔ کیا اعتراض ہے ہم مان لیتے ہیں۔ ہم نے ضروری 1200 سال پہلے جانا ہے۔ لیکن تم کوئی دلیل شرعی تو پیش کرو۔ تو کل تک ڈاڑھی منڈارہا تھا آج تو نے رکھی ہے، پہلے فلمیں دیکھتا تھا آج تو نے توبہ کی ہے۔ مجتہد اس کو کہتے ہیں؟ جو 50 سال تک بدکرداریاں کرے اور پھر امت کا امام بنے۔ اس کو مجتہد نہیں کہتے، اس کو صوفی مان لیں گے، اس کو پیر مان لیں گے، لیکن مجتہد نہیں مانتے۔

مجتہد کی صورتیں کچھ اور ہوتی ہیں، خانقاہ کے پیر کی کچھ اور ہوتی ہیں، بندہ گناہ کرتا رہے، توبہ کرے تو ولی بن جائے اور اللہ اس سے کام لے لے، تو صحیح ہے اس میں کیا حرج ہے، ایسا ہو سکتا ہے بلکہ ہوتا بھی ہے کہ دوسروں سے بھی اصلاح زیادہ

کرے کیونکہ وہ گناہوں سے گزر کر آیا ہے تو وہ اونچ نیچ زیادہ جانتا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دوسروں سے بھی آگے نکل جائے۔ اللہ ہمیں یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تقلید کی تعریف میں یہ کہا تھا کہ ایسے مجتہد کے مفتیٰ بہ مسائل میں تقلید کی جائے گی۔ اس سے پتا چلا کہ تقلید ان مسائل میں ہے جو مفتیٰ بہ ہیں، ان مسائل میں نہیں جو مفتیٰ بہ نہیں ہیں۔ یہ اس لیے کہا کہ غیر مقلد آپ کے سامنے ایسے مسائل پیش کرے گا کہ جس پر ہمارے فقہاء کا فتویٰ نہیں ہے مثلاً غیر مقلد آپ سے کہے گا کہ قرآن کریم میں ہے کہ ماں اپنے بچے کو دو سال تک دودھ پلائے مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اڑھائی سال تک پلا سکتی ہے، تو تمہارے امام کا مسئلہ تو قرآن کے خلاف ہے، ایسے امام کی تقلید کیسے کرو گے؟ ہم اسے کہیں گے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے دو قول ہیں۔ دو سال کا بھی ہے اور اڑھائی سال کا بھی ہے، فتویٰ دو سال پر ہے، اس لیے دو سال والا جو فتویٰ ہے اس میں تقلید کرتے ہیں اڑھائی سال والے پر فتویٰ نہیں اس لیے تقلید بھی نہیں کرتے۔

مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک اشکال

پھر کوئی بندہ آپ سے کہہ دے گا کہ آپ دو سال والے پر تقلید کیوں کرتے ہیں؟ دو سال کا مسئلہ تو منصوص ہے، منصوص پر تو تقلید نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 233

دو سال پر تو نص موجود ہے، پھر اس میں تقلید کیسی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ نہیں، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، امام صاحب چھوٹے آدمی نہیں۔ امام صاحب رحمہ

اللہ نے حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ کے باوجود اڑھائی سال کا قول کیا ہے تو اس کی وجہیں ہیں، آپ امام صاحب کے علوم کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے، اسی کو فقہ کہتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

قرآن کریم میں ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 233

فَإِنْ کا مطلب کیا ہے؟ "فا" عربی زبان میں **تعقیب مع الوصل** کے لیے آتی ہے یعنی بعد میں بھی ہو اور فوراً بھی ہو۔ اب "فا" کا مطلب یہ ہے کہ دو سال تک ماں اپنے بچے کو دودھ پلائے، پھر دو سال کے بعد چھڑانا چاہیں مرضی اور مشورے سے تو کوئی حرج نہیں۔ کیوں جی! جب ہے ہی دو سال تو پھر اس کا کیا مطلب کہ مشورے سے چھڑانا چاہیں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ "فا" کا لفظ بتاتا ہے کہ دو سال کے بعد بھی پلانے کی گنجائش ہے ورنہ فَلَا جُنَاحَ کا معنیٰ ہی نہیں بنتا۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کے سبق کا وقت اڑھائی سے لے کر چار تک ہے لیکن اگر چار بجے کے بعد بھی 10 منٹ لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ بھائی! ہے اڑھائی سے چار تک اور وہاں کا قانون ہے کہ بلڈنگ 4 بجے بند ہو جاتی ہے۔ 4 بجے کے بعد ایک منٹ آپ یہاں ٹھہر ہی نہیں سکتے۔

اگر ٹھہریں گے تو جرمانہ ہو گا، لیکن پھر بھی کہتے ہیں آپ ٹھہریں تو 10 منٹ ٹھہر سکتے ہیں۔ بھئی جب چار کے بعد گنجائش نہیں تو پھر آپ گنجائش کیسے دے رہے ہیں؟

نمازیں پانچ فرض ہیں چھٹی پڑھنا چاہیں، تو گنجائش ہے؟ جب چھٹی ہے ہی نہیں، تو پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ ہم کہہ سکتے ہیں کہ فرض تو پانچ ہیں لیکن اگر آپ تہجد پڑھنا چاہیں، تو پڑھ سکتے ہیں۔ میں فقہ حنفی کے مطابق کہتا ہوں کہ ظہر کے فرض چار ہیں مسافر ہو تو دو ہیں۔ چار پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو؟ مشورے سے پڑھ لو، تو پڑھ سکتے ہیں؟[نہیں پڑھ سکتے، سامعین]

فرض دو ہی ہیں، سنتیں پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے تو پھر دو رکعت فرض کے علاوہ سنت کی گنجائش کیسے نکالیں گے؟ اچھی طرح بات سمجھو! ہم گاڑی میں جارہے ہیں 5 منٹ 10 منٹ ہمارے پاس ہیں اب فرض کتنے پڑھنے ہیں؟ [دو، سامعین] میں کہتاہوں حضرت آپ فرمائیں دو کی بجائے چار پڑھ لو، تو پانچ منٹ ہیں اگلے فرض کے ساتھ پڑھنا ہو تو پڑھ لیں؟ اجازت دے سکتے ہیں؟ (نہیں، سامعین)اچھامیں کہتاہوں کہ فرض کتنے ہیں؟ دو، اگر پانچ منٹ میں ساتھ چار سنتیں بھی پڑھ لو تو؟ مجھے کہتے ہیں ہاں ہاں پڑھنا ہے تو پڑھ لو، تو چار سنتوں کی اجازت مانگو، اجازت دو، تو بات بنتی ہے۔ ہاں اگر دو فرضوں کے بعد مزید دو فرضوں کی اجازت مانگو تو بات نہیں بنتی۔

قرآن کریم کیا کہہ رہاہے کہ مدت ہے دو سال اب اگر اس کے بعد مشورہ سے چھوڑنا چاہے تو کوئی حرج نہیں، اس کا مطلب ہے اس کے بعد پلا سکتے ہیں اور چھڑا بھی سکتے ہیں تو "فا" بتارہاہے دو سال کے بعد گنجائش موجود ہے اب سمجھ آئی امام صاحب کی فقاہت؟ امام صاحب کا دماغ دیکھیں "فا" بتاتا ہے کہ کچھ گنجائش

موجود ہے اچھا گنجائش کتنی ہے؟ قرآن مجید میں چھبیسویں سپارے میں ہے۔

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا

سورۃ الاحقاف آیت نمبر 15

اس سے پیچھے آیت کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا

آگے حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا آگے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا قرآن کریم نے کہا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حمل کے دو معنیٰ ہیں: حمل کا ایک معنیٰ ہے اگر بچہ پیٹ کے اندر ہے اسے بھی حمل کہتے ہیں اور اگر بچہ گود میں ہو اسے بھی حمل کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا

سورۃ الجمعۃ، آیت نمبر 5

یہاں بھی لفظ حمل آتا ہے کہ نہیں؟ یعنی بچہ اگرچہ اس کے پیٹ کے اندر نہ ہو، باہر اٹھایا ہو، اس کا نام بھی حمل ہے ٹھیک ہے؟

حَمُولَةً وَفَرْشًا

\سورۃ الانعام، آیت نمبر142

قرآن نے جانوروں کو حمول کہا ہے اچھا اور اگر بچہ پیٹ کے اندر ہو اس کو بھی حمل کہتے ہیں۔ حملة سے کیا مراد ہے اب حملة کے دونوں معنیٰ ہیں، ایک بچے کا عورت کے پیٹ میں رہنا اور عورت کا اس کو اٹھانا وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا توجہ رکھنا! عورت کا بچے کو پیٹ میں رکھنا اور پیٹ سے نکلنے کے بعد اس کو دودھ پلانا یہ پوری مدت بنتی ہے ثَلَاثُونَ شَهْرًا اب اس کا مطلب کیا ہوگا پیٹ کے اندر حمل اور دو سال کا دودھ۔ 30 مہینے یعنی اڑھائی سال بن گئے، سمجھ آگئی بات؟ اچھا اگر اس سے مراد

پیٹ کے اندر نہ ہو بلکہ بچہ گود میں رکھنا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ جننے کے بعد عورت کا بچے کو گود میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اس کی مدت ہے اڑھائی سال۔

اس پہ قرینہ موجود ہے کہ اس سے مراد پیٹ والا حمل نہیں ہے، گود والا حمل ہے۔ اس پہ قرینہ موجود ہے۔ قرینہ کیا ہے **حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا** اسی نے پیٹ میں رکھا ہے، بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ پھر جنا ہے بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ اب اس کے بعد مشقت کون سی ہے گود میں رکھ کے تربیت کرنے والی، قرینہ موجود ہے، اس حمل سے مراد پیٹ کے اندر والا حمل نہیں ہے گود میں رکھ کے پالنے والا حمل ہے۔ یقین سے بتادیا مدت رضاعت کتنی بنتی ہے؟ اڑھائی سال! امام صاحب ایسے تو قول نہیں کرتے ناں!

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت

میں صرف ایک مثال دیتا ہوں، آپ کو خود اندازہ ہو گا، ہمارا امام کتنا بڑا ہے، ورنہ طلباء کو نہیں سمجھ آتی ہے، ہمارے امام کتنے بڑے ہیں۔ آپ کہیں گے یار جب نص موجود ہے کہ مدت دو سال ہے، امام صاحب نے اڑھائی سال کا قول کیا کیسے؟ اب امام صاحب فرماتے ہیں ان دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہو اور ان دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہو، دو سال کا بھی قول بنتا ہے اڑھائی سال کا بھی قول بنتا ہے لیکن فتویٰ اڑھائی کے بجائے دو سال پر ہے۔ اب امام صاحب نے نئی جہت نکالی، فرمایا: دیکھو چونکہ یہ بھی احتمال ہے اڑھائی سال والا۔ نص میں احتمال تو ہے ناں! لہذا اگر کوئی اڑھائی سال کے اندر اندر دودھ پلالے تو رضاعت کا حکم جاری کردو۔

مدت رضاعت تو ہے دو سال، لیکن حرمت مصاهرة با لرضاعة

کے لیے اڑھائی سال رکھو احتیاطاً، کوئی پوچھے مدت رضاعت کتنی ہے؟ تو کیا کہو گے؟ دو سال۔ پھر کوئی پوچھے حرمت مصاہرۃ بالرضاعۃ اس کی مدت کتنی ہے؟ پھر کیا کہو گے؟ اڑھائی سال۔ کیونکہ احتیاط اس میں ہے۔ اب بتاؤ امام صاحب کی فقہ تک کوئی بندہ پہنچ سکتا ہے؟ میں ایک بات معذرت کے ساتھ کہتا ہوں، یہ امام صاحب کا وہ تفقہ ہے، جس کو ہمارا مفتی بھی نہیں سمجھتا۔ اس لیے امام صاحب کی جلالت شان ہم جیسوں کے دماغ میں نہیں ہوتی۔

فقہ کے مخالفین کے لیے چیلنج

ایک ہے مفتیٰ بہ اور ایک ہے غیر مفتیٰ بہ۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا چیلنج ہے پوری دنیا سے، ایسا فقہ حنفی کا مسئلہ پیش کرو جس پر فتویٰ ہو اور عمل ہو اور وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ شاذ قول نہ ہو، مفتیٰ بہ قول لاؤ۔ غیر مقلد اعتراض کرے گا مفتیٰ بہ قول پیش نہیں کرے گا، بلکہ غیر مفتیٰ بہ قول پیش کرے گا۔ ایک مفتیٰ بہ قول ہے اور ایک کیا ہے؟ غیر مفتیٰ بہ قول۔ تو ایسے مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کا ایسے مجتہد کے مفتیٰ بہ قول کو بلا مطالبہ دلیل ماننا کیا؟ بلا دلیل نہیں بلکہ بلا مطالبہ دلیل۔

غیر مقلد کہتا ہے کہ تقلید کا معنیٰ ہوتا ہے اتباع الانسان غیرہ بلا دلیل یہ معنیٰ اس نے غلط کیا ہے وہ کہتا ہے کہ تقلید کا معنیٰ ہوتا ہے بلا دلیل بات ماننا یہ تقلید ہے۔ ہم نے کہا کہ تقلید کا معنیٰ ہوتا ہے کسی کی بات کو بلا مطالبہ دلیل ماننا۔ اور کسی کی بات کو بلا مطالبہ دلیل ماننا یہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں چلتا تھا۔ وہ مسئلہ پوچھتے تھے، لیکن دلیل نہیں پوچھتے تھے مصنف عبدالرزاق میں دیکھیں، مصنف ابن ابی شیبہ میں دیکھیں، ہزاروں فتاویٰ ایسے ملیں گے کہ جس میں صحابی فتویٰ دیتا ہے، اس پر دلیل پیش نہیں کرتا بغیر دلیل کے مسئلہ بتاتا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس

کے پاس دلیل ہوتی نہیں، دلیل ہوتی تھی مگر اس سے دلیل مانگتے نہیں تھے۔

صحابہ کی تقلید کیوں نہیں؟

تو بلا مطالبہ دلیل ایسے مجتہد کی بات ماننا جس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو۔ آگے یہ ہے کہ اس کا مذہب مدوّن ہو کر اصولاً وفروعاً مقلد کے پاس تواتر کے ساتھ پہنچا ہو۔ یہ بات اس لیے ہم کہتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقلید کرنی ہے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بجائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کر لو، عمر رضی اللہ عنہ کی کر لو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کر لو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کر لو، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کر لو، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی کر لو یا آپ تقلید عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کر لو، اتنے بڑے بڑے فقہاء صحابہ موجود تھے، آپ ان کی بجائے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کیوں کرتے ہو؟

ہم نے کہا کہ تقلید اس کی کرتے ہیں جس کے مذہب کے اصول اور فروع مدوّن ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصول وفروع کہاں لکھے ہیں؟ ہمیں بتاؤ کوئی کتاب ہی نہیں ہے، صحابہ میں سے کسی ایک صحابی کی کتاب بتاؤ کہ جس نے اصول بھی نکالے ہوں اور اس کے بعد فروع نکالے ہوں اور لکھوا کر امت کے حوالے کر دیے ہوں، کسی کا نام بتائیں۔ اس امت میں سب سے پہلا شخص کہ جس نے اصول نکالے اور ان اصولوں سے مسائل نکالے اور پھر ان سب کو تحریر بھی کروایا وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس کا مذہب اصولاً وفروعاً مدوّن ہو کر مقلد کے پاس پہنچا ہو۔

غیر مقلدین کا ایک اور حربہ

ایک جملہ ذہن میں رکھیں ہم نے مذہب کہا۔ لفظ سمجھنا بہت ضروری ہے۔

آپ ہدایہ پڑھیں، اس میں لکھا ہوتا ہے هذا مذهب ابی حنیفه رحمۃاللہ علیہ یہ مذہب کا لفظ فقہاء کیوں استعمال کرتے ہیں؟ غیر مقلد اس لفظ سے بہت بڑا دھوکہ دیتے ہیں، کہ ایک غیر مقلد کھڑا ہوگا اور ایک ہمارا نوجوان کھڑا ہوگا، دونوں کھڑے ہوں گے اور غیر مقلد اس نوجوان کو لے کر کسی ان پڑھ دوکاندار کے پاس جائے گا، تاجر کے پاس جائے گا۔ تاجر پڑھا لکھا تو ہے لیکن اس کے پاس دین کے علوم نہیں ہیں، وہ کہے گا میں کہتا ہوں، میرا مذہب محمدی ہے۔ یہ لڑکا کہتا ہے میرا مذہب حنفی ہے تو چاچا جی، ماما جی آپ بتائیں، دادا ابو آپ بتائیں کس کی بات زیادہ ٹھیک ہے؟ تو بابا جی محمدی کہیں گے۔ میں کہتا ہوں میرا مذہب محمدی ہے اور یہ کہتا ہے میرا مذہب حنفی ہے تو بزرگو آپ بتائیں، کس کا مذہب بہتر ہے؟

وہ کہے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں کلمہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا ہے تو مذہب محمدی ہونا چاہیے۔ یہ کہتا ہے کہ نہیں کلمہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا ہے اور مذہب حنفی ہونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں جس کا کلمہ ہے اس کا مذہب ہو، اور یہ کلمہ نبی کا پڑھتا ہے اور مذہب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا لیتا ہے، اب اس کا جواب بنتا نہیں ہے تو کہیں گے کہ بزرگوں نے منع کیا ہے۔ یہ نہیں کہے گا کہ مجھے آتا نہیں۔

میں جدہ گیا تو ایک مولوی صاحب ہیں، عُمر میں مجھ سے کافی چھوٹے تھے، مجھے کہنے لگے۔ ہمارا بہت دل کرتا ہے کہ کام کریں مگر بڑے ہمارے سر پہ ہاتھ نہیں رکھتے۔ میں نے کہا میں آپ سے بڑا ہوں کہ چھوٹا ہوں؟ کہتا جی بڑے ہیں، میں نے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ کام کرو۔ اب شرمندہ ہو گیا، میں نے کہا تو مجھے بڑا بھی سمجھتا ہے میں تیرے سر پر ہاتھ بھی رکھتا ہوں تو کرو کام۔ کام چونکہ کرنا نہیں ہے، تو بہانہ یہ ہے کہ بڑے شفقت نہیں فرماتے میں نے کہا جو شفقت فرماتے ہیں۔ ان کی

شفقت لیتے نہیں ہیں۔ جو نہیں فرماتے ان کو بدنام کرتے ہیں۔ یہ عجیب تمہارا ذہن بنا ہوا ہے۔ کام کرنا نہیں ہے، کام نہ کرنے کے لیے بہانے کئی ہیں۔

دیکھو میں نے کام شروع کیا ہے، جمعیت علماء اسلام کا یہ دفتر ہے پاکستان میں جمعیت علماء اسلام سے پوچھو۔ آپ نیٹ پر دیکھو مولانا فضل الرحمٰن قائد جمعیت ہیں، میرا ماتھا چوم رہے ہیں، تو میں کیسے مانوں کام نہیں کرتے۔ مولانا سمیع الحق جمعیت علماء اسلام کے ہیں، اب دیکھو میں اکوڑہ خٹک جاتا ہوں اور مولانا سمیع الحق سے بغیر پوچھے ان کے مدرسے میں بیان کرتا ہوں، کوئی مہتمم ایسے بیان کرنے دیتا ہے؟ میں آپ کے برما میں آؤں اور ان سے پوچھوں بھی ناں اور درس و بیان شروع کردوں، آپ کہیں گے مولانا ہم نے کون سا منع کرنا تھا، ہم سے پوچھ لیتے۔

میری تو جمعیت سرپرستی کرتی ہے۔ میری تو کبھی مخالفت نہیں ہوتی، میں تو خانقاہی لوگوں کے پاس یہاں بھی پھر رہا ہوں، تو میں کیسے کہوں کہ بزرگ نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم شرارتیں کرتے ہیں تو پھر بزرگ منع کرتے ہیں۔ بزرگ کہتے ہیں کام کریں مگر تھوڑا کنٹرول میں رہ کر کام کریں۔

اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں

ہمارے ہاں بندہ کام کرتا ہی نہیں ہے، جب کرے تو پھر آؤٹ آف کنٹرول ہوتا ہے۔ وہ غیروں کو نہیں اپنوں کو بھی رگڑتا ہے۔ اس کے لیے میں ایک لفظ استعمال کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں جو نرم ہیں وہ غیروں کے لیے بھی نرم ہیں اور جو گرم ہیں وہ اپنوں کے لیے بھی گرم ہیں۔ امت میں اعتدال نہیں ہے کہ غیروں کے لیے گرم ہوں اور اپنوں کے لیے نرم ہوں۔ اس طرح چلیں تو بزرگ بھی منع نہیں کرتے۔ میں بات سمجھانے لگا تھا، تو بتائیں کہ میرا مذہب محمدی ہے اور اس کا مذہب

حنفی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے تو محمدی کہو۔ یہ کہتا ہے کہ کلمہ نبی کا پڑھا ہے۔ مذہب میں نے حنفی رکھنا ہے۔ تو باباجی بتائیں فیصلہ کس کے حق میں دیں گے؟ تو وہ محمدی والے کے حق میں فیصلہ دیں گے۔ کیوں کہ اس نے دلیل بڑی پیاری دی ہے۔ حالانکہ دلیل نہیں ہے۔ ڈھکوسلہ مارا ہے۔ جس کا جواب نہیں بن سکتا ہے اس پر میں مثال دے کر سمجھاتا ہوں۔ دلیل اور ہوتی ہے اور ڈھکوسلہ اور ہوتا ہے۔ ڈھکوسلہ کسے کہتے ہیں؟

دلیل اور ڈھکوسلہ

ہمارے ہاں ایک شہر ہے گوجرانوالہ، وہاں تانگے گھوڑے بہت ہوتے ہیں۔ ایک بوڑھا کوچوان تانگے پر جا رہا تھا، سواریاں بٹھائی ہوتی ہیں، تو اچانک پیچھے سے ایک لڑکا جو بائیک پر بیٹھا ہے۔ ایف، ایس، سی کا سٹوڈنٹ ہے۔ اچانک باباجی نے دائیں طرف تانگہ موڑا، اس لڑکے نے بڑی مشکل سے بریک مار کر موٹر سائیکل کو روکا، ایکسیڈنٹ ہونے لگا تو لڑکے نے غصے میں آکر باباجی سے کہا، باباجی! تساں سجے پاسے مڑنا سی، تے ہتھ دا اشارہ تے دیندے ہر آدمی کی اپنی مرضی ہوتی ہے، ہماری اپنی مرضی ہے اور آپ کی اپنی مرضی ہے۔ اس نے پنجابی میں یہ کہا، معنیٰ یہ کہ اگر آپ نے دائیں طرف مڑنا تھا تو دائیں طرف ہاتھ کا اشارہ دے دیتے۔ اتنی مشکل سے میں نے موٹر سائیکل روکا ہے۔ باباجی نے فوراً کہا: او پتر! تینوں تیرہ گز دا لمبا بانس نہیں دِسیا، تینوں دو فٹ لمبا ہاتھ دس پیناسی؟ کہ تجھے تیرہ گز لمبا بانس نظر نہیں آیا تو دو فٹ کا ہاتھ نظر آجانا تھا؟ تو مجھے کالج سے اٹھ کر سمجھانے کے لیے آیا ہے، اب لڑکے کے پاس کوئی جواب نہیں۔

یہ باباجی نے کوئی دلیل دی ہے؟ نہیں بلکہ ڈھکوسلہ مارا ہے۔ اب بتاؤ کہ

ڈھکوسلے کا جواب شیخ الحدیث کیسے دے؟ ڈھکوسلے کا جواب بزرگ کیسے دے؟ ڈھکوسلے کے جواب کے لیے توفن والا بندہ چاہیے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ ڈھکوسلہ کہاں سے اٹھا ہے؟ وہ کالج کا لڑکا تھا، ہم جیسا دیوبندی مدرسے کا کوئی درویش ہوتا، تو ہم اس کے ڈھکوسلے کو بھی صاف کرتے۔ ہم جیسا بندہ ہوتا تو ہم نے فوراً کہنا تھا کہ بابا اصل میں تو تیرہ گز لمبے بانس نے مڑنا تھا، یہ دوفٹ کا ہاتھ لگاتے ہیں، یہ بتانے کے لیے کہ موٹر سائیکل سنبھال لو، میرا یہ تیرہ گز کا بانس مڑنے والا ہے تھوڑی دیر بعد۔

مذہب اور منزل

اب جواب سمجھو! ایک ہوتا ہے "مذہب" اور ایک ہوتی ہے "منزل"۔ پہنچنے کی جگہ کو منزل کہتے ہیں اور پہنچنے کی جگہ کے راستے کو مذہب کہتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری منزل ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہمارا راستہ ہیں۔ منزل ہماری مدینہ ہے اور راستہ ہمارا کوفہ ہے مذہب ہمارا حنفی ہے، منزل ہماری محمدی ہے، اب بتاؤ! باباجی کو بات سمجھ آئے گی یا نہیں؟ اب بتاؤ ہمارا مذہب کیا ہے؟ حنفی یا محمدی؟ حنفی ہے اس میں شرم کی بات تھوڑی ہے؟ کیوں جھجکتے ہیں؟ جھجکتے اس لیے ہیں کہ پورا مسئلہ کھلا نہیں ہوتا۔

کون باادب، کون بے ادب؟

ہمارا مذہب حنفی ہے، ہماری منزل محمدی ہے، ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا مذہب محمدی ہے تو بتا کہ تیری منزل کونسی ہے؟ تو بالائی منزل ہے، تیری منزل ہی نہیں ہے، ہمارے پاس راستہ بھی ہے، ہمارے پاس منزل بھی ہے، دونوں چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ میں نے کہا اس لیے کہ ہم باادب ہیں، تم بے ادب ہو۔ کہتا ہے جی کیا مطلب؟ جو ڈائریکٹ مدینہ جائے، وہ بے ادب ہوتا ہے؟ میں نے کہا ہاں جو

ڈائریکٹ مدینہ جائے تو بے ادب ہوتا ہے اور جو بائی کوفہ جائے تو باادب ہوتا ہے۔ کہتا ہے جی کیسے؟ میں نے کہا میں حدیث سے ثابت کروں گا۔ کامل ابن عدی میں لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا

الکامل لابن عدی، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 190

میں محمد علم کا شہر ہوں اور علی شہر علم کا دروازہ ہے۔ اگر کوئی بندہ مسجد میں صف اول میں نماز پڑھے اور دروازہ کراس کر کے جائے، وہ باادب نمازی ہے، دروازہ کراس کیے بغیر جائے تو وہ بے ادب نمازی ہے۔ حضرت علی شہر علم کا دروازہ ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہر علم ہیں۔ شہر علم مدینہ میں ہے، اور دروازہ کوفہ میں ہے، دروازے سے گزر کر جائیں گے تو باادب ہیں۔ دروازے کے بغیر جائیں گے تو بے ادب ہیں۔ میں نے کہا ہم باادب ہیں، تم بے ادب ہو۔ تم ڈائریکٹ جاتے ہو۔ ہم کوفہ سے ہو کر جاتے ہیں۔ اور یہ میری دلیلیں نہیں ہیں۔ وہ دلیلیں ہیں جو شیخ الحدیث صاحب بخاری کے مقدمے میں پیش کرتے ہیں، لیکن فن نہیں ہے ناں اس لیے اس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی۔

امام بخاری کہاں کے فیض یافتہ ہیں؟

فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے۔ اس کا مقدمہ ھدیۃ الساری ہے۔ اس میں امام بخاری کا قول پیش کیا ہے کہ میں پڑھنے کے لیے کہاں کہاں گیا تھا۔ آپ نے سنا ہے۔ جو دورہ حدیث کے طلبا ہیں، ان کو بھی پتا ہے، شاید بھول گئے ہوں گے، لیکن لکھا ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہاں کہاں گئے ہیں۔ اپنا سفر بیان کیا ہے کہ میں کہاں کہاں گیا؟

قال البخاری دخلت إلی الشام ومصر والجزیرۃ مرتین وإلی البصرۃ أربع مرات وأقمت بالحجاز ستۃ أعوام

اپنا سفر بتاتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جزیرہ دو بار گیا ہوں، بصرہ اربعۃ مرات چار بار گیا ہوں حجاز میں ستۃ أعوام چھ سال رہا ہوں اور جب کوفہ کی باری آئی تو فرمایا۔ لا أحصی کم دخلت إلی الکوفۃ لیکن میں کوفہ کتنی بار گیا مجھے یاد ہی نہیں۔

فتح الباري شرح صحیح البخاري، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 478

یہ کیوں کہا کہ یاد نہیں؟ وجہ یہ ہے کہ آپ کا مدرسہ ہے، مجھے سارے مدرسوں کا نام نہیں آتا، ایک دو کا ہی آئے گا سب کا نہیں آئے گا۔ مثلاً دارالعلوم ہے طالب علم سے پوچھو کہ آپ نے دارالعلوم میں کتنے سال پڑھا؟ کہتا ہے 10 سال پوچھو کہ دارالعلوم کے دروازے سے کتنی بار اندر گیا؟ کہتا ہے مجھے یاد ہی نہیں کیوں؟ منزل اس کو یاد ہے کہ کتنا عرصہ ٹھہرا مگر دروازے سے گزرنا یاد نہیں، اس کا مطلب کہ امام بخاری رحمہ اللہ حجاز کو منزل کہتے ہیں، کوفے کو دروازہ کہتے ہیں، منزل کا رہنا یاد ہے، کوفہ سے گزرنا یاد نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ منزل میں تو رہنا یاد ہوتا ہے اور دروازے سے گزرنا بندے کو یاد ہوتا ہی نہیں۔

جو ہمارا ذوق ہے وہی امام بخاری رحمہ اللہ کا ذوق ہے۔ میرا مستقل اس پر بیان ہے آپ کا ختم بخاری ہو تو اس پر مجھے بلائیں، ٹکٹ میں خود خرچ کرلوں گا، اس کی آپ فکر نہ کریں، مذاق نہیں ہے، اللہ کا شکر ہے، کرم ہے ایسے ساتھی ہیں جو ٹکٹ کا بندوبست کرلیتے ہیں، میں نے کون سا کما کر کرنا ہوتا ہے۔ یہ نہیں تو اور کوئی دے گا۔ کبھی ختم بخاری کا جلسہ ہو پھر مجھے بلائیں۔ صحیح بخاری پر میرا بیان سنیں، آپ دیکھنا وجد میں نہ آئیں تو پھر کہنا، اللہ گواہ ہے، پھر بخاری پر تقریر سنیں، پھر بخاری کو ہم حنفی کیسے

بناتے ہیں، یہ فن ہے، آپ دیکھیں تو سہی۔

ہمارے ہاں المیہ ہے جب تک آدمی کسی بہت بڑے مدرسے کا شیخ الحدیث نہ ہو تو پھر آپ اس کو مانتے نہیں ہیں۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کس بڑے مدرسے کے شیخ الحدیث تھے؟ چھوٹے سے دیہات میں تھے۔ میں وہ نہیں ہوں میں تو مثالیں دے رہا ہوں، ہم اپنے اکابر کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں، خدا گواہ ہے آپ ختم بخاری پر مجھے بلائیں، پھر آپ مزے دیکھیں۔ آپ برما کے علماء جمع کریں اور مجھے بخاری پر بولنے دیں۔ انشاء اللہ آپ کو لطف آئے گا کہ صحیح بخاری اور حنفیت کہتے کسے ہیں؟ بخاری احناف کے خلاف نہیں ہے۔

بندے کا اپنے مسائل پر تو شرح صدر ہونا چاہیے ناں! پھر بندہ کھل کر بات کرتا ہے۔ میں بتا یہ رہا تھا کہ مجتہد کا مذہب اصولاً و فروعاً مدوّن ہو کر مقلد کے پاس تواتر کے ساتھ پہنچا ہو۔ غیر مقلد سوال کرتے ہیں اور آپ کے ماحول میں تو ابھی پیدا نہیں ہوئے پیدا ہونے سے پہلے محنت کرو، تو پیدا نہیں ہوں گے یہ میری بات یاد رکھنا، پیدا ہونے سے پہلے محنت کرو، پیدا ہی نہیں ہو گا۔ ہمارے حضرات اس لیے نہیں کرتے کہ فتنہ دبا ہوا ہے تم شروع کرو گے تو اٹھ جائے گا۔ یہ ایک ذوق ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔

فتنہ اٹھنے سے پہلے اس کا سد باب کریں

میرا ایک مرتبہ پشاور حیات آباد میں بیان تھا۔ بیس تراویح پر، میں نے بیان کر دیا، جب میں نے بیس تراویح کے دلائل دیے تو بعد میں خان صاحب آئے، ماشاءاللہ پڑھے لکھے آدمی تھے۔ مجھے کہتا ہے مولانا صاحب! ایک سوال ہے، میں نے کہا فرمائیں۔ کہنے لگا ہمارے حیات آباد میں کوئی بھی بندہ ایسا نہیں جو آٹھ رکعات

تراویح پڑھتا ہو، سب بیس پڑھتے ہیں آپ کو آٹھ کی تردید کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ آپ نے یہ مسئلہ یہاں کیوں بیان کیا؟ سوال بڑا معقول تھا، میری عادت ہے کہ معقول سوال پر شاباش دیتا ہوں، ڈانٹتا نہیں ہوں، کیونکہ سوال معقول ہے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے یہاں یہ جو حیات آباد میں کچھ ایسے مریض بھی ہیں جو پولیو کے ہوں۔ کہتا ہے نہیں۔ میں نے کہا اگر حکومت بھیجے کہ انجکشن میں یہ قطرہ ہے اور پلاؤ تو آپ پلا دیتے ہیں۔ کہتا ہے جی ہاں۔ میں نے کہا جب مریض ہی نہیں تو کیوں پلایا، کہتا ہے وہ حفاظتی انجکشن ہے۔ میں نے کہا یہ بھی حفاظتی بیان ہے، یہ دو چار بیان کراؤ گے تو آٹھ والے پیدا نہیں ہوں گے، اور جب پیدا ہو جائیں گے پھر آپ نے کہنا ہے کہ مولانا صاحب کو بلاؤ۔ پھر میں نے کہنا ہے کہ وقت نہیں ہے، ٹائم نہیں ہے، پھر تم نے کہنا ہے نخرے کرتا ہے۔ میں آتا ہوں، آپ کہتے ہیں فتنہ نہیں ہے، جب آپ بلائیں گے تو میں نے کہنا ہے ٹائم نہیں ہے، پھر لڑائی شروع ہو جائے گی۔ قبل از وقت فتنے کا تدارک ہونا چاہیے۔

حفاظتی بیان

ہمارے ہاں، آپ کو پتا ہی ہے پنجاب میں ڈینگی بخار بہت زیادہ چلا ہے، مچھر آتا ہے اور بندے کو مار کے رکھ دیتا ہے۔ اب وہ لاہور میں تھا مگر ہمارے شہر سرگودھا میں بھی انہوں نے چھڑکاؤ شروع کر دیا، چھڑکاؤ صبح شام ہو رہا ہے، مجھے موقع مل گیا، میرا درس قرآن تھا، سرگودھا میں تو میں نے پوچھا کہ بھئی یہاں ڈینگی بخار ہے؟ کہا نہیں، میں نے کہا پھر چھڑکاؤ کس لیے ہے؟ کہتا ہے تاکہ مچھر ادھر نہ آجائے، میں نے کہا، جب میں بیان کرتا ہوں کہ مچھر آنہ جائے، پھر کہتے ہو، مچھر تھا نہیں تو نے بیان کیوں کیا؟ حفاظتی ٹیکے لگانا عقلمند آدمی کا کام ہے۔ حفاظتی بیانات

کرانا اپنے بچوں کو فتنوں سے بچانے کے لیے ہے۔ اب دیکھو ہماری تقریر کوئی جذباتی نہیں ہے، کوئی فتوے والی نہیں ہے ملکی حالات خراب نہیں ہوتے۔ جو لوگ یہ بات سنتے رہیں گے تو ان کے پتے کبھی نہیں جھڑیں گے۔

فقہ حنفی پر اعتراض اور جواب

غیر مقلد یہ کہتے ہیں کہ ہم فقہ حنفی قبول کرنے کے لیے تیار ہیں، ہماری ایک شرط ہے۔ وہ شرط یہ ہے کہ تم اپنے مسائل فقہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سند کے ساتھ ثابت کرو ہم فقہ حنفی قبول کر کے مقلد ہو جائیں گے۔ یہ ہمارا چیلنج ہے۔ اب اس چیلنج کو کسی عالم نے قبول نہیں کرنا اس لیے کہ ایک ایک مسئلہ تو سند سے ثابت نہیں ہے، ھدایہ کے شروع میں تو سند نہیں ہے ناں!

قدوری کے شروع میں سند نہیں ہے، کنز کے شروع میں سند نہیں ہے۔ تو سند سے ہم کیسے ثابت کریں گے؟ میرا ایک بیان تھا۔ اس میں غیر مقلد کی چٹ آئی یہی سوال کیا، کہ فقہ حنفی کے مسائل کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سند کے ساتھ ثابت کر دو، ہم حنفی ہونے کے لیے تیار ہیں، میں نے کہا اگر کوئی عیسائی آپ کو اس طرح چٹ لکھے کہ تم قرآن مجید کی تمام آیات الحمد سے لے کر والناس تک سند کے ساتھ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر دو، میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کے لیے تیار ہوں کیا جواب دو گے؟

مجھے کہتا ہے کہ ہم سند کیوں پیش کریں گے؟ میں نے کہا: وجہ؟ کہتا ہے قرآن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور جو بات تواتر سے ثابت ہو وہاں سند کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں نے کہا جس طرح وہاں سند کی ضرورت نہیں ہے، یہاں بھی سند کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ تقلید کا معنیٰ سمجھ

گئے؟ مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کا ایسے مجتہد کے مفتٰی بہ مسائل کو بلا مطالبۂ دلیل مان لینا جس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو اور اس کا مذہب اصولاً و فروعاً مدوّن ہو کر مقلد کے پاس تواتر کے ساتھ پہنچا ہو۔ یہ تقلید ہے۔ اگر تقلید شرک ہے تو پھر اس پر کوئی دلیل پیش کر دو۔ تو جس بندے کو تقلید کا معنٰی ہی نہیں آتا وہ تقلید پہ ہم سے بات کیسے کرے گا؟

ستمبر میں میرا بحرین کا سفر تھا، ایک ساتھی مجھے کہنے لگا کہ ان کا لڑکا غیر مقلد ہو گیا ہے۔ میری عادت ہے کہ میں کسی غیر مقلد سے بحث نہیں کرتا، شروع میں کرتا تھا اب نہیں کرتا، ہمارا جماعتی فیصلہ ہے۔ میں یہاں آیا ہوں، آپ غیر مقلد لائیں گے تو میں بات نہیں کروں گا، آپ کہیں گے کیوں نہیں کرتے؟ تو میں کہوں گا کہ اس کو دس دن کے لیے میرے پاس بھیج دو یہ واپس آکر بتائے گا کہ میں کیوں بات نہیں کرتا۔ اس کی بہت سی وجہیں ہیں، اب بات کرنا چھوڑ دی اس لیے کہ اس پر بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہاں آپ کے پاس آیا ہوں، میں کہتا ہوں کوئی سوال ہے تو چٹ لکھیں، میں جواب دوں گا، دل کرے تو مان لو، اگر دل نہیں کرتا تو نہ مانو۔ کوئی منع تو نہیں کرتا۔

اب ایک بندہ چِٹ نہیں لکھتا، کھڑے ہو کر سوال کرتا ہے میں جواب دیتا ہوں، پھر کھڑا ہوتا ہے پھر جواب دیتا ہوں، پھر کھڑا ہوتا ہے پھر جواب دیتا ہوں۔ پھر بدتمیزی کرتا ہے ادھر سے میرا عقیدت مند اس کو روکے گا کہ لڑائی ہو جائے گی، اب بعد میں لوگ کہیں گے مولانا الیاس گھمن کو نہ بلاؤ کیونکہ اس کے آنے سے لڑائی ہوتی ہے۔ حالانکہ لڑائی میرے آنے سے نہیں بلکہ لڑائی کھڑے ہو کر سوال کرنے سے ہوتی ہے۔ کھڑے ہو کر سوال کرنے سے روک دو، تو لڑائی بالکل نہیں ہو گی اور جب کھڑے ہو کر سوال ہوں گے تو لڑائی ہو جائے گی اس لیے غیر مقلد سے

بات بند کر دی۔

ایک غیر مقلد کا سوال

خیر میں بحرین میں گیا تو غیر مقلد لڑکا تھا فوراً سوال کیا کہ مولانا صاحب تقلید کرنی چاہیے؟ آپ سے پوچھے تو فوراً نہ کہنا، ہاں کرنی چاہیے، فوراً نہ کہنا بلکہ اس کا علم دیکھ لیں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، خیر میں نے کہا آپ کا کیا خیال ہے کہتا ہے میرا خیال ہے کہ نہیں کرنی چاہیے۔ ہماری جان چھوٹ گئی، میں نے وجہ پوچھی کہ تقلید میں کیا خامی ہے؟ اب مجھے کہتا ہے کہ تقلید کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی بندے کی بات کو بلا دلیل ماننا، ہم کیوں تقلید کریں؟

میں نے کہا ایک بات بتاؤ، جو آپ نے تقلید کا معنیٰ کیا ہے، اس پر کیا دلیل ہے؟ ان کے شہر میں غیر مقلد تھے، ان کا نام لے کر کہا ہے، فلاں شیخ نے کہا، میں نے کہا ان سے دلیل پوچھی ہے؟ کہنے لگا نہیں، میں نے کہا اسی کا نام تقلید ہے، تو نے خود تقلید کا معنیٰ بلا دلیل مانا ہے، خود تقلید کرتے بھی ہو، کم از کم تو ہمیں مشورہ نہ دیتا، سوچ کر جواب دینا کل تک مہلت ہے، پھر وہ اس موضوع پر بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ اللہ تعالی ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حفاظتِ قرآن

بمقام: مدرسہ صادقیہ حفظ القرآن، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

الحمد للہ وحدہ لا شریك له والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد، فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

الحجر:9

عن معاذ الجهنی رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا

سنن ابی داود رقم الحدیث 1455، باب فِی ثَوَابِ قِرَاءَۃِ الْقُرْآنِ

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید،

قرآن کا محافظ اللہ تعالیٰ

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اپنے ذمہ لیا ہے کہ اللہ

رب العزت اس کو قیامت تک محفوظ رکھیں گے۔ کوئی آدمی قرآن کریم کے الفاظ میں تبدیلی کرنا چاہے، نہیں کر سکتا، مٹانا چاہے، مٹا نہیں سکتا، بدلنا چاہے تو بدل نہیں سکتا۔ اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ رب العزت کے ذمہ ہے۔ یہ بات بھی سمجھیں کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم محفوظ ہے اور قیامت تک اللہ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

آیت پر اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگ ایک سوال کرتے ہیں کہ یہ آیت آپ بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے، کیوں نہیں کر سکتے؟ اس لیے کہ یہ آیت تو خود قرآن ہے۔ اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ محفوظ ہے؟ سوال سمجھ آگیا آپ کو؟

ہم کہتے ہیں قرآن کریم محفوظ ہے۔ دلیل کیا ہے؟ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ اس پر اشکال ہوا، یہ تو خود قرآن ہے۔ اگر حفاظتِ قرآن آپ نے دلیل سے ثابت کرنی ہے تو پہلے اپنی دلیل کو قرآن ثابت کرنا ہو گا۔ پھر اسی دلیل سے ثابت کریں گے کہ قرآن محفوظ ہے۔ اس آیت کے قرآن ہونے پر دلیل اجماع امت ہے۔

اجماع امت سب سے مضبوط دلیل

اگر اجماع امت کو مانیں گے تو قرآن کی حفاظت ہو گی، نہیں مانیں گے تو قرآن کی حفاظت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس سے آپ اندازہ فرمائیں کہ اجماع امت کتنی قوی دلیل ہے۔ اجماع امت ادلہ اربعہ (چاروں دلیلوں) میں سب سے مضبوط بھی ہے اور سب سے آسان بھی ہے۔ آسان تو آپ جلدی مان لیں گے۔ سب سے مضبوط جلدی نہیں مانیں گے۔

کیونکہ عام بندے کا ذہن ہے کہ سب سے مضبوط قرآن کریم ہے۔ اجماع

امت سب سے مضبوط دلیل نہیں ہے۔ حالانکہ اجماع امت مانیں گے تو قرآن کی حفاظت ہو گی، نہیں مانیں گے تو حفاظت نہیں ہو گی۔

آیت پر یہود بے بہبود کا اعتراض اور جواب

اس آیت پر یہود و نصاری کا ایک اعتراض ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ لیکن اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں؟ اس لیے کہ قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا انا نحن نزلنا القرآن بلکہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر تو ذکر جس طرح قرآن ہے، اسی طرح تورات و انجیل بھی ذکر ہیں۔ اگر اس آیت سے ثابت ہوا کہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ نہیں! یہ تورات انجیل کی حفاظت کا وعدہ ہے۔

اس کا جواب ذہن میں رکھیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں اللہ رب العزت نے نزلنا فرمایا انزلنا نہیں فرمایا۔ نزلنا، نزّل ینزّل تنزیل سے ہے۔ اس میں تدریج ہوتی ہے۔ اور انزل ینزل انزال میں تدریج نہیں ہوتی، اکٹھا اترنا انزال ہے اور تھوڑا تھوڑا اترنا اس کو تنزیل کہتے ہیں۔ تو تورات وانجیل کو تھوڑا تھوڑا نہیں، اکٹھا اتارا گیا اور قرآن کو تھوڑا تھوڑا 23 سال میں اتارا گیا۔ تو اس سے مراد تورات اور انجیل نہیں بلکہ قران کریم ہے۔

حفاظت قرآن اور تورات وانجیل

اس پر وہ لوگ پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دلیل پھر بھی نہیں بنتی، اس لیے کہ قران کریم میں ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ

القدر:2،1

قرآن تو ایک رات میں اترا ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ تھوڑا تھوڑا اترا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نزول قرآن دو مرتبہ ہوا ہے۔ ایک لوح محفوظ سے آسمان پر اور ایک آسمان سے زمین پر۔ لوح محفوظ سے آسمان پر اکٹھا اترا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور آسمان سے زمین پر تھوڑا تھوڑا اترا ہے انا نحن نزلنا الذکر تو اس لیے دونوں قرآن پر صادق آتی ہیں۔ انجیل و تورات پر صادق نہیں آتیں۔ بات سمجھ آگئی؟

حفاظ قرآن آسودہ حال کیوں نہیں؟

میں نے عرض کیا تھا وقت مختصر ہے، اس لیے میں محض دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ ایک تو حفاظت قرآن کی بات ہوئی اب دوسری بات ذہن میں رکھ لیں۔ قرآن کریم کے حفاظ عموماً غریب ہوتے ہیں، مالدار نہیں ہوتے۔ ماشاء اللہ صاحب حیثیت بھی حفظ کرتے ہیں لیکن ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اکثر قرآن کریم کو غریب یاد کرتے ہیں۔ اس کی وجہ اور حکمت ذہن میں رکھیں!

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو عرب کی بہت مالدار دائیاں آئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلی گئیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ آئیں جو خود بھی غریب تھیں اور غریب کو لے کر چلی گئیں۔ کسی کو پتا نہیں تھا کہ مکہ کا یہ درِ یتیم کتنا بڑا آدمی ہے۔ تو اللہ رب العزت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں جو عظمت تھی، اس پر غربت کا پردہ ڈال کر اس جوہر کو محفوظ کر دیا۔

بالکل اسی طرح حافظِ قرآن کی عظمت پر خدا نے غربت کا پردہ ڈال کر اس کو محفوظ کر دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا میں بڑا کوئی نہیں ہے لیکن

غریب کے ہاتھ میں آئے تھے اور محفوظ ہو گئے اور اسی طرح قرآن کریم غریب کے ہاتھوں میں آتا ہے، تو محفوظ ہوتا ہے۔ بڑا آدمی قرآن کی قدر نہیں کرتا۔ غریب کا بچہ قرآن کی قدر بہت کرتا ہے۔

نعمت قدردان کو ملتی ہے

بڑا سمجھتا ہے کہ میں نے احسان کیا ہے کہ بیٹے کو قرآن کا حافظ بنا دیا ہے۔ غریب سمجھتا ہے کہ قرآن کریم کا احسان ہے کہ ہمارے گھر میں آگیا ہے۔ تو جو اس نعمت کی قدر نہ کرے اللہ اس کو وہ نعمت دیتا ہی نہیں اس لیے اللہ غریب کو قرآن دیتے ہیں مالداروں کو نہیں دیتے۔ اور جب مالدار قدر کرتا ہے تو اس کے گھر میں بھی آجاتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں قرآن کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

[آمین ثم آمین]

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تربیتی نشست

بمقام: جامعہ عربیہ دارالعلوم، ینگون

بتاریخ: 16-02-2013

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولنا محمدا عبده ورسوله اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي - وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي - وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي- يَفْقَهُوا قَوْلِي

سورۃ طٰہ: آیت نمبر: 25-28

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تین دعائیں

میں نے آپ حضرات کی خدمت میں قرآن کریم کی چار آیات تلاوت کیں۔ ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگی ہیں:

نمبر1: اشْرَحْ لِي صَدْرِي

نمبر2: وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

نمبر3: وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي

یہ تین دعائیں مانگی ہیں۔ یَفۡقَهُوا قَوۡلِي یہ ان تین دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تین چیزیں عطا فرمائیں گے، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ میری بات سمجھیں گے اور مان لیں گے۔ تو اصل دعا میں یہ تین چیزیں ہیں۔ تینوں دعاؤں کا پہلے ترجمہ سنیں، اور پھر بات کو سمجھیں۔

میں طلبا سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم عموماً آیت کریمہ کا ترجمہ عوامی انداز میں نہیں کرپاتے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوام ہماری بات سے جیسے مستفید ہونا چاہیے نہیں ہو پاتے۔ جو درسگاہ میں ترجمہ کا سٹائل ہے، ہمارا وہی ترجمہ کا سٹائل عوام میں ہوتا ہے، جب کہ درسگاہ کی زبان الگ ہوتی ہے اور عوامی زبان بالکل الگ ہوتی ہے۔ درسگاہ کی زبان اصطلاحی اور علمی ہوتی ہے اور عوام کی زبان علمی اور اصطلاحی نہیں ہوتی، بلکہ آسان اور عوامی زبان ہوتی ہے۔ اصطلاحی الفاظ کا عوامی زبان میں ترجمہ کرنا سیکھیں۔

میرے پاس وہاں ہمارے مدرسہ مرکز اہل السنت والجماعت میں علماء آتے ہیں پڑھنے کے لیے۔ ہمارے ادارے میں درجہ کتب نہیں ہیں۔ اولیٰ سے لے کر دورہ حدیث تک کوئی کتب نہیں، بلکہ ایک ہی درجہ ہے تخصص۔ علماء تشریف لاتے ہیں اور ایک سال پڑھتے ہیں، پڑھ کر واپس جاتے ہیں۔ تو میں ان کو جہاں اور چیزیں سکھاتا ہوں، وہیں آیات اور احادیث کا ترجمہ کرنا بھی بطور خاص سکھاتا ہوں۔

آپ نے اس آیت کا ترجمہ کیسے کرنا ہے اور اصطلاحی کو عوامی زبان میں آپ نے کیسے بیان کرنا ہے؟ تو پھر بات سمجھانی بہت آسان ہوتی ہے، ورنہ بات سمجھانی بہت مشکل ہوتی ہے۔ اس لیے آیات کا ترجمہ کرنا سیکھیں، اور اصطلاحی الفاظ کو عوامی زبان میں لانا سیکھیں۔

میں دونوں باتوں پر ایک ایک مثال دیتا ہوں، ترجمے پر بھی اور اصطلاحی

بات کو عوامی زبان میں لانے پر بھی۔ ایک مثال تو ترجمہ پر سنیں، یہ جو میں نے آیات پڑھی میں ان کا ترجمہ تو کروں گا لیکن سمجھانے کے لیے مزید پیش کرنے لگا ہوں۔ مزید سمجھتے ہوں ناں؟ صَرف میں کئی چیزیں ہوتی ہیں پہلے یہ کہ اس کا وزن کیا ہے؟ پھر وزن کے بعد نظیر ہوتی ہے کہ ضَرَبَ ہے تو ضَرَبَ کی نظیر پیش کرو، سَمِعَ ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔

ہم قرآن کریم کی ایک مختصر سی سورۃ تلاوت کرتے ہیں:

وَالْعَصْرِ -إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ

سورۃ العصر، آیت نمبر:2،1

عام طور پر ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں: بے شک انسان البتہ خسارے میں ہے إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا مگر وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور نیک اعمال کیے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ حق کی تلقین کرتے رہے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور باہم صبر کی تلقین کرتے رہے۔

ہم عموماً ترجمہ یہی کرتے ہیں۔ اس ترجمہ میں ثقل بہت ہے اور عوام کو سمجھانا بہت مشکل ہے۔ میں اس کو عوامی ترجمہ میں کرتا ہوں، ذرا وہ سمجھیں۔

وَالْعَصْرِ -إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ -إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

قسم ہے زمانے کی وہی انسان کامیاب ہو گا جس کا عقیدہ ٹھیک ہو اور عمل سنت کے مطابق کرے۔ صحیح عقیدہ اور مسنون عمل کی دعوت دے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ دعوت پر مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ حصر کے ساتھ میں نے ترجمہ کیا ہے۔ میں نے حصر کا پورا خیال کیا ہے۔ "وہی انسان" میں "وہی" کلمہ حصر ہے۔ آمَنُوا کا ترجمہ جس کا عقیدہ ٹھیک ہو۔ یہ ہم نے ترجمہ اپنے ماحول کو دیکھ کر کیا ہے۔ اس دور میں فتنے ہیں اس لیے

عقیدے پر بات ہوتی ہے۔

غیر مقلد کہتے ہیں دیوبند کا عقیدہ ٹھیک نہیں ہے، کفریہ ہے، شرکیہ ہے، تمہارے عقائد غلط ہیں، تو آپ اس ایمان کے ترجمہ میں عقیدہ کا لفظ لے آؤ۔

عمل صالح کیا ہے؟

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ عمل صالح کی سب سے آسان تعریف یہ ہے کہ عمل سنت کے مطابق ہو۔ اور حق کی سب سے آسان تفسیر یہ ہے کہ صحیح عقیدہ اور عمل صالح دونوں کو ملائیں تو حق بنتا ہے۔ دونوں میں سے ایک کو چھوڑ دو تو باطل ہو جاتا ہے، دونوں کو چھوڑ دو تو پھر اس سے بڑا باطل ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور صبر کا اصل مطلب کیا ہے؟ کہ اگر۔ اگر کا لفظ کیوں کہا؟ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ دین کا کام عافیت کے ساتھ لے اور مشکل آجائے تو پھر برداشت کریں۔ پہلا معاملہ کہ خدا سے مشکل میں مدد مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے آسانیاں مانگیں، آسانی کے ساتھ دین کا کام لے اور مشکل ہو جائے، پھر دین کا کام نہ چھوڑے، مشکلات کو برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

عافیت یا استقامت

میں اکثر اپنے ہاں پاکستان میں یہ بات سمجھاتا ہوں حضرات کو، کہ ہمارا جو بیان گھن گرج والا ہو، جوشیلا بیان ہو، تو اس بیان کے بعد لوگ بہت خوش ہو کے دعا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے، تو میں کہتا ہوں کہ اتنی سخت دعا نہ دو جس کا میں متحمل نہیں ہوں۔ ہمیں تو کوئی آسان سی دعا دو، ہمیں استقامت کی دعا نہ دو کیونکہ استقامت کا معنیٰ یہ ہے کہ جو بیان کیا ہے اس پر پرچہ کٹے پھر تھانے میں جاؤ پھر پولیس کی مار کھاؤ پھر جیل میں جاؤ اور پھر واپس آکر پھر یہی بیان

کرو۔ استقامت کا مطلب یہی ہے ناں کہ مار بھی پڑے اور کام نہ چھوڑے۔

اور عافیت کا معنیٰ کیا ہے؟ کہ آپ بیان کریں اس کے بعد پلاؤ کھائیں اور پیسے بھی آپ کو ملیں، خوشبو ملے، ہدیے ملیں، پھر یہی بیان کریں۔ مقصد تو دین کا کام ہے، یا مار کھا کر دین کا کام کرنا اصل ہے؟ تو اسی لیے استقامت کی دعا مت کرو، اپنے لیے عافیت کی دعا کیا کرو۔

فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ

سورۃ آیت، نمبر: 112

اس آیت نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دیا تھا، تو میں اور آپ استقامت کیسے کریں گے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک میں بال سفید آئے، صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ کی تو ڈاڑھی میں بال سفید ہو گئے کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَيَّبَتْنِي هُودٌ

إتحاف الخيرة المهرة، رقم الحديث:5728

سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ سورۃ ھود کی کون سی آیت ہے؟ فرمایا فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ استقامت مجھ سے کیسے ہو گی! اس غم نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ہے اور ہم کتنی جرات سے کہتے ہیں، استقامت کی باتیں کرتے ہیں۔ استقامت کے ساتھ کام کرنا کم از کم برما میں بہت مشکل ہے، اس لیے عافیت کے ساتھ ہی کام کی دعا کریں، ورنہ آج پگڑی کا شوق ہے کل ٹوپی بھی چھوڑ دیں! آج زلفوں کا شوق ہے، کل ڈاڑھی بھی منڈا لیں۔ اتنا کریں، جتنا آپ سنبھال سکیں اور جس کو نہیں سنبھال سکتے، اس کو آہستہ آہستہ کریں۔

ایک تو میں نے آیت پیش کی ہے۔ دوسرا ایک اصطلاح دیکھیں، یہ ہمارا

فن بھی ہے اور اصطلاح بھی ہے۔ میں مثالیں اپنے فن کی دیتاہوں، تاکہ اللہ کرے، ہمارا فن آپ میں منتقل ہو۔ کبھی فن وہبی ملتاہے، کبھی کسبی ملتاہے۔ ہمیں اللہ نے وہباً دیاہے میں نے فن مناظرہ کی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ بغیر پڑھے خدا نے دی ہے اور میں مناظرے کے اسباق پڑھاتاہوں۔ یہ ہمارے اکابر کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ سلسلہ مدنیہ میں بغیر بیعت کے خدانے خلافت بھی دی ہے۔

میں مثال دینے لگاہوں اس کو آپ سمجھیں میں سمجھانے کے لیے طلباء کو ایک بات کہتاہوں اگر آپ کا کسی مخالف فریق سے واسطہ اس طرح پڑے اور آپ کو اپنے مسائل پہ دلائل نہ آتے ہوں تو آپ ان سے بات کیسے کریں۔ یہ پتاہے کہ میرا عقیدہ ٹھیک ہے، لیکن عقیدہ پر دلیل نہیں آتی۔ مسئلہ سنت کے مطابق ہے لیکن دلیل معلوم نہ ہوتو بات کیسے کریں۔ اگر آپ کے پاس دس آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آکر مسئلہ چھیڑ دیتاہے تو آپ بحث چھوڑ تو نہیں سکتے، ورنہ اپنے لوگوں کا ایمان خراب ہوجائے گا۔

بحث کے اصول

اس کے لیے میں ایک اصول پیش کرتاہوں کہ اس کو میں اپنے نکتوں میں سمجھاتاہوں کبھی سوال کاجواب سوال کاجواب ہوتاہے۔ کبھی سوال پر سوال سوال کاجواب ہوتاہے یہ ایک علمی اصطلاح ہے جس کا میں نے ترجمہ کیاہے۔ علمی اصطلاح یہ ہے۔ سول کے دوجواب ہوتے ہیں ایک جواب تحقیقی، ایک جواب الزامی، اب جواب تحقیقی اور جواب الزامی عوام کوکیسے سمجھائیں گے۔ یہ اس اصطلاح کا ترجمہ ہے، کبھی سوال کا جواب سوال کاجواب ہوتاہے یہ جواب تحقیقی ہے۔ سوال کے جواب میں اصل دلیل کوپیش کریں۔

آپ سے ایک بندہ پوچھتا ہے کہ آپ سر پر ٹوپی کیوں پہنتے ہیں؟ اس نے دلیل مانگی ہے۔ وہ دلیل آپ دیں، یہ ہے تحقیقی جواب۔ آپ کہیں کہ صحیح بخاری میں روایت موجود ہے

بَاب السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ
وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ

بخاری شریف، رقم الحدیث: 385

پگڑی کیوں باندھتے ہیں؟ شمائل میں روایت موجود ہے۔

باب ماجاء فی عمامة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شمائل ترمذی، جلد نمبر:2 ، صفحہ نمبر:8

ہمارے پاس باب موجود ہے۔ یہ پگڑی اور ٹوپی پہننے کے سوال کا تحقیقی جواب ہے، لیکن آپ کے پاس دلیل نہیں ہے ٹوپی پہننے کی، تو آپ اس سے فوراً پوچھیں کہ آپ یہ سرخ رومال کیوں پہنتے ہیں؟ اس پر رسہ کیوں کسا ہوا ہے؟ اس کی دلیل کیا ہے؟ اب آپ نے اس کو بھی کام میں لگا دیا۔ اب وہ آپ سے سوال نہیں کرے گا۔

باباجی اور شکست خوردہ غیر مقلد

ہمارے ہاں دیہات میں ایک باباجی فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائے۔ وہ باباجی میرے بیانات سنتے رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک غیر مقلد آتا تھا اور ہر سال ان سے عشر لیتا تھا۔ قربانی کے موقع پر گائے لیتا تھا اور دوڑ جاتا تھا۔ میرے بیانات سے کچھ قریب ہوئے تو ان غیر مقلدین سلفیوں کو عشر دینا بھی چھوڑ دیا، قربانی کی گائے دینا بھی چھوڑ دی۔ اب وہ پریشان تو بہت تھے تو انہوں نے باباجی سے مسئلہ پوچھا کہ آپ نماز میں رفع الیدین

کیوں نہیں کرتے ہیں، دلیل دیں؟ باباجی میرے بیان سنتے رہتے تھے تو باباجی نے فرمایا کہ میں نماز میں رفع الیدین نہیں کرتا، آپ کرتے ہیں۔ جو نہ کرے اس کے ذمہ دلیل نہیں، جو کرے اس کے ذمے دلیل ہے۔ آپ بتاؤ کیوں کرتے ہو؟ تو باباجی نکل گئے اور اس کے گلے میں پھندہ ڈال دیا۔ اس لڑکے نے باباجی کو دلیل دی اس نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے میں اس لیے کرتا ہوں۔ کتنی مضبوط دلیل اس نے دی ہے۔ باباجی نے فرمایا کہ صحابہ کی تعداد کتنی ہے؟ کہتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ باباجی نے کہا ستر تمہاری طرف، باقی میری طرف۔ باباجی پھر نکل گئے۔ ان پڑھ آدمی تھا لیکن پھنسا نہیں۔

میں نے ایک آیت پیش کی ہے اور ایک میں نے اصطلاح پیش کی ہے۔

اشْرَحْ لِي صَدْرِي پہلے اس کا ترجمہ سنیں اشْرَحْ لِي صَدْرِي اے اللہ مجھ پر میرا عقیدہ کھول دے، مجھے میرا عقیدہ سمجھا دے، مجھے دین کی سمجھ عطا فرما۔ اگر آپ جمعہ کے خطاب میں شرح صدر کا لفظ استعمال کریں تو لوگ اس کو کیا سمجھیں گے۔ ترجمہ ایسا کریں کہ آپ کو شرح صدر کا ترجمہ نہ کرنا پڑے۔

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي اے اللہ اس دین کی اشاعت کے لیے جو مجھے اسباب چاہیے وہ عطا فرما دے۔

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي اے اللہ مجھے فصیح زبان عطا فرما۔ جب یہ تینوں چیزیں ملیں کہ بندے کو عقیدہ بھی سمجھ آئے، بیان کرنے کے اسباب بھی ملیں اور طاقت والی زبان مل جائے۔ يَفْقَهُوا قَوْلِي مخالف آپ کی بات قبول بھی کرے گا۔ اور جب یہ بات نہیں ہو گی، تو لوگ قبول کیسے کریں گے؟ اب اگر بیان ہو رہا ہے پنکھے

نہیں چل رہے ہیں۔ سپیکر نہیں ہے تو زیادہ لوگ کیسے سنیں گے تو اسباب بھی چاہییں۔

تو میں نے آپ کی خدمت میں اشْرَحْ لِي صَدْرِي پر تھوڑی سی بات کرنی ہے۔ اشْرَحْ لِي صَدْرِي اے اللہ ہمیں ہمارا عقیدہ سمجھا دے۔ اے اللہ ہمیں ہمارا مسئلہ سمجھادے۔ ہمیں ہمارے مسائل کو سمجھادیں۔

ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

تو پہلے اپنا عقیدہ، اپنا مسئلہ سمجھیں۔ پھر اپنا عقیدہ، اپنا مسئلہ دوسروں کو سمجھائیں۔ جب تک بندہ اپنا عقیدہ اور اپنا مسئلہ نہ سمجھے اس وقت تک وہ اپنا عقیدہ اپنا مسئلہ دوسروں کو سمجھا نہیں سکتا۔ پہلے سمجھنا ہے پھر سمجھانا ہے۔ اور جب سمجھا نہیں ہو گا تو پھر سمجھائے گا کیسے؟ اور جب آدمی اپنا عقیدہ سمجھ جاتا ہے تو پھر بندے کو دلیل دینے کا لطف آتا ہے اور جب نہیں سمجھتا تو کسی وقت بھی مخالف کا حملہ ہوتا ہے اس بندے کی دلیل ٹوٹ جاتی ہے اور مزید دلیل پیش نہیں کر سکتا چونکہ اپنے عقیدے کو سمجھا نہیں ہوتا۔

آپ حضرت خطبات حکیم الامت کو پڑھا کریں، خطبات حکیم الاسلام کو آپ پڑھیں، حضرت نانوتوی اور حضرت مدنی کے علوم کو پڑھیں۔ پھر اندازہ کریں کہ ان اکابر کا قلم اور زبان کیسے چلتی ہے، کیوں؟ مسئلہ سمجھے ہوتے ہیں اس پر مثال، مثال پر مثال چلتی جاتی ہے اور جب اصل بات سمجھ نہ آئے تو پھر بندہ مثالوں سے بات سمجھا سکتا نہیں۔

اس پر اب میں دو تین مثالیں دوں گا۔

❖ ایک معاملہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں

- ایک معاملہ ہے پیغمبر کی ذات کی بارے میں
- ایک معاملہ ہے صحابہ کرام کے بارے میں
- پھر ہے مجتہدین کے بارے میں
- پھر عام اولیاء کے بارے میں

اب تدریجاً چلیں اور ہر ایک کے بارے میں نظریات کو ذہن میں رکھیں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے اور اس سے بندہ سمجھتا کیسے ہے اور سمجھاتا کیسے ہے؟

نمبر ایک

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں آج بحث چلتی ہے اور غیر مقلد یہ بحث بڑے زور و شور سے کرتا ہے وہ بحث یہ چلتی ہے کہ

أَيْنَ اللّٰهُ

صحیح مسلم: رقم الحدیث: 537

کہ اللہ تعالیٰ کہاں پر ہے؟ میں نے حضرت حکیم صاحب کے مواعظ سے اس موضوع پر مواد جمع کیا ہے۔ غیر مقلدین حضرات کہتے ہیں کہ اللہ عرش پر ہے اللہ خود ہر جگہ پر نہیں ہیں اللہ کا علم اور قدرت ہر جگہ پر ہے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے

اللہ موجود بلا مکان

اس سے نیچے آئیں اللہ حاضر وناظر ہے اس سے نیچے آئیں اللہ ہر جگہ موجود ہے میں نے ایک عقیدے کے لیے تین لفظ استعمال کیے۔ ایک علماء کے لیے، اور ایک طلباء کے لیے، اور ایک عوام کے لیے۔ پہلا جملہ **اللہ تعالیٰ موجود بلا مکان** ہے علماء کے لیے اور علماء بھی وہ جو اچھے خاصے تگڑے مولوی ہوں، یہ چھوٹے چھوٹے مولوی **موجود بلا مکان** کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھا سکتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ **موجود بلا مکان** ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہے۔ اگر یہ عقیدہ سمجھ آگیا تو پھر دلائل دینے آسان ہیں اور غیر مقلدین کے عقلی اور نقلی دلائل کا جواب دینا بہت آسان ہے۔ ہمارے پاس خدا کے ہر جگہ موجود ہونے پر دلائل بہت موجود ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ

سورۃ البقرۃ: آیت نمبر:186

اگر سوال کریں میرے بندے میرے بارے میں۔ نہ کہ مرے علم کے بارے میں۔ عَنِّی میں "یاء" متکلم ہے جو ذات کے لیے ہے۔ عرش تو بہت دور ہے اگر صرف عرش پر ہے تو قریب کیسے ہوئے۔؟ اس سے پتا چلا کہ ذات باری بہت قریب ہے۔ کتنی قریب ہے؟

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ

سورۃ ق: آیت نمبر:16

"شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے" اس بات کو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی خطبات میں حل کیا ہے۔ میں نے حضرت کی خطبات کو پڑھا، میں بھی سمجھ گیا۔ ویسے تو زبان سے کہتے تھے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے لیکن سمجھتے نہیں تھے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بہت پیاری مثال دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے عیب ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات لامثال ہے، خدا کی ذات کی مثال ہم دے نہیں سکتے لیکن کیا کریں جب تک مثال نہ دیں تو بات سمجھ نہیں آتی۔

عقیدے کے موافق مثال

ایک کاغذ کو دوسرے کاغذ سے جوڑا تو درمیان میں گوند لگائی ہے۔ یہ کاغذ کاغذ سے جڑا ہوا ہے بواسطہ گوند اور گوند کاغذ سے جڑی ہے بلاواسطہ گوند۔

فرمایا ایک انسان ہے ایک انسان کی شہ رگ ہے۔ انسان سے مراد نفسِ انسانی، یہ نفس انسانی اور شہ رگ ملے کب ہیں؟ جب اللہ تعالی کی ذات ہے اور اور اگر جوڑنے والی ذات نہ ہوتی تو جڑ سکتے ہی نہیں۔ تو انسان اور انسان کی رگ بواسطہ خدا جڑے ہیں۔ اور خدا شہ رگ سے جڑا ہے بلاواسطہ۔ یہ معنی **وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ** کا ہے۔

دلائل

مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ

سورۃ المجادلۃ: آیت نمبر: 7

اگر تم تین ہو تو چوتھا “اللہ” اگر پانچ ہو تو چھٹا “اللہ” اگر اس سے کم یا زیادہ ہو تو تمہارا خدا تمہارے ساتھ ہے۔

قطب الارشاد حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ “ھو” ضمیر ذات کے لیے ہے ماہیت کے لیے ہے۔ ماہیت تو ذات کو کہتے ہیں تو جب “ھو” ضمیر وضع ذات کے لیے ہے، تو جب ذات کا ترجمہ موجود ہو تو ہم ذات کو چھوڑ کر وصف یعنی عِلم جو مجاز ہے، کی طرف کیوں جائیں، “بیان القرآن” حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے عوام کے لیے لکھا ہے اور سمجھ مولویوں کو نہیں آتی۔ حضرت تھانوی نے جب “بیان القرآن” لکھا تو ان کے خلیفہ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ نے اس پر یہ شعر پڑھا تھا۔

ہم نے کاغذ پہ کلیجہ رکھ دیا نکال کے
افسوس کہ قدردان نہیں ہیں کمال کے

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

سورۃ البقرۃ: آیت نمبر:115

مشرق بھی اللہ تعالیٰ کا، مغرب بھی اللہ تعالیٰ کا، اور تم جدھر رخ کرو گے وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ ہمارے عقیدے پر قرآن موجود ہے اور ہمارے عقیدے پر احادیث بھی موجود ہیں۔

میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ پہلے یہ سمجھ لیں کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے، جب یہ سمجھ آئے گا تو اس پر دلائل دینے بہت آسان ہوں گے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اللہ کی ذات عرش پر ہے۔ ہر جگہ نہیں ہے۔

غیر مقلدین کی دلیل اور اس کا جواب

قرآن کریم میں چھ مرتبہ آیا ہے

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

سورۃ الاعراف، آیت نمبر:54

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

سورۃ طہ، آیت نمبر:5

اللہ مستوی علی العرش ہے تو ہر جگہ کیسے ہوئے؟ ہم نے کہا کہ بھئی مستوی علی العرش کا معنی یہ کہ "اللہ تعالیٰ عرش پر رہتے ہیں" یہ معنی کس نے کیے ہیں؟ بات اچھی طرح سمجھیں۔

یہ آیت ہمارے خلاف نہیں ہے اگر استویٰ علی العرش کا معنیٰ عرش پہ ہونا ہو تو پھر عرش پہ ہوئے ہیں ناں! ہمارے خلاف کیسے ہے؟ ہمارے خلاف تب ہوگی جب ہر جگہ کی نفی بھی ہوگی۔ کسی بھی جگہ "آیت" اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا اثبات کرو گے ہمارے خلاف نہیں ہے۔

عام فہم مثال

ایک بندہ دو مسجدوں میں جمعہ پڑھاتا ہے۔ ایک جمعہ ایک جگہ، دوسرا جمعہ دوسری جگہ، ایک ہی جمعہ دو تقریریں کرتا ہے۔ ایک ساڑھے بارہ سے لے کر ایک بجے تک ایک مسجد میں، اور ایک بجے سے لے کر دو بجے تک دوسری مسجد میں، تو ایک بندہ کہتا ہے کہ یہ ہماری مسجد میں خطیب ہے، دوسرا بندہ کہتا ہے کہ یہ ہماری مسجد میں خطیب ہے، تو دونوں جگہ ہوئے اس میں اشکال کی کیا بات ہے اگر ان کا معنی مانیں تب بھی یہ آیت ہمارے خلاف نہیں ہو گی۔

غیر مقلدین کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب

غیر مقلدین کی سب سے معروف دلیل جو وہ ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں وہ ہے حدیث جاریہ "صحیح مسلم" میں روایت موجود ہے۔ ایک صحابی تھے انہوں نے اپنی باندی کو تھپڑ مار دیا تھا۔ اور بہت دکھ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اپنی باندی کو مارا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باندی کو بلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھی سے پوچھا مَنۡ أَنَا؟ اس نے کہا أَنۡتَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا أَیۡنَ اللّٰہُ؟ اس نے کہا فِی السَّمَاءِ تو فرمایا یہ مؤمنہ ہے اس کو آزاد کر دو۔ تو انہوں نے آزاد کر دیا۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 537

غیر مقلد کہتا ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے؟ باندی سے پوچھا اللہ کہاں پر ہے؟ تو اس نے کہا فِی السَّمَاءِ یہ تو تمہارے عقیدے کے خلاف ہے۔ اچھی طرح بات سمجھنا اگر ہمارے عقیدے کے خلاف ہو تو تمہارے عقیدے کے مطابق بھی نہیں ہے کیونکہ آپ کا عقیدہ ہے اللہ عرش پر ہے اور باندی کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں

ہے۔ تو آسمان نیچے ہے اور عرش اوپر ہے، تو عرش پر تو نہ ہو اناں! ہمارے خلاف پھر بھی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہر جگہ پر ہے، تو ٹھیک ہے، آسمان پر بھی ہے۔ حدیث ان کے خلاف ہوتی ہے، ہمارے ساتھی پریشان ہوتے ہیں کہ ہمارے خلاف آگئی، حالانکہ حدیث ہمارے خلاف ہوتی نہیں، غیر مقلدین ہی کے خلاف جارہی ہوتی ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

آپ کے ذہن میں یہ ضرور ہو گا کہ اللہ ہر جگہ ہے، تو اس نے فی السماء کیوں کہہ دیا؟ اس کے دو جواب سمجھو۔

ایک جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہات سے پاک ہے، جہات چھ ہیں: اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اللہ تعالیٰ جہات ستہ سے پاک ہے لیکن فرق یہ ہے کہ جہات ستہ کو محیط بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ جہات ستہ سے پاک ہے اور جہات ستہ کو محیط بھی ہے اور جہات ستہ میں سے جہت علو کو فوقیت حاصل ہے لیکن اگر کوئی جہت بتانی ہو تو جہت علو بتاتے ہیں کہ اس کو باقی جہات پر فوقیت حاصل ہے۔

میں مثال دوں گا تو بات سمجھ آئے گی، سپیکر کی آواز سب سنتے ہیں، لیکن اگر کوئی بڑا آدمی آتا ہے تو کہا جاتا ہے، اس کو راستہ دو، آپ سٹیج کے پاس تشریف لے آئیں۔ تو جب آواز پیچھے بھی آتی ہے تو بڑے آدمی کو ادھر کیوں لا رہے ہو، معلوم ہوا کہ مسجد میں آواز سب جگہوں پر جاتی ہے، لیکن سٹیج والی جگہ کو باقی تمام جگہوں پر فوقیت حاصل ہے۔

طالب علم آگے بیٹھا ہو یا پیچھے بیٹھا ہو آواز سب جگہ جاتی ہے، لیکن استاد کہتا ہے کہ ادھر آؤ، آگے بیٹھو۔ تو طالب علم یہ نہیں کہتا استاد جی! آواز آرہی ہے، کیوں

کہ وہ سمجھتا ہے کہ آواز آگے اور پیچھے سب جگہ آتی ہے لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ آگے بیٹھے پیچھے نہ بیٹھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جہات ستہ سے پاک ہے اور محیط بھی ہے لیکن اگر جہت کی نسبت کرنے کی ضرورت پڑ بھی جائے تو جہت علو کی کرتے ہیں کہ اس کو باقی جہات پر فوقیت حاصل ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا جواب

ایک جواب حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے دیا ہے، فرماتے ہیں: آدمی مکلف بقدر عقل ہوتا ہے، جتنی عقل ہو اتنا ہی مکلف ہوتا ہے۔ عقل سے بڑھ کر بندہ مکلف ہوتا ہی نہیں ہے۔ اس پر دو مثالیں سمجھیں۔ ایک مثال صحیح بخاری میں ہے۔ اور ایک مثال ہماری صَرف میں ہے۔ اب بتاؤ کون سی مثال دوں؟ مجھے بتاؤ کہ میرا بیان آپ کو ابھی سمجھ نہیں آتا۔ لیکن میں پھر بھی بیان کروں گا۔ اگر آپ کو ابھی سمجھ نہ آئے تو آئندہ جب بڑے ہوگے تو سمجھ میں آجائے گا۔

میں پنجاب میں ایک جگہ گیا تو مجھے قاری صاحب نے کہا کہ آپ بچوں میں بیان کریں، میں نے آدھا گھنٹہ بیان کیا اور عقیدے پر بات کی۔ بیان کے بعد مجھ سے مہتمم صاحب نے کہا آپ نے عقیدے پر بچوں کے سامنے بیان کیا۔ اور یہ ان کو سمجھ نہیں آنا۔ آپ کے بیان کا فائدہ کیا ہوا؟ میں نے قاری صاحب سے کہا بچوں کو بلاؤ۔ مہتمم صاحب سمجھے میرے نصیحت کا اثر ان پر ہوا۔ میں نے ایک بچے سے پوچھا آپ نے کتنے پارے حفظ کیے ہیں؟ اس نے کہا اتنے۔ میں نے کہا فلاں جگہ سے پڑھو۔ اس نے پڑھا۔ میں نے کہا اب اس کا ترجمہ کرو۔ اس نے کہا ترجمہ نہیں آتا۔ میں نے کہا اس کی تفسیر کرو، اس نے کہا کہ تفسیر نہیں آتی۔

میں نے قاری صاحب سے کہا کہ جب یہ بچے قرآن کو سمجھتے نہیں تو آپ

کیوں یاد کراتے ہو؟ انہوں نے فرمایا ابھی یاد کریں گے بڑے ہوں گے تو ان کو سمجھ بھی آئے گا۔ میں نے کہا میں نے ابھی عقیدے پر بیان کیا ابھی یہ یاد کریں گے بعد میں ان کو سمجھ بھی آجائے گا۔

تو مجھے معلوم ہے کہ میرا بیان سب کو سمجھ نہیں آتا لیکن آپ اچھی طرح سب باتیں یاد کرلیں، جب آپ بڑے ہوں گے اور پھر یہ بیان آپ کے سامنے آجائے گا، تو اس وقت اس بیان کی قدر کریں گے، جب ان سے ٹکراؤ گے تو اس وقت آپ کو سمجھ آجائے گا۔

قدرت باری تعالی سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ

پہلے صحیح بخاری کی روایت سمجھیں۔ بخاری میں ہے، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں، تو میری لاش کو جلا دینا اور جلا کر میری لاش کو ہوا میں یا پانی میں ڈال کر بکھیر دینا۔ جب وہ مرگیا تو اس کے گھر والوں نے اس کی لاش کو جلا دیا اور جلا کر اس کو پانی میں بہا دیا۔ اللہ تعالی نے اس بندے کی لاش کے ذرات کو جمع کیا اور جمع کرکے پوچھا لِمَ فَعَلْتَ؟ یہ تو نے کیوں کیا۔ اس نے کہا مِنْ خَشْيَتِكَ؟ اللہ تعالیٰ آپ کے ڈر سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! فَغَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ۔ میں نے تجھے معاف کر دیا“۔

صحیح بخاری، رقم الحدیث:3452

اب یہ کہنا کہ مجھے جلا کر پانی میں ڈال کے بہادو تا کہ مجھے عذاب نہ ہو یہ بظاہر کفریہ نظریہ ہے ناں! نہ جسم ہو گا نہ عذاب ہو گا۔ خدا کی قدرت کا انکار ہے۔ لیکن خدا نے اس کو معاف کیا۔ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے آسان جواب یہ ہے کہ اس بندے کی عقل اتنی ہی تھی کہ جسم اکٹھا ہو تو خدا

عذاب دیتا ہے جب جسم اکٹھا نہ ہو تو خدا عذاب نہیں دیتا۔ اس کی عقل اتنی تھی ہی نہیں ورنہ اس کا نظریہ یہ ہی ہوتا تو پھر کبھی بھی نہ بخشا جاتا۔ چونکہ اس کی عقل اتنی تھی، منشا ٹھیک تھی، کبھی جرم چھوٹا ہوتا ہے، اس کی منشا بہت بڑی ہوتی ہے تو جرم بڑا ہو جاتا ہے، کبھی جرم بڑا ہوتا ہے اس کی منشاء چھوٹی ہوتی ہے تو بڑا جرم بھی چھوٹا ہو جاتا ہے۔

اس پر بھی ایک مثال دیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الغيبة أشد من الزنا

كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، رقم الحديث: 8043

غیبت زنا سے بڑا جرم ہے۔ اب بتاؤ ہمارے ہاں غیبت بڑا جرم ہے یا زنا؟ غیبت تو ہمارے ہاں جرم ہی نہیں سمجھا جاتا۔ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے اس کی بڑی پیاری توجیہ بیان فرمائی ہے۔ غیبت کا منشاء جاہ ہے، زنا کی منشاء باہ ہے۔ اور جاہ چونکہ باہ سے بڑا گناہ ہے، جاہ کا مرض جلدی ختم نہیں ہوتا اور باہ کا مرض جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ بازار میں جاکر ایک لڑکی کو دیکھے اور پولیس اگر ایک تھپڑ مارے تو باہ ختم ہو جاتی ہے، لیکن جاہ کا مرض جلدی ختم نہیں ہوتا۔ جاہ بہت مشکل مرض ہے تو منشاء سمجھنا چاہیے۔

ہمارے معاشرے کی مثال

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے ہمارے معاشرے کی مثال دی ہے کہ ایک مولوی صاحب نے تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ ناک سے بھی پاک ہے، اللہ تعالیٰ آنکھ سے بھی پاک ہے، اللہ تعالیٰ کان سے بھی پاک ہے، اللہ تعالیٰ زبان سے بھی پاک ہے، تو ایک دیہاتی نے کہا کہ یہ خدا ہے یا تربوز ہے۔ (العیاذ باللہ) حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ مسلمان ہے، کافر نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کی دماغ میں

یہ بات آ ہی نہیں سکتی وہ کیسا خدا ہے جس کی آنکھ نہ ہو جس کی زبان نہ ہو اس پر کفر کا فتوی مت لگاؤ کیوں کہ آدمی بقدر عقل مکلف ہوتا ہے۔

جیسی عقل ویسی بات

تو اس باندی سے پوچھا أَيْنَ اللّٰهُ اس نے کہا فِي السَّمَاءِ وہ موجود بلا مکان کو سمجھا ہی نہیں سکتی، اس نے فِي السَّمَاءِ کہہ دیا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہے۔ چھوٹے بچوں سے پوچھو اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔ بچے کہتے ہیں کہ اوپر ہے۔ تو چھوٹے بچے کی جتنی عقل ہے، اتنی ہی بات کرے گا، تو چھوٹے بچوں والی باتیں اگر بڑے بھی شروع کر دیں کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے تو چھوٹے بڑے میں فرق کیا ہوا؟ غیر مقلد کو یہ بات سمجھ نہیں آتی چونکہ وہ بے عقل ہے، عقل ہے ہی نہیں یا بالکل کم ہے تو وہ ایسی باتیں کرتا ہے۔ جتنا بڑا بے قوف ہوتا ہے اتنا بڑا غیر مقلد ہوتا ہے۔

کبھی مجھے ساتھی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں غیر مقلد ہیں وہ سر پر ٹوپی نہیں لیتے، سر پر پگڑی نہیں باندھتے تو آپ دعا فرمائیں کہ وہ سر پر ٹوپی لیں تو میں دعا کرتا ہوں، اللہ ان کو عقل عطا فرمائے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے ٹوپی کی دعا کروائی اور آپ عقل کی دعا کرتے ہیں؟ میں نے کہا جس کی جیب میں پیسے ہوتے ہیں اس کی حفاظت کے لیے بٹوہ بھی چاہیے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ عقل نہیں تو ٹوپی کی کیا ضرورت ہے۔ تو خدا سے ان کے لیے عقل کی دعا کرتے ہیں۔ کبھی آپ نے جانور کو دیکھا ہے جو ٹوپی لیتا ہو؟ کیوں کہ اس میں عقل نہیں ہوتی اور ٹوپی تو عقل والوں کے لیے ہوتی ہے، تو جب انسانی عقل ان میں آئے گی تو انسانی ٹوپی بھی پہن لیں گے۔

تو میں کہہ رہا تھا رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارا عقیدہ سمجھا دے۔ سمجھ آئے گا تو دلیل بہت آسان ہے۔

غیر مقلدین کی ایک اور دلیل

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ

سورۃ فاطر، آیت نمبر:10

کلمات طیبہ اوپر جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ الیہ سے مراد کیا ہے؟ مراد اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔ الیہ سے مراد محل امر ہے۔ محل امر اوپر ہے تو پھر امور اوپر جائیں گے اس کا معنی یہ نہیں کہ خدا اوپر رہتا ہے۔

ایک اور دلیل کا جواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے اوپر عرش پر گئے تھے اگر خدا ہر جگہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر کیوں گئے تھے؟ عرش پر جا کر اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ عرش پر رہتا ہے، ہر جگہ پر نہیں ہے۔ میں نے کہا کوئی بندہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کوہ طور پر رہتا ہے، دلیل کیا ہے؟ کہ موسیٰ علیہ السلام بات کرنے کے لیے کوہ طور پر گئے تھے اگر خدا ہر جگہ پر ہے تو موسیٰ علیہ السلام بات کرنے کے لیے کوہ طوہ پر کیوں گئے؟

دلیل کیا کہ موسیٰ علیہ السلام بات کرنے کے لیے کوہ طور پر گئے تھے اگر خدا ہر جگہ پر ہے تو موسیٰ علیہ السلام بات کرنے کے لیے کوہ طور پر کیوں گئے تھے؟ کوئی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ رنگون (برما ایک شہر) کے دارالعلوم کی مسجد میں رہتا ہے۔ نماز پڑھنی ہو تو یہ اس مسجد میں آتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہے تو نماز پڑھنے کے لیے یہاں مسجد میں کیوں آتے ہیں؟ تو پھر کیا جواب دو گے؟ ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

ہمارا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہے، باقی کس بندے سے کہاں بات

کرنی ہے، اللہ تعالیٰ بندے کی حیثیت کے مطابق جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ اگر بندہ مجھ اور آپ جیسا ہے تو انتخاب مسجد کا ہے، اگر بندہ موسیٰ کلیم جیسا ہے تو انتخاب طور سینا کا ہے، اگر بندہ حضور حبیب جیسا ہو تو انتخاب عرش معلیٰ کا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درسگاہ کی زبان بھی دی ہے، خانقاہ کی بھی دی ہے، سٹیج کی بھی دی ہے۔ خانقاہ میں بٹھاؤ تو کوئی نہیں کہتا کہ یہ مناظر ہے۔ کہتے ہیں یہ صوفی ہے، اس کو دنیا کا کوئی پتا نہیں ہے۔ لوگ صوفی کو دنیا سے بے خبر سمجھتے ہیں حالانکہ صوفی کی نظر وہاں جاتی ہے جہاں کسی کی نظر نہیں جاتی۔

غیر مقلدین کا اشکال اور جواب

غیر مقلد آپ سے پوچھے گا اللہ ہر جگہ پر ہے؟ آپ کہو گے جی ہاں۔ پھر آپ سے پوچھے گا کیا خدا بیت الخلا میں بھی ہے؟ کیا جواب دو گے؟ اب تمہیں میری قدر آتی ہے ویسے تو آپ کہیں گے کہ مولانا الیاس گھمن کو برما نہیں آنا چاہیے لیکن جب پھنسو گے تو کہو گے کہ نہیں مولانا کو بلاؤ، ان کے لیے ٹکٹ کا انتظام کرو۔ ہماری قوم کا مزاج ہے جب خود آؤ تو سمجھتے ہیں کہ یہ فارغ ہے حالانکہ میری ڈائری دیکھو تمہیں ایک دن بھی فارغ نہیں نظر آئے گا۔ چار چار مہینے ایسے گزرتے ہیں۔ وقت کو کھینچنا پڑتا ہے۔

دیکھیں! مسلمان کے لیے تو پوری دنیا مساوی ہے۔ برما ہو، پاکستان ہو یا امریکہ، داعی کے لیے کیا ہے۔ میں آپ کے شہر آیا ہوں۔ میں نے سیر نہ کی ہے نہ کرنی ہے۔ نہ میں نے آپ سے کہنا ہے کہ سیر کراؤ۔ تو میں برما کیا کروں گا۔ ایک بندے کا سیر کا ذوق ہی نہیں ہے تو وہ برما کیا کرے گا۔ اور گاڑیاں جو میرے پاس ہیں وہ الحمدللہ آپ کی گاڑیوں سے بہت بڑی ہیں۔ میرا وہاں کا مجمع یہاں سے بہت بڑا

ہے، اب میں یہ کہوں کہ آپ مجھے برما کیوں نہیں بلاتے؟ ہمیں کون سا لالچ ہے آپ سے؟ ہماری خواہش ہے کہ اس عقیدے کو پھیلاؤ، مشن کو پھیلاؤ، امت کو یہ بات سمجھاؤ تاکہ ان کو یہ بات سمجھ آئے۔

تو اعتراض یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے تو بتاؤ کیا بیت الخلا میں بھی ہے؟ تو ہماری زبان نہیں گوارا کرتی، اگر کہو کہ بیت الخلا میں نہیں، تو عقیدہ ختم۔

میں نے غیر مقلد سے پوچھا تمہیں کچھ قرآن آتا ہے؟ جی ہاں! میں نے کہا کتنا؟ اس نے کہا الحمد للہ میں حافظ ہوں، میں نے کہا تیرے سینے میں قرآن کریم موجود ہے؟ کہتا ہے نہیں۔ میں نے کہا تو پکا غیر مقلد ہے سو فیصد۔ کہتا ہے وہ کیسے؟ میں نے کہا، جتنا بڑا بے قوف ہوتا ہے اتنا بڑا غیر مقلد ہوتا ہے۔ کہتا ہے وہ کیسے؟ میں نے کہا تو قرآن کریم کا حافظ ہے؟ کہتا ہے، جی ہاں ۔ میں نے کہا تیرے سینے میں قرآن محفوظ ہے؟ کہتا ہے جی ہاں میں نے پوچھا کہ موجود ہے؟ تو نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا محفوظ ہے؟ تو نے کہا جی ہاں۔ بھائی کوئی چیز موجود نہ ہو تو محفوظ ہوتی کیسے ہے؟ میری جیب میں پیسے موجود نہیں ہیں لیکن محفوظ ہیں، کبھی ایسے بھی ہوتا ہے پاسپورٹ بنوایا؟ نہیں۔ محفوظ ہے؟ جی ہاں! کہا جی مجھے بات سمجھ آگئی۔

میں نے کہا قرآن کریم سینے میں موجود ہے؟ کہا جی موجود ہے۔ میں نے پوچھا اگلی بات بتاؤ بیت الخلا میں قرآن کریم لے کر جانا جائز ہے؟ کہتا ہے نہیں میں نے کہا اس سے اگلی بات بتاؤ جب تم بیت الخلا میں جاتے ہو تو سینہ پھاڑ کر قرآن باہر رکھ کر پھر جاتے ہو؟ کہا قرآن سینے میں محفوظ ہے مگر جسم سے پاک۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ بھی ہر جگہ موجود ہے، مگر جسم سے پاک ہے۔ موجود بالجسم ہو تو پھر بیت الخلا والا اشکال ہوتا ہے۔ موجود بلا جسم ہو تو پھر کوئی اشکال ہی نہیں۔

اللہ کا وجود اتحاد یا حلول کے ساتھ

میں جدہ میں تھا مجھ سے ایک آدمی نے پوچھا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟ اتحاد کے ساتھ یا حلول کے ساتھ؟ اتحاد کا معنی ہے دو چیزیں ایک ہو جائیں ہر ایک کا وجود بھی رہے اس کا نام اتحاد ہے۔ اور حلول کا معنی؛ دو چیزیں ایک ہو جائیں ایک فنا ہو جائے اس کا نام حلول ہے۔ دو جماعتیں ایک ہو جائیں ایسا نام رکھیں جس میں دونوں جماعتیں شریک ہوں اس کا نام اتحاد ہے۔ اور جب آدمی اپنا وجود ختم کر کے دوسرے میں جائے۔ تو کہتا ہے کہ میں نے اپنی جماعت ختم کر دی ہے تمہاری جماعت میں۔

عام فہم مثال

میں مثال دوں گا تو آپ کو بات جلدی سمجھ آئے گی صبح ناشتے میں آملیٹ کھاتے ہیں، آملیٹ میں انڈا، پیاز، ٹماٹر، ہری مرچ ہے ہر چیز اپنا وجود رکھتی ہے اور اکھٹی ہو جاتی ہے تو انڈے، ٹماٹر، پیاز، اور ہری مرچ کے اتحاد سے جو چیز تیار ہو اس کا نام آملیٹ ہے یہ اتحاد ہے۔ اور گرمیوں میں شربت بھی پیتے ہیں، چینی پانی میں ڈالو شربت بناؤ تو یہ چینی کا پانی کے ساتھ اتحاد ہوا یا حلول؟ حلول۔

تو اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اتحاد کے ساتھ یا حلول کے ساتھ؟ میں نے کہا: نہ اتحاد ہے نہ حلول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر موجود بھی ہے اور اتحاد اور حلول بھی نہیں ہے۔ کہا جی کیوں؟ میں نے کہا اتحاد اور حلول یہ صفتیں جسم کی ہیں، اللہ تعالیٰ موجود بلا جسم ہے۔ نہ اتحاد ہے اور نہ حلول ہے اور موجود بھی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارا عقیدہ سمجھا دے۔

اس پر مجھے حضرت حکیم الامت تھانوی کا ایک ملفوظ یاد آیا حضرت نے بیان

فرمایا، بیان ذرا مشکل تھا بیان کے بعد ایک مولوی نے کہا کہ حضرت آپ نے اتنا مشکل بیان کیا کہ عوام کو سمجھ نہیں آیا۔ اس بیان کا کیا فائدہ؟ حضرت تو حکیم الامت تھے ناں! فرمانے لگے اگر ان کو بیان سمجھ آیا تو اچھا اور نہیں سمجھ آیا تو بہت اچھا!

ان مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت ہمیں آپ کا یہ جملہ بھی سمجھ نہیں آیا۔ اللہ اکبر! حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمانے لگے میں نے ان کو جو مسئلہ سمجھانا تھا اگر یہ سمجھ گئے تو اچھا۔ اچھا کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کو سمجھانا چاہتا تھا ان کو سمجھ آگیا۔ نہیں سمجھ آیا تو بہت اچھا کہ اب کبھی یہ لوگ گمراہ نہیں ہوں گے، کیونکہ یہ لوگ گمراہ کب ہوتے ہیں جب یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مولوی کے پاس علم کم ہے اور مخالف کے پاس زیادہ ہے۔ آج ان کو پتا چلا کہ جو اشرف علی کے پاس علم ہے وہ بہت اوپر ہے، یہ اس کے قریب بھی نہیں جاسکتے۔ اب یہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے۔

تو آدمی گمراہ کب ہوتا ہے کہ ہمارے بڑوں کے پاس علم نہیں۔ مخالف کے پاس زیادہ ہے، تب ہی تو ان کے پاس جاتے ہیں۔ ان کو مسئلہ تو سمجھ نہیں آیا لیکن یہ تو پتا چلا کہ علماء دیوبند کے پاس علم کتنا زیادہ ہے۔ تو اب میں بھی کہتا ہوں کہ آپ کو سمجھ آیا تو اچھا نہیں سمجھا تو بہت اچھا!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علوم بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اعمال بھی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ علوم اور اعمال میں برکتیں بھی عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

متکلم اسلام ایک نظر میں

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوہڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد

تدریس: معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست اعلیٰ: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مرکزی ناظم اعلیٰ: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروس

سرپرست: احناف ٹرسٹ

تبلیغی اسفار: ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، یمن، بحرین

تصانیف: عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، درس القرآن، نماز اہل السنت والجماعت، صراط مستقیم کورس (مردو خواتین)، اعتکاف کورس، خطبات متکلم اسلام، مضامین متکلم اسلام، مجالس متکلم اسلام، مواعظ متکلم اسلام، شہید کربلا اور ماہ محرم، قربانی کے فضائل و مسائل، بیس رکعات تراویح، القواعد فی العقائد، اصول مناظرہ، المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ، خطبات برما۔

بیعت وخلافت: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ

امین العلماء قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اصلاح وارشاد

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا

www.ahnafmedia.com

خطباتِ برما